

شعبه خواجه میرا قمر الدین خان متخلص بر اقم دیویشی شش منصف دیوان

CHECKED

دیوان راقم

CHECKED 1330



اِنَّ الشَّعْرَ كَمِثْرَةِ اَرْنَبٍ مِنَ السَّحَابِ

الحمد لله الذي جعل الشعر من جنس الارانب تصدق بحرفه مثال

و شاعرهم بن مقال فخر جهان مكرهه بن كمال قصائد ان غنيت

بنغ اردو

المصباح

كليات

و شاعرهم بن مقال فخر جهان مكرهه بن كمال قصائد ان غنيت

و شاعرهم بن مقال فخر جهان مكرهه بن كمال قصائد ان غنيت

بَطْنِ الْكَافِ بِحُسْنِ عِبَادَةِ الرَّسُولِ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



الف

غزلِ حمد

ردیف

بواجب ذات پہ یہ حیرتی پیکر تیرا  
 لعلِ یلینِ لعل نہ گوہر میں ہے گوہر تیرا  
 لیکن آتا نہیں ادراک میں جو ہر تیرا  
 ذات وہ ذات کہ شخصی نہیں پیکر تیرا  
 جس جس شخص سے باہر تیرا  
 جلوہ وہ جلوہ کہ خود بینی میں مضمر تیرا  
 گھر کے اندر کہی جلوہ کہی باہر تیرا  
 ہو دلا ہو ہے مگر خانہ بے در تیرا  
 رات دن میں کہی کھلتا درِ منظر تیرا  
 منظرِ غیرِ نذر دھوکا دیا کثر تیرا  
 کھوج دیکھا ہی کیا با صبر در تیرا  
 نہیں ہوتا نہیں ہوتا جو مکرر تیرا

حسنِ بختیانی پہ لاشے کا ہے زیور تیرا  
 شے میں شے تو ہے نہ جوہر میں پیکر تیرا  
 کیا تا شاہ ہے کہ ہر شے میں ہے منظر تیرا  
 نام وہ نام کہ موجود ہے موجود نہیں  
 رنگ وہ رنگ نہیں رنگِ میثرتِ جس کا  
 پردہ وہ پردہ کہ صورت پس جلیبِ نہیں  
 بوجہی ہوتی جو دوئی کی تو نظر آجاتا  
 گھر بھی وہ گھر کہ جہت جسکی جہت سے نابود  
 خانہ ہوتا تو تجس سے معتبر ملتا  
 خاک میں عسریٰ پر نہ ملا گھرِ مہکو  
 عقل بھرتی ہی رہی ڈھونڈتی تیرا مسکن  
 تیرا دیدار ہے تکرارِ تجلی شاید

<p>سجد و کعبہ و تخت نے میں دیکھا نکلا تو نہیں ہے تو فلک پر یہ تماشہ نکلا ڈال رکھا ہے تحیر میں کرشموں کے تیرے سنگ بھی در پہ نہ رکھا کہ نشانی ہستی کیسی حیرت ہے زمانہ میں ہو شہرت تیری طور کی جلوہ گری عام اگر ہو جاتی سچ تو یہ ہے سچے منظور نہیں جلوہ گری جس نے سمجھا تھے حسن بشری میں سمجھا انگٹھ کھولی ہے تو ہم نے تیرا جلوہ دیکھا</p>	<p>غیر محراب عبادت کہیں مظہر تیرا کیون دکھاتے ہیں نمونہ مہ و اختر تیرا وقف نظارہ نہیں حسن منور تیرا دھوکا کھاتا نہ کوئی عاشق مضطر تیرا پھر کسی کو نہو دیدار مصیبت تیرا پردہ داری کا نہ آنا گلہ لب پر تیرا نام تشخیص سے ہو شخص معترف تیرا جو ہر ذات تو سمجھا ہے عجب تیرا ہوش آیا تو سنا نام بھی گھر گھر تیرا</p>
---	---

کیون نہ سمجھے تھے یہ راقم حق میں موجود  
دیکھے ہر جلوہ میں جب جلوہ برابر تیرا

### غزل در تصوف

<p>قابل تو پہلے ہو دل نادان وجود کا آسان نہیں ہے جاننا رستہ کشتہ کا شرح شہود کہیل نہیں فہم چاہیئے واعظ سے ہو کو بحث نہیں کچھ کہا کرے کانون سے سن حدیث جہان میں جو کو تشال ہے وجود کی سامان برق طو یہ گوشہ گوشہ نقش و نگار بساط دہر</p>	<p>پھر مسئلہ بھی پوچھو بحث شہود کا پچیدہ ہے معاملہ اس تار پود کا نظارہ دل لگی نہیں تاب شہود کا وہ تو مرید ہے رہ و رسم قبول کا انکھوں سے دیکھ اپنے تماشہ وجود کا نظارہ کلیم ہے بر زبان شہود کا پیش نظر ہے آئینہ حسن وجود کا</p>
--	--



<p>وحدت کا وہ شہود ہے منظر وجود کا تصویر مین وجود کی پیکر شہود کا پانی مین خاک باد مین سرمایہ دود کا محراب بندگی ہے نشان کس شہود کا ایما شہود کا ہے اشارہ وجود کا کبھی کس کے نام کا متبدلہ سجد کا رگ رگ مین ہے کہا ہوا طغرا وجود کا دہتبا عیان وجود کا جہلکا شہود کا ادراک عقل سرمہ چو چشم حود کا قادر ہے کون عالم نابود و بود کا شہود کا مشاہدہ جلوہ و دود کا دورہ یہی ہے گواہ سپہر کبود کا</p>	<p>نشو و نمائے عالم ہستی پر کر نظر یہ جلوہ جلوہ لالہ و گل شاہدان باغ عنصر کا اعتدال خلا مین خیال کر بیت احرم مین جلوہ گری کسی اتار بیت الضم مین چشم صنم کی اشارتین مسجد کس کا علم ہے مجود کس کا نام برگ شجر مین ریشہ دوانی گواہ ہے تراہ کی ناصیہ پر ہے صوفی کی سینہ پر معنی کملین وجود کی عذیب ہو حق منا کس کو ہے اختیار بقا و فناء شے نزدیک ہے خیال کے ادراک کے قریب شاہد ہے عام جلوہ گری مہرواہ کے</p>
--	--

راقم نہیں وہ آنکہ جولائے کو دیکھے

لاشے کلاشے مین چھوٹے پر تو وجود کا

غزل نمبر ۱۰

سزاوار صفات ذات شایان محمد کا  
سبق پہلا نہیں ارکان ایمان محمد کا  
کہ غم حق مین مضمشرق ارمان محمد کا  
بنے گلہ رستہ ہر گل طاق ایوان محمد کا

عجب حسن آفرین مطلع ملا شان محمد کا  
ازل سے ہون مین اجدخوان بیتان محمد کا  
سائیش مین ہری وہ لطف ہے شان محمد کا  
شامین تج زبان جون رشتہ سے مرو پھول چہرے مین

<p>بیان مجھے سنو بہرِ رفعت شانِ محمد کا سلام شوقِ ربِ پیغامِ یزدانِ محمد کا خدا ہے میرا مان آپ سامانِ محمد کا اشارا ہو چکا ہے چشم و مہرگانِ محمد کا خدا کو کیا ہوگا پاسِ بیانِ محمد کا اگر بیان چاک دیکھے خاکِ رانِ محمد کا کہ ازادی میں ہے پابندِ فرمانِ محمد کا محمد کی نوازشِ جسمِ یزدانِ محمد کا رنا دل کا ہے دل میں شوقِ میدانِ محمد کا نہ توئے پانو سے کاٹا یا بانِ محمد کا تا شامِ اوس حسنِ سراوانِ محمد کا</p>	<p>بڑا احسان ہو یا رب تم اگر لوح و قلم دید نواختی مری پہونچائے بہرِ روحِ الامینِ نیک عروجِ شاہِ عالم کا ہو سامانِ عرشِ اعظم پہ مسلمانِ جاہلینِ فرخِ مین یہ کیسے کی باتیں ہیں رغائی خاکِ راون کی نہو یہی تماشا ہے ہنہیں ہوگا ہنہیں ہوگا کبھی مسطورِ داد کو ہر ایک آزاد بندہ ہے غلامانِ محمد میں مسلمان میں ہی ہون کہنے کو ہو جائے اگر مجھ پر نہ پہونچا یا مری تمتِ صحرائے مدینہ تک سہیل کر راہِ شرب میں قدم رکھو ابلہ پاکے نہ دیکھا ہمنے دنیا میں تو دیکھیں گے قیامت</p>
--	---

ہو یا یوس تو را م یگل ہی کیلنے والا ہے  
نیرم یزدان سے گلستانِ محمد کا

ردیف الف غزلیات عاشقانہ

<p>جان کو روگ لگانا ہے پہنا نا دل کا یا ابی کہیں ہو جائے ٹھکانا دل کا جانتا ہوں نگہِ نازکی کج بینی کو شرم سے بچی نہیں چشمِ منوگر کا سر زندگی کے گئے اسبابِ کرین کیا جی کر</p>	<p>ڈالنا آگ میں ہے دل سے لگانا دل کا ہو کیا جاتا نہیں غمگین زبانا دل کا نظرونِ نظرون میں ہے قصودِ جانا دل کا خاک میں جا ہتی ہے اور ملنا دل کا کچھ طبیعت کا پتہ ہے نہ ٹھکانا دل کا</p>
---	---

<p>آرزوئے دل ناکام نکا لو اب تم  انکھ میں پہرتا ہے وہ مشغلہ راز و نیاز  وہ بلاتے ہیں نہ ہم جاتے ہیں شکل ٹھہری  ابنی بے مہربان بے مہر تجھے یاد دہی ہیں  آرزوئے شبِ عشرت ہے وہ ہوگی کتنی  دل کا لیسنا تمہیں منظور ہے اچھا لو  ناز دل گیر نہ جاننا ادا میں آئیں</p>	<p>پوچھتے کیا ہوتا فل سے فسانا دل کا  مشتیں میری کسی کا وہ جلانا دل کا  حسرتوں میں یوں ہی کٹتا ہر زمانا دل کا  وصل میں روٹھنا ہر بار دکھانا دل کا  کیا نکالے کوئی ارمان پرانا دل کا  لیکن ارمان ہی پہلے کوئی جانا دل کا  نکھو آیا بھی تو آیا ہے ستانا دل کا</p>
--	---

رات تھوڑی سی ہے ارمان بہت ہیں تم  
چھپر دینا نکھیں یا رستا دل کا

<p>سوزِ منہ براق سے دل بیتاب چل گیا  افتداری وصل ہوا اور ہو کے ٹل گیا  غیر وں کے اب تو ناز اٹھانے پر تم تھیں  ہم مر گئے بلا سے کسی کو خوشی ہوئی  دیوانہ بن کے رام کیا ہم نے یار کو  آنے کو آپ آئیں گے وہ شوق بہانا  اچھا تھا بدلے وصل کے جاتا دلِ حزین  یگانگی نے یار کی وحشی بنا دیا  کس کو غرض تھی بیٹھا پہلو میں یار کی  وعدہ کیا ہے آئے نہیں خیر یہ سہی</p>	<p>اچھا ہوا کہ عشق کا طول امل گیا  ادن کا تو ایک کھیل تہا یانِ مہ نکل گیا  بارے غرورِ دل کا طبیعت کا بل گیا  ارمان نہ نکلا اپنا کسی کا نکل گیا  آخر فریبِ عشق تھا کافر یہ چل گیا  آنکھوں میں بات کٹ گئی ارمان نکل گیا  افسوس یہ بھی مفت گیا بے محسَل گیا  جو ذوقِ وصل دل میں تھا وہ بھی نکل گیا  اُٹھنے دیا نہ دل نے یہ ظالم محسَل گیا  تسکین دل کی ہو گئی مضطر بہل گیا</p>
---	---

فرقت کے غم نے کہو دئے اسباب آرزو ہم تو گئے تھے دیکھنے ان کی اوائے چشم الفت جتنا کہ بہنے ڈبو دی رہی آہی دل کا جسگر کا حال مری پوچھتے ہو کیا اچھا ہوا کہ لے لیا غارت گردن نے دل امید قطع ہو گئی صبر آگیا ہسین حیران بین بارہ دوز جنوں کا علاج کیا	ایک دل رہا ہے نام کو وہ آج کل گیا اک برق تھی کہ دل پر گری دل ہی جل گیا بے محرم معر بان تھا تیور بدل گیا رہنا تھا جسکو رہ گیا جلدنا تھا جل گیا کھسکا قضا کا مٹ گیا خوف اجل گیا اک خار غم کھٹکتا تھا وہ اب نکل گیا دامن سیا نہا کہ گریبان نکل گیا
---	---

راحم سخن کی قدر تو بارے دکن میں ہے  
اہل سخن کا سنتے تھے ذوق غزل گیا

محبو ان خدا یا نہ بنایا ہوتا بش مجنون مجھے دیوانہ بنایا ہوتا گر مقتدر نہ تھا شانانہ ہمارا نہ ہسی محبو مشق تم یار کیا کیوں یارب میں کسی چشم تماشا کا تماشا بنتا دوست پا مال تو کرتا مجھے آتے چلتے میں بھی لذت کش بہا حسینا نتنا عاشق کا فربکش نکرنا تھا مجھے جب مجھے صحبت دلدار سے نہوئی رات دن یار کی آواز تو سنتا رہتا	یاں بنانا تھا تو شیدائہ بنایا ہوتا بھر خر سندے جانا نہ بنایا ہوتا اک گدائے درجانا نہ بنایا ہوتا نہ بنایا نہ بنایا نہ بنایا ہوتا نقش دیوار صم خانہ بنایا ہوتا جادو کو چہ جانا نہ بنایا ہوتا اس مری خاک کا پیا نہ بنایا ہوتا محو گل بیلستانہ بنایا ہوتا باغ ہستی کو بھی دیرانہ بنایا ہوتا پاسبان درجانا نہ بنایا ہوتا
--	--

<p>شمع رو جانتے یوں مرتے ہیں مرنوالے          اگر تقدیر میں تھا جلنا مرا پھر شمع شمال          ہاتھ میں رہتا کیسے کسی لب پر مین بھی</p>	<p>مجھ کو بھی ہمسرہ پروانہ بنایا ہوتا          یار کا زینت کا شانہ بنایا ہوتا          شیشہ و ساغر و پیانہ بنایا ہوتا</p>
<p>شوق تھا یار کو انسانہ سے راقم نے          عشق کا اپنے ہی انسانہ بنایا ہوتا</p>	
<p>جو تذکرہ ہے طور کے برق و شرار کا          پہنکتا چلے زمانہ غم روزگار کا          امید میں ہوں اور یہ غم وصل یار کا          جب تجھ میں ولف یار کی نگہت نہیں نیم          آئینہ تاب لانہ سکے جسکے حسن کی          آجا و پھرتے چلتے کبھی غمکہ دھین تم          لکھ دیتا وصل یار جو میرے نصیب میں          ہو جائے طول حشر کو اتنا خدا کرے          چھوٹی سی چھوٹی رات ہی اپنی ہر دل کی          امید جب نہیں تو خوشامد کسی کی کون          متنے تو کہہ دیا ہے ہنسی میں کہ آئین گے          رونایا ہی رہے گا تو ہونا ہے ایک دن</p>	<p>شعلہ تھا وہ مرے نفس شعلہ بار کا          باقی ہے ایک مرحلہ روز شمار کا          تو جانتا ہے درد دل عتسار کا          کیون دل جلانے آتی ہے امید وار کا          حیران نظارہ کیون نہوا آئینہ وار کا          انگہوں سے ہم بھی دیکھ لیں آنا بہار کا          کیا اس میں کچھ بگڑتا تھا پروردگار کا          پورا نہ ہو زمانہ مرے انتظار کا          چھوٹے سے چھوٹا دن یہی ہے اچھا بہار کا          امید پر مدار ہے امید وار کا          کیونکر زمانہ جسے کٹے انتظار کا          خانہ حشر اب دیدہ و خنابہ بار کا</p>
<p>راقم اٹھائے ہنسنے بہت جو ریا کے          لیکن اٹھائے نہ ستم روزگار کا</p>	

کیا اعتبار وعدہ سبجے اعتبار کا کیا ذکر میں وہ ذکر ہے روز شمار کا واعظ غضب ہے تو رنادل بادہ خوار کا ہاں ابر میکشون پہ برس استعد برس صورت کہہتی ہے کہ یہ دریا بہائے گا کیا پوچھتے ہو حال کہی دل میں بیٹھ کر مدت کی لاگ مجھے ہے زلف دراز کو جینا تمہارے وعدہ پہ میرا ہی کام تھا تکلیف کیوں سنے وہ کسی درد مند کی آنے میں دیر کرنی تھی تم نے غضب کیا کر لین گے کل کا وعدہ یہی منظور آپ کا میں ہجر میں جیا تو یہ سمجھو کہ یاد میں نالہ سے تم کو وہم ہے قرآن آپ کے ہم جانتے ہیں تمکو تمہاری زبان کو دونوں طرف امید کشاکش میں ہے پری	بہو لے نہیں میں لطف ابھی انتظار کا قصہ دراز ہے مری شب ہائے تار کا یہ ابر یہ ہوا ہو یہ موسم بہار کا دریا بہا دے آج مجھے خوشگوار کا منہ کھل گیا اگر رگ ابو بہار کا آنکھوں سے دیکھو لطف مرا انتظار کا یہ طول بے سبب نہیں شب ہائے تار کا دامن نہ چھوڑا زندگی مستعار کا افسانہ جو نئے ستم روزگار کا پانے دیا نہ لطف مجھے انتظار کا ہم دیکھ لیں تکیب دل بیعت راک کا اٹکا ہوا تھا دم ابھی امیدوار کا کیا حال آپ بہول گئے اضطراب کا وعدہ ہی میں نکالو گے موسم بہار کا وان شوق ہے بہانہ کا یاں انتظار کا
---	---

ہم تو یہ ہے ہی بیٹھتے تھے راحم غضب کیا  
 کیوں ذکر کر دیا مرثہ اشکبار کا

غوغا فغان میں حشر کا نالوں میں صو کا نالہ کل ہے ارادہ فلک سے عبور کا	فرقت کا طور طور ہے سارا شور کا ہنسے نہ شکوہ اہل فلک ہو قصور کا
---	---



دوبا و قار عشق دل بے شعور کا  
 اب استحسان ہوگا دل ناصبور کا  
 پایا جو رنگ زرد سر شمع نور کا  
 اس شمع پر ہی پردہ ہو شرم حضور کا  
 تصویر خانہ بن گیا بزم سرور کا  
 کہو لا سبب خطا کا نہ باعث تصور کا  
 مان کوئی شوق لے گیا ہوگا ضرور کا  
 آخر زمانہ کہو دیا عیش و سرور کا  
 انداز یہی ہے کوئی ناز و غرور کا  
 آتا ہے جیسے کوئی تہکا ماندہ دور کا  
 آہڑ پڑا ہے صبر کسی ناصبور کا

دل کا علاج اور سیجا خدا کی شان  
 اچھا کیا کہ اوس نے ستم کو بڑا دیا  
 اوس کو گمان صبح ہوا مچھپہ بن گئی  
 ہنگام وصل کوئی نہ ہو غیہ راز و  
 بین بھی لئے دیئے رہا وہ ہی لئے دئے  
 میری سنی نہ اپنی کہی چپکے اٹھ گئے  
 گھر جاؤ تم رقیب کے ایسے نہیں ہو تم  
 وعدے ہی کرتے کرتے گزاری تمام عمر  
 اتوار سنہ سے کرتے ہو پہر بھول جاتے ہو  
 تم مجھے ملنے آئے ہو آئے کہاں سے ہو  
 تم دو قدم نہ چلتے تھے دشمن کے گھر گئے

چل کر کلال خانہ میں راقم بین شراب  
 جسکا رہے زبان کو شراب ظہور کا

مٹے ملکر دل صد چاک کا درمان ہوتا  
 اور اون پر ملک الموت ہی خندان ہوتا  
 کا کل و طرہ طرہ سارا جو چپان ہوتا  
 ٹنڈہ جو کالا کہی تیرا شب ہجران ہوتا  
 جھپہ احسان نہ سہی غیر یہ حسان ہوتا  
 میرا ہر اکبلہ جب نذر سیا بان ہوتا

اُپ آئے تو علاج غنیم نہبان ہوتا  
 نزع کے وقت وہ آئے ہی نہ کہ جاتی موت  
 سرمہ گین چشم پہ کچھ اور یہی جو بن کہلتا  
 ہم ہی کہتے کہ جہان میں رہے آرام کے سا  
 اس جلانے سے تو بہتر تھا کہ لیتے تم جان  
 پہوٹے پورے پہوٹے شب غم کے اوس دن

<p>اون کے سینہ میں ہی اٹلکدہ سوزان ہوتا          کچھ خلش ہوتی اگر تیر کا پیکان ہوتا          میں ابھی جا رہا عیانی میں عریان ہوتا          وہ ہی آتے شب فرقت میں حسان ہوتا          صبح کو واقعہ اسرار نگہبان ہوتا          آخر روز چراغ شب ہجران ہوتا          کاش مرنے کا شب غم میں مجھے آسان ہوتا          مجھ پر شیدا جو تمہارا دل شادان ہوتا          دُوب مرنے کو اگر چاہو زرخندان ہوتا          میں جو مجنون کی طرح چاک گریبان ہوتا          ورنہ ملنے ہی تمہارا مجھے آسان ہوتا          صبح کا دیکھ لیا چاک گریبان ہوتا</p>	<p>سوز دل کی مری جب اونچے حقیقت کہلتی          چارہ گرد رہے کچھ اور نہیں سینہ میں          قیس کی طرح جو میں تم سے تعلق رکھتا          موت کا وقت نہیں نیند ہی کیا کام میں          آپ کچھ کہتے نہ سنتے مرے گہرا جاتے          نامرادوں کے کہی گھر میں نہ دیکھا ہوگا          انکسش سے غم و اندوہ کی فرصت ملتی          تم بھی کچھ میری طرح کرتے خوشامد میری          تلخے موت کو جینے کی سمجھتے لذت          تم بھی لیلے کی طرح مجھ سے محبت کرتے          جگوا افسوس ہے تم شاہد باز نہیں          وہ نہ جاتے کہی آغوش سے اُٹھ کر میری</p>
---	--

ہمنے اس ناز سے دیکھا ہے کسی کو آتے  
 آج راقم بھی اگر دیکھتا حیران ہوتا :

<p>پر طبیعت مری وہ آئی کہ دریا آیا          جو تماشے کو گیا بن کے تماشا آیا          کام آیا ہے تو کچھ عشق زلیخا آیا          میں تو وان جانی کی فادہ مسم کہا آیا          جان پر بن گئی پیغام قضا کا آیا</p>	<p>دل تو مانا کسی صورت پہ ہے آیا آیا          آنکھ میں سحر ہے کافر کی کہ اس کے گھر میں          اور سب عاشق جان باز رہے میں ناکام          کہو دیا لطف دیر کا اب غیروں نے          منہ بنائے ہوئے قاصد کو جو آتے دیکھا</p>
---	--

<p>تاز آیانہ وفا آئی نہ انداز ادا وعدے کی رات یہ گزری گی کسی پر کیونکر عمر بھر ظلم سہہ اور جنائین جمیلین صبر کراے دل مضطرب وہ نہیں جھٹکن مجھ کو وہ یاد کرے ہوش کی بنوا قاصد گھر کے باہر مرے ایک میل ہے اخیر و نکا</p>	<p>تجھ کو آیا ہی تو عاشق کا ستانا آیا تجھ کو بے رحم خیال اتنا ہی میرا آیا پھر بھی جرمش کرنے لب پر گلہ تیرا آیا اپنے وعدہ پہ مقرر وہ رہے گا آیا جسکی لب پر نہ کہی نام حسد کا آیا مجھے تم ملنے کو کیا ائے تماشا آیا</p>
	<p>جا کے راقم کہو بے مھر سے بس تنگ نگر اب تو اللہ مرے منہ کو کلیجہ آیا</p>
<p>خوش ہوں کہ یار نے مجھے لاغر بنا دیا اب حشر کا یقین ہوا رفتاریار نے عشاق رہ نشین لے کہو یاد قمار عشق پہلے ہی چشم مرست تھی اداس کی نظر فریب انکار وصل لکھتے ہیں کس شوخیوں کس رست یہ بھی ادا کی شوخی ہے ہر حلقہ زلف کا ہمنے ہی اداس کو چہرے کے عادت بگاڑ دی مشاطہ تجھ پہ صبر پڑے میری جان کا</p>	<p>اچھا ہے ناز کی کے برابر بنا دیا زیر زمین سو تون کو مضطرب بنا دیا بازار کو میاں کو رہ کر بنا دیا میری نظر نے اور فنون گر بنا دیا حرف نفی پہ حرف مکر بنا دیا میرے جگر کے دو دکا ہر بنا دیا مشق ستم کا اور یہی خوگر بنا دیا تو نے نگاہ یار کو خنجر بنا دیا</p>
	<p>راقم ملو نہ یار سے کافر ادا ہے وہ کافر رقیب نے اوسے کافر بنا دیا</p>
<p>جو نالہ رک رہا وہ پیام منشا رہا</p>	<p>جو درد و جزو دل ہوا جزو قضا رہا</p>

<p>ارمان شکش میں تماشا بنارہا  سپر ہونرنا جو شیوہ اہل وفارہا  جو میرا بخت بخت زلیخا بنارہا  ہر دم یہ ہم چکے رہے سر پہی چکارہا  سوئے فلک دراز ہی دست عارہا  ملنا ہمارا آپ کار و زجر ہارہا  اوسکی خوشیدین سے میرا عارہا  شوق اپنا اپنے اگے ہوا رہنا  دیدار تیرا سفلہ اونکا بنارہا  رنگ عذار آپ کا کیونکر بچارہا  میری حایتوں پہ جو میرا خدارہا</p>	<p>مجھ کو جفا کا اوسکو وفا کا گلارہا  فریاد عشق پیشہ نے کہو یا وفا عشق  یوسف بنو جفا کر د میرے لئے ہونم  ہرستان کو سمجھے تمہارا ہی آستان  دیکھا اثر کہی نہ اثر کا نشان کہی  اب تم میں ساؤ نہ ہم تھے کچھ کہیں  اوسکے سکوت سے ہوئی برباد آرزو  برہبر کی کیون تلاش کریں جب قلم اٹھا  ہم سے تو کچھ کہیم ہی ہے تیرے خوش نصیب  مانا تمہارا حسن جہاں سوز ہے مگر  محشر میں لطف انیکا نیکو جفاؤں کا</p>
<p>کوئی صنم میں ہی ہی ہے آسمان اگر  راحم تمہارا پاؤں وہاں کب تمہارا</p>	
<p>محشر کا تماشا تو ہرے گھر میں بیگا  محشر کو وہ دیکھے گا جو محشر میں بیگا  بے پردہ جو تو دیدہ اکثر میں بیگا  کانشا تو کشتاد دل مضطرب میں بیگا  ہر نرم میں باقی خم و ساغر میں بیگا  جو بحر کی یلان سوزش آذر میں بیگا</p>	<p>وہ رنگ نیا کونسا محشر میں بیگا  یان و دم ہی نہ باقی غم دلبر میں بیگا  وہ ہے سر محشر میں خریدار ہو جائیں  پہاں ہے یار سے کچھ واسطہ بھر بھی  خوشی میں کہ خورشید کا آواز ہے میری  کچھ ہم مکانات چہ ہم نہیں اوس کو</p>

<p>انحاض کرونا زکرو یہی سمجھ لو          کیا شوق تماشا دل مشتاق کو ہوگا          رکھو ہی نہیں شمع شرب وصل کج معشوق          تم فوج کرو گے بہن ہم غم سے چھٹینگے          سیاح جہان گردین آنکھ اوہر بھی          چھٹنے کا نہیں خون شہیدان کبھی قالی</p>	<p>وہ ہو کے رہیگا جو مقدر میں رہیگا          • جادو جو ہر چشم فنونگر میں رہیگا          عذر فطریع منور میں رہیگا          لیکن یہ لہو سینہ خنجر میں رہیگا          آرزو نہ ہو کون ترے گہر میں رہیگا          سر پر ترے یاد امن خنجر میں رہیگا</p>
<p>کچھ قدر سخن بزم سخن میں رہے رسم          پھر لطف سخن و نکر سخنور میں رہیگا</p>	
<p>میری تقدیر میں عاشق ہی اگر ہونا تھا          تھا مقدر کہ محبت میں صبر ہونا تھا          بدعا اگر یہ بیکار سے حاصل نہ ہوا          کیا علاج دل صد چاک سیجا کرتے          وہ تو مہمان تھے رہتے نہیں آخر جاتے          دل کش اہل نظر حسن اگر تھا اوس کا          یا ستمگار کو دل دیتے محبت والا          معنی عشق و وفا یار کے دل پر کہلتے</p>	<p>نخل امید میں بھی کوئی ٹٹر ہونا تھا          عشق گویا سبب ریش جگر ہونا تھا          تجکو خوننا بہ فشان دیدہ تر ہونا تھا          مان کچھ جہان سیجا کا مگر ہونا تھا          تجکو بدنام مگر وقت سحر ہونا تھا          محکو بھی حوصلہ ذوق نظر ہونا تھا          یا مرے نالوں میں دل گیر اثر ہونا تھا          ہکو یا مال سر راہ گزر ہونا تھا</p>
<p>سامنا چشم فنون گر سے ہونا رسم          دل ازل میں ہدف تیر نظر ہونا تھا</p>	
<p>غیر سے تم نے گلا میرا کیا</p>	<p>قدر کہوئی اپنی میرا کیا کیا</p>

<p>کیا کرو گے آج تم کل کیا کیا  غیر میرے ملنے پر کرتا ہے طعن  شوق بزمِ غیر میں لے ہی گیا  وصل کی شبِ آئینہ خانہ بنے  دور کتنا آج سے ہے کل کا دن  خاک ڈالو اگلی پہلی بات پر  وصل میں کرنا نہتا سامان مے  میری ادنیٰ وصل میں صورت تیری</p>	<p>کوئی یہی بتنے کہی کہنا کیا  کیون نہیں کہتے ملے اچھا کیا  رشتک و امن شوق کا کہینچا کیا  وہ مجھے میں اوکو بس دیکھا کیا  آپ نے کیوں وعدہ فردا کیا  بہول جاؤ ہنسنے بتنے کیا کیا  مدعا مذوسے و صہب کیا  آئینہ کو آئینہ دیکھا کیا</p>
--	--

یار سے کرنا نہتا رستم گلا  
سرخ بجا چہر کر پدا کیا

<p>آج اُلجھا و مری آہ گلو گیسر میں تھا  جان قاتل میں تھی اور دم و دم شمشیر میں تھا  اور میں محو ہوا خذہ زنجیر میں تھا  اختیارِ قلم کا تپِ نقدِ یر میں تھا  کوئی قاتل کا گلہ حسرتِ پنجیر میں تھا  ایک پیرا یہ مگر شوخیِ تحسیر میں تھا  کچھ توقف مری فرما دی تائیر میں تھا  میں تو اُلجھا ہوا غورِ شتہ تدبیر میں تھا  مرہم اپنے ہی بن ناخن تدبیر میں تھا</p>	<p>یار صرف کسی غیر کی توقیر میں تھا  میں نہ تڑپا جو دم و دم فوجِ تعجب کیا ہے  دیکھنے کو میرے زندان میں وہ اے افسوس  ہجر کے بدلے اگر وصل ہے لکھتا کیا تھا  تہی مگر بات کوئی ذوقِ طہیدِ علوم  اونکی شفقِ نگلی دل کا تہا خط میں سبب  آتے آتے وہ رُکے اونکی یہ تقصیر نہیں  مانگنا کون دعا عقدہِ مسمت کے لئے  چارہ سازوں کا عجب ہنسنے اُٹھایا حسن</p>
--	--



<p>ہم وہ دیوانے لگا ہونکے تھے دیکھا ہی نہیں          نامہ بر کام کیا کام کو سب لہا ہی دیا</p>	<p>تیر چکی میں تھا اور زہر بہر اتیر میں تھا          کام وہ کام جو اچھا ہوا تقدیر میں تھا</p>
<p>تمنے آرزو کیا شکوہ سے اوسکو قسم          آج وہ محو ہوا آپ کی تقریر میں تھا</p>	
<p>رنگ فریب عشق جایا نہ جائے گا          مانا کہ مجھ سے جو راہنما نہ جائے گا          بیگانگی نے یار کی دیوانہ کر دیا          تم مجھ سے پوچھتے ہو مرے حال زار کو          قدرت سے نقشہ قد و لد اربن گیا          آنے کو یوں تو آؤ گے آگے ہی آئے ہو          کس دل سے کہتے ہو کہ تجھے خاک میں ملین          دشمن سہی حریف سہی بے وفا سہی          اے آہ تجھ سے آگ لگائی نہ جائے گی          رہنے و وزحم دل کو امانت ہے یار کی          جبک شب وصال بڑائی نہ جائے گی</p>	<p>جیتک کہ نقش غیر ستایا نہ جائے گا          کیا متے بے سبب ہی ستایا نہ جائے گا          اب ہجر کا مزا ہی اٹھایا نہ جائے گا          پوچھوں گا تم سے میں تو بتایا نہ جائے گا          اللہ سے ہی اب تو بنایا نہ جائے گا          میں جس طرح بلاؤں گا آیا نہ جائے گا          تم سے تو خاک میں ہی ملایا نہ جائے گا          دل سے خیال یار پہلایا نہ جائے گا          بگڑا ہوا ہے کام بنایا نہ جائے گا          احسان چارہ ساز اٹھایا نہ جائے گا          حسرت کا شوق اُنکو سنایا نہ جائے گا</p>
<p>راحم اٹھنی بلا میں وہ یان اٹھ ہی تو کیا          دم بھر بھی اون سے پاؤ نکایا نہ جائے گا</p>	
<p>الفت کا گرا نبار اٹھا ہے نہ اٹھے گا          اندوہ عجم یار اٹھا ہے نہ اٹھے گا</p>	<p>ابے ہمت دشوار اٹھا ہے نہ اٹھے گا          تجھے ہی شب تارا اٹھا ہے نہ اٹھے گا</p>

<p>قیمت کی گروہ سخت ہر شکل سے کہنے کی          کلام زمانہ کو بھر طور بہکت لیں          شورش تری سب نالہ شبگیر مسلم          جب درد کا درمان تری نوات پہ ٹہرا          جو وقت گیا ہات سے آیا ہے نہ آئے          کیون ذوق بیابان ہوا آبلہ پانی          آزر دگی یار میں ایک لطف ہی لیکن</p>	<p>یہ پردہ اسرار اٹھا ہے نہ اٹھے گا          آزار شب تار اٹھا ہے نہ اٹھے گا          غوغا پس دیوار اٹھا ہے نہ اٹھے گا          در سے ترے پیار اٹھا ہے نہ اٹھے گا          جو سرگرا بار اٹھا ہے نہ اٹھے گا          احسان سرخار اٹھا ہے نہ اٹھے گا          دشوار ہے دشوار اٹھا ہے نہ اٹھے گا</p>
---	--

یہ راہ محبت ہے ذرا سوچ کے راقم  
 یان ایک قدم یار اٹھا ہے نہ اٹھے گا

<p>لطف آئے یار سے تکرار کا          دیکھنا انداز چشم یار کا          لوٹا اٹھا یار کی وقت و دواع          دشت میں پہرنا ہی لب چہر و لریگا          روز نکلو شوخے رفتار سے          جب گیا ہون کو چہ دلدار میں          کیسی قسمت بات میں ہر یار کے          ہے سلام اس عشق کے انجام کو          اسے ہجوم نا امیدی صبر کر          تجھ کو ہو گا کچھ پیر و سانامہ بر</p>	<p>ہات میں میری ہو دامن یار کا          حوصلہ ہے ہمت دشوار کا          میں بھی اور سایہ میری دیوار کا          اب لون سے ٹوٹ جانا خار کا          بند کرد و دستا بازار کا          مجھے سر کا سایہ تک دیوار کا          کہول دینا عقدہ دشوار کا          دل لگی ہے نام کس دشوار کا          اب زمانہ ہو چکا استرار کا          یار کا اور یار کے استرار کا</p>
--	--

<p>کام میری آہ آتش بار کا آئینہ ہے حسرت دیدار کا سات میسر و کم کے دم تلوار کا کار فرما خرم دامن دار کا چاندنی ہے جو سبب انکار کا نام میرے نالہ بیکار کا</p>	<p>یار کی محفل میں سیکھا ستم نے دل کو اب کیا دیکھئے وہ دل نہیں محقر قاتل تھی کہ مرتے تک رہا جانے دو مہم نہیں ناخن تو ہے کیا زمانہ میں نہیں شب ہاتار جاگتے ہیں فکر میں اغیار کے</p>
<p>وصل کی امید را تم چہوڑ دو تم سے دل بیزار ہے دلدار کا</p>	
<p>لحبت دل ایک ہی گرا نگہ میں اُلجھا ہوگا کوئی مجنون بھی پس ناقدہ لیل ہوگا کوئی روزن قہلا دیدہ بیٹھا ہوگا ملک الموت سرانے میرے بیٹھا ہوگا ہم نفس کو نسا شایان تو ہے پیدا ہوگا میرا ہر شکر بجا بشکوہ بجا ہوگا نامہ برآج اود ہر سے کوئی آتا ہوگا</p>	<p>گریہ جب درخو را نظم رقتنا ہوگا ہم نفس لاکھ اگر مادیہ بیا ہوں گے یہ مسلم کہ نہیں دید کی صورت لیکن آج آتے ہیں عیادت کو وہ کیا دیکھینگے ہم تو زندان سے چلے جائینگے پہرے شب بھر جب یہ ہڑا کہ رہنے شکوہ اغیار بجا عشرت شوق یہ ہر بار خبر دیتی ہے</p>
<p>زندگی عشق میں ضایع نہ کر دو تم رستم کام دشوار ہے نقصان تمہارا ہوگا</p>	
<p>دل لگی آسان نہیں جاں گزیران ہو جائیگا ہر دہان گل نوا سچ فغان ہو جائیگا</p>	<p>یہ کچھ سونو دل آزار جان ہو جائیگا گر چین سے خود اپنا آشیان ہو جائیگا</p>

<p>گر رگ و پے میں نہ دوڑا خونِ لعلِ مین کا ہم فلک کو جانتے ہیں گروہِ یونا مہربان نالہ و آہ و فغان سینہ میں ہیں جھٹکتے خیر آبِ حیوان ہم بھی پی سکتے ہیں کچھ کل نہیں</p>	<p>زخمِ بنگر ایک دن ناصو جان ہو جائیگا دو دہلِ آخر ہی اپنا مہربان ہو جائیگا جو زبان پر آگیا سوزِ زبان ہو جائیگا یہ جو لطفِ زندگی ہے رائیگان ہو جائیگا</p>
<p>باتِ ناصح کی ذرا راقم سمجھ کر ماننا یا رسن لے گا تو کافرِ بگمان ہو جائیگا</p>	
<p>زلف کا کیل ہے عارض پہ پریشان ہونا اونکو ایک بات ہو دشوار کو آسان کرنا ایسے مغرور ہیں وہ جس پہ اپنے شربِ نور جس میں موفقتِ گری لاکھ میں اندازِ ستم پھر اوسی کا فریبِ کشی پہ جان دیتے ہیں طعنِ احباب سبے سزائشِ غیر سہی کیون مری قتل پہ باندھی ہو کمر جانے دو ہم سے پوچھو روشِ صبر و تحمل کیا ہے کچھ بھی ہو سینہ میں گرمی تو رہے نالہ رسا</p>	<p>سانپ کا کام ہے دولت کا نگہبان ہونا ہمکو دشوار ہے آسان کی پی آسان ہونا آئینہ دیکھنا اور آپ ہی حیران ہونا ایسے کافر کا ہے کیا سہل سلمان ہونا پھر ہوا چاہتے ہیں دشمنِ ایمان ہونا عشق میں ننگِ نہیں چاک گریبان ہونا مجھسا دشوار ہے یہ صورتِ انسان ہونا ہم سے سیکھو روشِ نودِ پشیمان ہونا آہ سر مایہ یہ شعلہ کا فسر و زان ہونا</p>
<p>آہ پر سوزِ ہر راقم نہ فغانِ آتشِ بار ایک گریہ میں رہا ہر مرے طوفان ہونا</p>	
<p>کس کی بتیابی دل حال پریشان کس کا کس کی تصویر ہے آئینہ دل میں یارب</p>	<p>تم چھری پہ پہر بھی دو چارہ و دران کس کا محوِ نظارہ ہو یہ دیدہ حیران کس کا</p>

<p>مین ہوں اور ہم نفس چند ہیں شتاقی غالب          طول ساطول ہو اللہ سے دلازی اسکی          کون ہو وادی وحشت میں نہیں گرم خرم          لاکھ میں ایک ہوں پہچان لے قاتل مجھ کو          کیوں نظر آتے ہیں یہ خواب پریشان باز          رات کی رات میں جب ہم ہی ہوں گے بچہ بین</p>	<p>دین کس کس کا رہے دیکھئے ایمان کس کا          خون پی پی کے بڑی ہو شب ہجران کس کا          نوک ہر خار میں اُلجھا نہیں دامن کس کا          چاک ہے صورت لا دی کچھ گریبان کس کا          آج وہ کافر بدکیش ہے مہمان کس کا          پھر یہ ہو گا غم دل جان کا خواہاں کس کا</p>
<p>جب یہ تہرا کہ رہیں غرق محبت رستم          کس کا ہے بحر فنا چاہ زرخندان کس کا</p>	
<p>طور پر جلوہ ہوا موسیٰ کو جس تنویر کا          سہل ہے مٹھی میں لینا دل ہر ایک لیر کا          میں سپان گرد ہوں او چرخ ہو عالم نور          کہنے بیٹھا یا رکو میں نامہ رشک عدو          مانع صحرا نور دی کون ہے وحشت بتا          کوئی دن میں پہر ہر نہ ہو جایگا اسی جاہر گر</p>	<p>تھا وہ ایک سرمایہ اپنے آہ کش گیر کا          فوج کرنا سخت مشکل ہے مگر نجیب کا          آسمان سے مل گیا رشتہ مری تقدیر کا          ہر رگ جان نوک خامہ تھا میری تحریر کا          آج کیوں ہلتا نہیں حلقہ میری زنجیر کا          زخم شتاقی دوا ہے ناخن تدبیر کا</p>
<p>کیون فلک کو چھیڑتا ہر راقم ناشاد تو          وہ ہی جولان گاہ تیری ناکہ شبگیر کا</p>	
<p>نکلنا نہیں دم کو کیا ہو گیا          قصہ رمین آنے بھی تہر ہو نہیں          عدد کی بُرائی بُرائی نہیں</p>	<p>میرا دم بھی کیا مدعا ہو گیا          وہ کہتے ہیں وعدہ وفا ہو گیا          بہلا کہنا میرا بُرا ہو گیا</p>

<p>وہ الفت نہیں جس میں آفت نہ ہو  چہاں قیامت ہو احسن کا  رہا تھا جو دل ایک ناکام سا  زبان کشتی ہے وان تو ہر تپا پر  ستم بہتے بہتے دل دروند  ٹہکانے لگا اب دل نامراد  قیامت کی شب تھی شبِ انتظار</p>	<p>وہ نالہ نہیں جو رسا ہو گیا  پس پرودہ عالم جدا ہو گیا  وہ اب نذر اہل جہنم ہو گیا  مرا شکر کرنا گھلا ہو گیا  وفا آشنایے وفا ہو گیا  کسی کا شہید ادا ہو گیا  جسے کاٹنا ایک بلا ہو گیا</p>
<p>جو ارمان نکلا وہ ارمان بچ گیا  وہ کیا عقدہ راقم جو دا ہو گیا</p>	
<p>مژدہ اسے دل خلش درد کا سامان نکلا  آخر اس عشق میں انجام کو نقصان نکلا  ہمتو خوش بین کہ ہے وصل کا ارادہ لین  جس سے کی ہمنے وفا دشمن ایمان ہی بنا  ایک تقدیر کا رونا ہوتا و سکور لین  میں تو ڈوبا ہوں مگر تجھ کو پہلے ڈوبو نگا  جو تماشا کہ نہ کچا تھا وہ دیکھا تو پہلے  ماہ رویوں سے ملاقات کی تقریب ہوئی  اس تکلف سے گزاری شب وعدہ ہمنے  ہمتو سمجھے تھے صنم خانہ میں جی پہلے گا</p>	<p>درد سمجھے تھے جسے تیر کا پیکان نکلا  جان کی جان گئی دل کا نہ ارمان نکلا  لذت ہجر کہاں ہوگی جو ارمان نکلا  دوست سمجھے جسے وہ جان کا خواہان نکلا  محرم راز بنایا جسے دربان نکلا  تیرا انجام وفا یہ دل ناوان نکلا  نکلے ارمان بہت پہر بھی نہ ارمان نکلا  خوب انداز سخن سلسلہ جنسان نکلا  ہر نفس سینہ سے گنتا ہوا گہر مان نکلا  ہر پر سی چہرہ و مان دشمن ایمان نکلا</p>



دل حسینوں سے لگا کر سودا کسکو	جو گیا بزم میں اون کی وہ پشیمان نکلا
ایک غزل اور یہی راقم لکھو جو لوگ کہیں دلی و انون میں نیا اور سنجیدان نکلا	
حوصلہ آج ترا دیدہ گریان نکلا چارہ ساز غم دل تیر کا پیکان نکلا یوں تو نکلے مرے ارمان ہزاروں لیکن دیرو کعبہ میں بھی سامان اسیری پائے دم نکلنے کو تو نکلا مگر افسوس رہا کچھ مزا آئے گا اب ہکو جگر سوزی کا آفرین آہ رسا موم کیا کس دل کو دم نکلتا کسی زانو پہ تو غم بھی کہتے ایک دن چین سے تونے مجھے سونے نیا میرا ارمان نہ نکلا نہ ہی پر خوش ہوں چیر کر سینہ کو دیکھنا جو پس مرگ مرے کوئی قاصد نہ ہوا آج خبر لا دیتا بندہ عشق کو کیا ننگ ہے جس رنگ میں پڑ	اشک ہر ایک لئے فوج کا طوفان نکلا مرجم ریش جگر بایر کا احسان نکلا آرزوں سے بڑا کوئی نہ ارمان نکلا طوق طاعت کہیں نکلا کہیں نہ ان نکلا چھوڑ کر سینہ میں سب حسرت و ارمان نکلا چارہ زخم جگر شور و غم ان نکلا مرجبا نالہ دل درد کا درمان نکلا ہر نفس سات لئے حسرت و ارمان نکلا حوصلہ پہر بھی نہ تیرا شب ہجران نکلا میرے مرنے سے مرے دوست کا ارمان نکلا خون ہوا پہلو میں دل سینہ میں ارمان نکلا سنتے ہیں غم بھی محفل سے پشیمان نکلا گو کسی دیدہ خود بین میں وہ عریان نکلا
ہوگی ایسی ہی کسی کی شبِ فرقتِ محم ہجر کی شام میں جس کے متا بان نکلا	
دم نکلنے کو ہے اور یار کا آنا ہٹا	آج اچھا ملک الموت سے جگڑا ہٹا

اور وہاں جلوہ گہہ یار کلیسا ٹھہرا  
 دل لگی کیل ہوئی عشق تماشا ٹھہرا  
 ایک تماشا ہو کہ رنگ سرخ زینا ٹھہرا  
 ابھی آئے ابھی جاتے ہیں تماشا ٹھہرا  
 ابھی کچھ دن اسی امید پہ جینا ٹھہرا  
 ہر جہاں پر مجھے ایک شکر بھی کرنا ٹھہرا  
 وہاں ملاقات کا وعدہ پس فرما ٹھہرا  
 دل اگر کشمکش دھستے اپنا ٹھہرا  
 ہنشین وصل کا موقع کوئی آیا ٹھہرا  
 مار ڈالو گے دھون میں یوں ہی ٹھہرا  
 جب وہ عالم کا گزر گا د نظر وہاں ٹھہرا  
 بے ٹھکانوں کا مرے دل میں ٹھہرا  
 جہاں جس روز کوئی آبلہ پاؤ ٹھہرا  
 نامرادوں کا مرادوں پہ گراؤ ٹھہرا  
 مدعا دیدہ بیسنا کا تماشا ٹھہرا  
 کیا کریں گے جو وہاں ہی ہی سچا ٹھہرا

سخت مشکل ہوئی مین یار کاجو یا ٹھہرا  
 جب فسانون کی طرح عشق کا چہرہ ٹھہرا  
 گرمی حسن نے عالم کو جلا یا بسک  
 یہ تو ملنا نہ ہوا کیل ہوا لڑکون کا  
 زندگی ہے تو ملاقات مستر ہوگی  
 بات کہیں نہ جھاسے وہ ہشیمان نہو  
 یاں بہر و سا ہی نہیں سانس کا آیا آیا  
 کاٹ دینگے شب غم کی ہے دمازی کتنی  
 ہم ہوں اور یار ہو خلوت ہو کوئی غیر نہو  
 جہاں لے لو گے یوں ہی وعدہ دیکر سناٹا  
 جلوہ حسن کی کیا قدر تہا رہی ہو گی  
 غم و اندوہ نے پائی نہ جگہ دنیا میں  
 خار ہوں گے نہ سہرا رہیں گے ایشیت  
 مانی جاتی ہیں مرادیں مگر مریکی وہاں  
 آرزوئے دل ناکام متناسکے  
 داؤد شہر پہ بیداؤ کا چہرہ اٹھنا

ناز کرتے رہو اس دل کا گوارا راقم  
 زندگی کا اسی دل پہ سہارا ٹھہرا

دل کس کا امیدوار ہوگا

اگر تیر جگر کے پار ہوگا

<p>جو وعدہ مستر بار ہوگا  تم بھی اسے دل سچہ کے کہنا  گردل میں تمہارے ہوتی ہے  مرہونِ حنا ہوں اب بھی  مرجائیں ادائے شریکین  آزار بھی سوا داسے دینا  پنہان نہ کہو متعلقِ دل  اپنا ہی وہ آشنا نہیں ہے  کرتے نہیں وعدہ یہ سمجھ کر</p>	<p>کب قابل اعتبار ہوگا  غنجوار ہے غمگین ہوگا  ہر تیرے جگر کے پار ہوگا  کچھ خوگر انتظار ہوگا  مرنا ہمیں ایک بار ہوگا  دل لاکھ طرح نثار ہوگا  خاطر پر تمہاری بار ہوگا  پھر کس کا وہ کیسے پار ہوگا  پیرایہ انتظار ہوگا</p>
<p>شکوہ نکر وعدہ کا رستم  خاطر پر کسی کی بار ہوگا</p>	
<p>در و کیون دل میں ناگہان اُٹھا  صید افکن لیے کمان اُٹھا  اپنی کھٹا ہوا جہان اُٹھا  دل جگر دونوں جل گئے شاید  کوئی ہونے کو ہے ظہورِ رستم  اب تو دل بیٹھنے لگا ساقی  مہربان تہا مری جو شامت  کوئی ہوگا تمہاری خلوت میں</p>	<p>کیا کوئی بہر امتحان اُٹھا  چار سو شورالامان اُٹھا  حشر میں مین ہی بے زبان اُٹھا  سات نالہ کے جو دہوان اُٹھا  در و دل جو پس فغان اُٹھا  ابر بالائے آسمان اُٹھا  مین او سے کہہ کے مہربان اُٹھا  خوش گیا اور شادمان اُٹھا</p>

کیا ترا دور آسمان اُٹھا	یار آغوش میں عدو کے رہے	
	زخم سینہ گیا تہا رستم درد دل اور سوز جان اُٹھا	
<p>درومنت کش شخص مسحا ہوا مین یہ کہتا ہوں ہوا دیدہ بینا ہوا آپ شرمندہ دیدار جو اپنا ہوا کہیل بچون کا ہوا جلوہ یکت ہوا پردہ داری کا تاشا تو تاشا ہوا ہمتو موسے تہے جو ظرف ہمارا ہوا خیر گزری ملک الموت سے جگر اُٹھا جان بے صبر تجھے صبر ہی اتنا ہوا درد وہ درد والے سے ہی سید ہوا جس کے رہنے کا زمانہ مین ٹھکانا ہوا عمر وہ عمر ملی جنبہ بہر و سا ہوا وان وہ نخوت کہ کہی پاس تمنا ہوا وان ایسی شام کا وعدہ وہ ہی گویا ہوا مجھ پہ کیا کیا نہ نبی جان پہ کیا کیا ہوا</p>	<p>سہل چھوٹے مرضِ غم کا مداوا ہوا لوگ کہتے مین کہی جلوہ یکت ہوا وہ گرا نبار رہے چشم تماشا بین کا ہر نظر مین وہ سما جائے تماشا ہوا سنہ چہپائے ہوئے بیٹھے ہوتا شا کیا ہے کچھ دکھانی تھی تجلی پس جلیب مین دم نکلنے کو تھا وہ دیکھنے آئے جلو وعدہ دوست تھا آخر کہی پورا ہوتا کام وہ کام ہے بن بن کے بگڑتا ہی ما عیش اور فکو ہمین وہ غم و اندوہ ملا جان وہ جان ملی ہکو ہمین جب کو قرار یاں تمنا کی وہ حالت کہ انہی تو بہ مین وہ مضطر کہ مجھے شام پکڑنی شکل ہتی شبِ حشر نو چو شبِ نصرت کیا ہتی</p>	
	<p>دہر مین آکے رہے حضرت راقم بیکار تم کسی کے ہونے کوئی متہرا ہوا</p>	

<p> اچھا ہے نہ آئے وہ آئے تو بُرا ہوتا  آئے کی نہی دل میں وعدہ ہی کیا ہوتا •  گرفتار ہم آغوشی لفت دیر ہوا ہوتا  تم کچھ بھی وفا کرتے پہر کون بُرا کہتا  آئے تھے اگر ملنے دم پہر تو شکے ہوتے  تم اور عدد و باہم آغوش میں یوں رہتے  و ان رسم و فاشکل یا ان ترک و فاشکل  ملنے ہی کا تھا جھگڑا کیوں طول دیا آؤ  محشر کی عقوبت کا اندیشہ نہیں ہو  دیکھی تھی خطا میری منہ پر سیر کہہ دیتے  ملنے کو کہا میں نے تقصیر ہوئی مجھے  یہ نقش و فامیرا جتنا ہے کسی دل پر  پچھڑے ہوئے دنگ دو پہر تو مل لیتے  لایا ہے خبر اچھی کچھ نامہ رسان و نثر  آنے سے گراؤن کے کیا آئی اجل ٹلٹی  تم روٹھ کے کیوں بیٹھے کچھ اور ستا لیتے  غیروں سے نہ تم ملے مجھے نہ جدا رہتے  اب پیش اجل وہ بھی کیا کرتے سچائی  دل تم نے دیا راقم اچھا ہی کیا ورنہ </p>	<p> جی اور جلا جاتے رنج اور سوا ہوتا  تکین غم دل کو اتر دوا ہوتا  تم مجھے الگ رہتے میں تم سے جدا ہوتا  آغاز وفا پورا انجام وفا ہوتا  کچھ میری سنی ہوئی کچھ آپ کہا ہوتا  دل بس میں مرے رہتا اور مالہ سا ہوتا  جو ہونہ سکا مجھے کب ادا ہوتا  کچھ فیصلہ مل جل کر آپس میں کیا ہوتا  وہ ہو لیا یاں ہم پر جو روز جزا ہوتا  دل آئینہ سار کہتے کیس نہ نہ کہا ہوتا  کچھ عذر سنا ہوتا آزار دیا ہوتا  عریان نہ یہہ معنی سے گرفتار ہوتا  اے مرغِ سحر ظالم کچھ صبر کیا ہوتا  یہ خندہ لائے اسکے پیغام قضا ہوتا  جب وقت ہی آپہونچا وہ آتو کیا ہوتا  میں وہ بھی ستم سہتا جو کچھ نہوا ہوتا  گر شرم و فدا کرتے اور پاس حیا ہوتا  اور ادا کی ہنسی ہوتی مرنا تو مرا ہوتا  فرقت میں اگر رہتا جل جل کے فنا ہوتا </p>
---	--

<p>سر بکف سامنے قاتل کے وہ نہان ہوگا چارہ فرمائی کو تم آو تو احسان ہوگا ہم بہرے بیٹھے ہیں ناصح ہمیں تو چہ نہیں سوز دل پوچھتے ہو مجھے شہ بیان ہوگا وہ مرے قتل سے خوش اور مجھے یہ غم ہے یون ہی فرقت میں گزر جاگی کیا عمری کیا ہوا غیر کے کہنے سے مجھے چہ تو دیا چار و ساز و ن سے علاج غم دل ہوگا کیا بعد مرنے کے بھی خالی نہ رہے گا سینہ</p>	<p>مرگ کا شوق جسے موت کا ارمان ہوگا تم سے اپنا دل مجروح کا درمان ہوگا ذکر روئے کا کیا دیکھو طوفان ہوگا جان لوسینہ میں آنشکدہ سوزان ہوگا کہ دم قتل وہ نادان ہراسان ہوگا دعوت دل کا یہی یارب کہی سامان ہوگا میں پریشان نہیں لیکن وہ پشیمان ہوگا مفت یاروں کا مرے دوش چہ جان ہوگا گر غم دہر ہوگا غم جانان ہوگا</p>
--	---

نام سفاک زمانہ میں ہو جس کا راقم  
جان و دل دے اوسے وہ کونسا نادان ہوگا

<p>یار بارمان مرا کیا قیس کا ارمان ہوگا مجھ سے دیوانہ کو کیا شوق گلستان ہوگا اون سے کہتا ہوں کہ کچھ کہنا ہو تھے سُنلو بستے جاتے ہیں تہ خاک ہزاروں گرو تم دم نزع بھی آجاؤ اجل رک جائے حسرت وصل میں بس ہوتا چلے جائینگے تیرے پہونینگے پہونے شیب فرقت اوس دن پنچی آنکھیں کئے داوڑ سے کہو تم کیا</p>	<p>کہ لہو آبلوں کا نذر بیابان ہوگا جب نظر میں چسپن کو چہ جانان ہوگا کہتے ہیں سُن لیا معلوم ہے ارمان ہوگا جا بجا خاک سے پیدا چمنستان ہوگا یہ خدا ساز علاج مرض جان ہوگا مُنہ تراشہ زمین کا لاشیب ہجران ہوگا جب تمنا کا مری چاک گریہ بان ہوگا جب نگاہوں سے نمایان مزار مان ہوگا</p>
--	--



دل کے جلنے کا کسی علم ہی جلے گا جتنا خون دل سے لکھین معشوق کو ہم ناشیغ	رواق خانہ چرباغ شب ہجران ہوگا دیکھ کر نامہ کا عنوان وہ شادان ہوگا
زانوئے یار پہ سر رکھتے ہو سجھو رستم کل وہی تکیہ سرسنگ بیابان ہوگا	
تم چہ پایا ہی کئے حسن نظر آہی گیا جس کا در وصل میں تھا پیش نظر آہی گیا آنے دو محتسب شہر اگر آہی گیا غیر کے ہو گئے تم مرنے گئے ہم بھی کچھ غیر بھر غیر ہے کہتے تھے کہ خوگر ٹائے گی خوف تھا دل کا ہونہی کے جگہ تانے برسے ایک بلا ہے نگہ یار کہ جس نے دیکھا دل کو کافر سے بچایا کئے روکا نہ رکا ناز تھا مجھ کو بھی معشوق فریبی کا بہت رشتہ لے کام کیا نامہ رسان سے پہلے شہرت عشق سے پہونچا مجھے نقصان لیکن	آپ کی شوخی کا اوس میں ہی اثر آہی گیا ہمتو باتوں میں رہے وقت سحر آہی گیا اب تو لب پر قبح آتش تر آہی گیا رفتہ رفتہ ہمیں بھی صبر مگر آہی گیا غیر صحبت کا طبیعت میں اثر آہی گیا آج دیکھا غم دل تا جب گرا آہی گیا آنکھ ملے ہی تہ تیغ نظر آہی گیا اوسکے غصے کی طرح اوس پہ مگر آہی گیا دم میں کافر کے مگر مجھسا بشر آہی گیا صحبت غیر کے سب لیکے خبر آہی گیا کچھ تو خاطر یہ تمہارے بھی ضرر آہی گیا
سرو قامت سے ہوا وصل یہ سجھو رستم جس شجر میں کہی آیا نہ مزا آہی گیا	
باتوں ہی میں جسا دیا اعجاز دیکھنا گر حرام ناز کا انداز دیکھنا	جان آفرین بنا بت طناز دیکھنا پامال ہوتے جاتے ہیں جانباز دیکھنا

مرنا ہے ایک روز بلا سے یوں ہی مین لب پر رہی تھی جان نظر میں وہ آگئے رہنے لگا ہے اب تو مرے درد کی طرح دہو کہ سے لے گیا مجھے احسانم کی طرف جاتا کہاں کہاں ہر تجس میں باریکی کیسا جنوں عشق نے خود میں کیا مجھے جز غیر اور کون ہوا سازگار وصل مجھ کو تو میرے شوق نے مارا ہے اور ہی	ہم کو تو ناز چشم منون ساز دیکھنا اسباب زندگی کے خدا ساز دیکھنا عادت میں اوس کی عمر غماز دیکھنا خانہ حسرت اب عشق کا آغاز دیکھنا اس طائر خیال کی پرواز دیکھنا انجام کا خیال نہ اعجاز دیکھنا کس کو ہوا نصیب ترا ناز دیکھنا سوئے ہیں دیکھنا تو وہی ناز دیکھنا
---	--

راحم اُنہیں کی خو کا کرشمہ ہے ناز ہی  
اس فتنہ ساز پر نہ کھلی راز دیکھنا

کیون خامہ میرا گرم نوا ہو نہیں سکتا تم لاکھ کہو ہم سے سوا ہو نہیں سکتا ایک ہم میں غم و درد میں کیا ہو نہیں سکتا یاں مجھ کو تعلق ہوا وہر کو ہو کچھ شوق انعام کے میں غدر غافل کے بہانے دل میں تو ہزاروں ہی پہر ہوتے ہیں شکر کیا ایسی نزاکت سے تمنا رکھے کوئی تم آؤ مرے پاس تو آئینہ دکھا دوں دیکھا ہے تجلی میں نیا ایک تماشا	کیا نالہ دل ہے کہ رسا ہو نہیں سکتا بت کوئی خدائی میں خدا ہو نہیں سکتا ایک آپ ہیں وعدہ ہی وفا ہو نہیں سکتا پھر تیر جگر دوز خطا ہو نہیں سکتا مل جاو کسی روز تو کیا ہو نہیں سکتا جب سامنے جاتا ہوں گلا ہو نہیں سکتا وعدہ بھی جہاں لب سے ادا ہو نہیں سکتا کہتے ہو بہت میرے سوا ہو نہیں سکتا لاشے ہے مگر شے سے جدا ہو نہیں سکتا
--	--

<p>اب عشق ہے کہینچے نہ محبت چھوڑو کے وان روز نئے ناز میں اغماض نے ہمیں</p>	<p>جانا ہے مسلم یہ قضا ہو نہیں سکتا یاں شوقِ ستم روز تیا ہو نہیں سکتا</p>
<p>اون کو اگر اغماض ہے تم کیوں کہو راقم ایک بوسہ لبِ آب بقا ہو نہیں سکتا</p>	
<p>انہار کرتے کرتے ہم تھک گئے وفا کا بیکان کے سات نکلیا یان شور و حبا کا آنا ہے یہ بھی کوئی سو منتوں سے آنا آنا ہے آنکھ میں برہمن دو عالم وہ کیوں سنیں کسی کی انہار و زو کو اب کیا کریں اشک کا عجاز ساز گاری قسمت کھلی ہو کس دن وہ آئے گھر میں شامت ضرورتی قاصد کی خیر گزری غیر وں سے آپ پوچھیں اپنی ادا کی شوخی اللہ سے فتنہ زانی مرتا ہوں اس دابر شوخی سے دل کو لینا باتوں سے مار کہنا صورت کدہ میں جا کر بخود ہوا میں لیا دل ہے رفیق جانے کچھ مدعی نہیں ہے وہ زندگی بھی اچھی کٹ جائے آرزو میں دل کی کدورتوں نے اُسکو مٹا رکھا ہے</p>	<p>حرف غلط ہی سمجھے وہ لفظ مدعا کا وان یہ خیال گزر اغوا ہے خوبہا کا بیگانہ وار وہ بھی جہو کا سا ایک ہوا کا اب دیکھنا تماشا پیرانِ پار سا کا اون کو مڑاڑا ہے غیروں سے التجا کا پہلے ہی چھوڑ بیٹھے ہم مانگنا مدعا کا ہنگامہ ہو رہا تھا یان آہ نارسا کا شاید لفظ نہ آیا وہ حرف مدعا کا دیوانہ بن رہا ہوں میں تو ادا داد کا نظروں سے مار کہیں اور نامِ تقضی کا دل پر بنے کسی کے وان کیل ہوا داد کا آئینہ بن گیا تھا ہر چشمِ سر مرہ سا کا احوال ستے رہے اس صبر آزما کا مانا کٹ گزری کٹکا نہ تھوڑا کا ورنہ یہ آدمی بھی ہوتا بڑی بلا کا</p>

ہم بھی مٹے ہی جائیں تم بھی مٹاؤ جاؤ  
جب خاک ہی ہوگی کس کا اڑے گا خاک

دنیا میں جب نہیں ہے سازِ نشاطِ راحم  
عقبتے میں کیا دہر ہے سامانِ برہنہ پا کا

مٹنا ہی رہے وہ دلِ رستان کا  
ستم سہتے رہے ہم آسمان کا  
بہر و سا و صل کا کس زندگی پر  
غرض کس کو ہے بوسہ کی جو مانگے  
اب اون کا غیر پر کہلتا چلا دل  
نذیکی خضر نے کوئی شبِ حبر  
جھا کا حال مجھ سے پوچھتے ہیں  
غرض گل سے نہ بلبل کو خزان سے  
مزا جب قتل کا آئے گا قاتل  
بڑھاتا ہے غضب شوقِ طبیعت

جو جینا بھی سمجھ لے جاو دان کا  
کہ دل خوگر رہے جو رستان کا  
کہ ہے ایک بلبلِ آبِ روان کا  
مجھ دل دیکھنا ہے مہربان کا  
اب آیا وقت اپنے امتحان کا  
انہیں کیا لطفِ عمرِ جاو دان کا  
بہت مشکل ہے اب رکنِ زبان کا  
اوسے رونا ہے اپنے آشیان کا  
زبان کو ہومے یا را بیان کا  
بکھڑا کیسے بے عنبر نشان کا

بس اب راحم چلو اس سرزمین سے  
تماشا خوب دیکھا اس جہان کا

وان پرش گہنہ نہ خیالِ قصور تھا  
مانا کہ جلوہ جلوہ گرمی سے نفور تھا  
جان نذرین نکر سکا میری خطا سہی  
کرتا سہی وہ وعدہ و قیافہ نہیں

میں آپ انفعال سے شرمِ حضور تھا  
محتاجِ چشمِ اہل تماشا ضرور تھا  
خنجر گلے پہ روکنا کس کا قصور تھا  
پاسِ عز و ناز و فاسے غفور تھا

<p>آتے وہ گھر میں میرے مگر کیا کین کہ دل          بیان ہو کوئی وعدہ ہو تجھے کیوں ندیم          وان شرم ناز وہ کہ حریف جمال تھے          عیش شب وصال تھا سامان فراق کا          جگہ ہے جب سے شوق تہا کہ وصال کا          جب دل پر رکھتے آپ ملاقات سہل تھی          دیوانہ میں نہ تھا کہ مروں جان بوجہ کہ          کل کس اداسے حال سنانے گیا ہونین          کرتے نہ کو تہی نظر حق نگر اگر          ایاں جام جم سے لاکہ میں تو تو مجھ تب          پانی سزا بتا کے تہین طرز دل بری          واعظ کہلاتے سیکہہ لو عید ہو گئی          تم کیا گئے کہ حال تھا میرا کلیم سا</p>	<p>پابند کج ادائی ناز و عز و رخصت          کچھ انتظار عقل کا میرے فتور تھا          یان پاس وضع وہ کہ تقاضا غیور تھا          کچھ شام ہی سے عالم صبح نشور تھا          کچھ تم میں دلبری تھی نہ مج کو شعور تھا          میں دل سے دل کے پاس تھا گو تم سے دور تھا          یان حسن یار دشمن عقل و شعور تھا          آگے تھا نالہ پیچھے دل نا صبور تھا          حد نظر سے یار گھر تھوڑی دور تھا          وان ایک کائنات میں جام بلور تھا          اب تم سے کیا گلہ ہے ہمارا قصور تھا          کل رات ہی کو ذکر شراب ملہو رہا تھا          جوش چرخ خانہ تماشائے طور تھا</p>
---	---

معدون میں دیر ہونے کا روم کہلا چال  
 منظور امتحان دل نا صبور تھا

<p>قیامت تک چہوڑیگا ہمیں آزار وقت کا          قیامت میں تکلف ہو تکلف بھی قیامت کا          یہ سچا عمر بہ احسان مانین گے عنایت کا          سرک جا پاس سے سیر شب غم تیرا کالائے</p>	<p>کہ جب تک ہم نہ سن لیں کن سے غوغا قیامت کا          اگر ہم بھی ملا دین اپنا کچھ ہنگامہ فرقت کا          اگر نسخہ تباہ و بکو سودائے محبت کا          مبادا دوست کو موقع ملے مجھے شکایت کا</p>
---	--

<p>سنا ہے تم شکر ہو کسی دن آنا ہے          ضرورت کچھ شہادت کی نہ وہ خط کچھ گواہی کی          میرے سینہ پہ تم بیٹھو گلا مل کے تم کا ٹو          خیل یا ر دل میں رہتے رہتے یہ ہوا آخر          چہری نے ناز کی نے شرم رکھ لی سخت جانی          جب آنکھیں چلے ہوتی ہیں زبان پر آئی جاتا ہے          ہا کرنا رشتہ ان کی اور نہیں دشمن بنانا ہے          نہ نکلو چہوڑ کر گویا داسکو نہیں کہتے</p>	<p>تمہارے دست بازو کا شجاعت کا نزاکت کا          ہو کہا و نیلے چین پر گر رہا وہ سب عبادت کا          نہیں لطف تم آئے مزا بھگو شہادت کا          مرض میں ایک مرض پیدا ہوا دشمن طبیعت کا          و عادل سے نکلتی ہے بہلا ہوس نزاکت کا          گلا آزار فرقت کا تعافل بے مروت کا          وہ کیا جانیں فنا کو وہ سب کیا مانا ہے عداوت کا          نظر لگتی ہے صورت کو بہرہ کہنا ہے قامت کا</p>
---	---

غزل کیسی لکھی را دم سخنور داد کیا دینکے  
 زبان رنگین نہ رنگینی میں ہے جلوہ فصاحت کا

<p>طریقت ایمنہ ہر چشم حق میں کو حقیقت کا          ستم پیشہ پر کرتے حشر میں دعوا شہادت کا          تماشا کس سے دیکھا جائے فوقت میں قیامت کا          نہ کی تدبیر پہلے سے شب عشرت ہی کیا ہوگا          بلائے کون اس کا زکوس کی شامت آئی ہے          حرارت ہندو سر پہ سب کہنے کی باتیں ہیں          آہنیں ضد مسکرانے سے ہیں ارمان بسم کا          ہو دل میں نہ آنکھوں میں شب غم پی گئے سارا          مری پرش کو وہ آئیں فریب انکا سمجھتا ہوں</p>	<p>کہ عکس خود نما ہے حسن آئینہ طریقت کا          وفا کہتی ہے یہ شیوہ نہیں اچھا شکایت کا          بلاؤں کی طرح گہر پر برسنا شام فرقت کا          اگر وہ کہوں پیشہ شام سے دفتر شکایت کا          تلافی شام عشرت کی ہے سامان صبح فرقت کا          یہاں نہ ہے نہ آنے کا جتنا ہے نزاکت کا          جہان ضد ہو محبت سے خدا حافظ محبت کا          جبراحت ہو کہ جلتے ہیں نہیں مسلمان عجت کا          کہیں جا کر نکالیں گے دلی ارمان مدت کا</p>
---	--

مقرر روز پریش داغ عصیان ہو جائیگا ادا کا فردا کی کچھ پندائی ہے اللہ کو بچایا مجھ کو کیرنگی نے آزار معاصی سے یہ جتنی کالی راتیں ہیں جہان میں تیرہ نختی کی تکلف سے گزرجاتی ہے غم کی رات باتو نہیں میں ایسا دیکھ کر آئینہ رو کو محو ہوتا ہوں	اگر قطرہ ہی آنکھوں میں رہا اشک نہ امت کا مراد عوی نہیں مستاجا اگر کی شکایت کا نہ دل پر داغ عصیان کا نہ ماتھے پر عبادت کا نہ نہ ہے وہ میری غلطت شہائے فرقت کا کبھی دل چھیر دیتا ہے فسانہ بے مروت کا کہ جلوت کے تماشے میں مزا آتا ہے خلوت کا
--	---

تمنا نام اسکا کبھی برائے گی راحم  
بہائی کیوں ہو رور و کر نوشتہ اپنی قسمت کا

دل پہ بن ہی گئی کیوں ہوش رہا کو دیکھا عمر بہر مینے تو اسید کو منٹے پایا خواہشیں اپنی یوں ہی ولی میں برباد ہوئیں سینکڑوں عشق میں سر پہوڑتے جسے پائے ہوش آیا تو اسی عشق کی آفت دیکھی زاہدوں میں گئے دامن مذکرہ زہد سنا جانتے ہی تھے ہم عشق کسے کہتے ہیں ہم نے تجسا کہیں پایا نہ کہیں پائیں گے یہ بھی کرنے لگی تقلید ہوا خواہوں کی خوش ہوئے تھے کہ ہمیں بانو دبانے کو کہا آپ جاتے تھے کہیں اور چلے آئے کہا	شامت آہی گئی کہتے تھے نہ تا کو دیکھا روز رہتے ہوئے ناکام دعا کو دیکھا دل میں گھٹتے لغزش شوق فرا کو دیکھا چھلنتے خاک بہت آبلہ پا کو دیکھا آنکھ کہو لی تو محبت کی بلا کو دیکھا شاہدوں سے ملے وان اور ہوا کو دیکھا دل کی خاطر سے شب غم کی بلا کو دیکھا خوبرو یوں بھی خالی تری جا کو دیکھا ناز کرتے ہوئے کا کل سے صبا کو دیکھا دل پہ کچھ اور بنی جب کھن پا کو دیکھا جستجوے اثر آہ رسا کو دیکھا
---	--

اوس گلی سے کہی گزے تو یہی پیش آیا	اگرے دامان کو ہوا چاک قبا کو دیکھا
بہرہ مندوں میں بنایا کوئی راقم جز خضر	سینکڑوں تشنہ لب آب بقا کو دیکھا
یہ عشق وہی کہ جس کا شجر نہیں ہوتا فراق یار میں نالہ اگر نہیں ہوتا ہنوز لذت درد فراق پانی ہے مرا گمان مرا رشک سب سہی چھوٹا بھاری بخش خاطر سے چپ ہون میں نہ بگاڑا کہہ وہاں عرض آرزو پرہیز وہ مرے گریہ بچا سے ہوتے ہیں برہم ہزار جذبہ دل دعا میں کرتا ہوں درازی شب فرقت تو مختصر ہو جائے	یہ نخل وہی کہ جس میں تر نہیں ہوتا شریک اشک ہو چشم تر نہیں ہوتا بحال یار جو وقت نظر نہیں ہوتا تہین کہو کہ عذرات بہر نہیں ہوتا دراز دست تمنا کہ ہر نہیں ہوتا بناؤ ایک مری بات پر نہیں ہوتا کہ الچھا اشک میں لخت جگر نہیں ہوتا کسی کے دل پہ اثر تک مگر نہیں ہوتا مگر یہ قصہ علم مختصر نہیں ہوتا
تفاصل دم خجر کو دیکھنا راقم	دماں زخم سے مل کر ہی تر نہیں ہوتا
پوچھا ہے مزاج آپ نے امارے دل کا مدت سے ہے وہ خون کا پیاسا مکر دل کا کیا مفت کھائے مال کوئی مفت میں بی بی کہتے ہو کہ ہم آئنگے وہ کون دن ہے کہتا ہوں سناؤں اسے کچھ شوق طبعیت	مدت میں کہلا آج نصیب امارے دل کا اسد نگہبان ہے میرا مرے دل کا دیکھی تو کوئی لیکے تماشا مرے دل کا جب شوق نکل جائیگا سارا مرے دل کا ڈرتا ہوں نہ بڑھ جائے ستار نے لکا



<p>             مین ہی کوئی دن جان کے اغماض کر دیا              شرمندہ نہو مین ہی ہوا شب کو کہیں بیدار              یہ اورستم دیکھئے دل لے کے ندینا              کیا کیا نہ ملایا کئے وہ خاک مین مجھ کو              ہے یہ ہی اگر عشق یہی شوق طبیعت              بیزار مین پر کان لگا دیتے مین در سے              ہو جائیگا اچھا غم دل ہوتی ہی ہوتے              مین اُسکو بلاتا تو ہوں اے سادہ مزاجی              دل آپ کا میری طرح آجائے کسی پر           </p>	<p>             جو یا ہے بت ایتنے سیما میرے دل کا              میری توجہ مین پر ہے پسینا مرے دل کا              گویا لئے بیٹھے مین اجارا مرے دل کا              کیا کیا نہ اڑا لکے خاکا مرے دل کا              ہونا ہے وہی حال زلیخا مرے دل کا              کوچے مین جو وہ سنتے مین غوغا مرے دل کا              ہتھتے ہی تھے گاہ بہ تر پنا مرے دل کا              آناستم آرا کا ہے جانا مرے دل کا              پہر لطف طبیعت سے ملا نا مرے دل کا           </p>
--	---

چکر ہی رہا پا نو مین راقسم نلار  
 یوں ہی راگر دش مین ستار مرے دل کا

<p>             مین نے پوچھا مجھے کیا تو نے مری جان چھوڑا              جا بجا عشق نے اندوہ کا سامان چھوڑا              عشق کا نام فقط قیس کی لب پر تھا ہنونا              جذبہ عشق تھا وہ خواب زلیخا گویا              مین نے دلدار سے ایک بات پر چھوڑا ملنا              اب کوئی اور حریف غم فرقت کیجھو              سخت جان مجھ کو تو کہتے ہو قصور اپنا نہیں              دیکھ کر حضرت واعظ کو خدا کی سو گند           </p>	<p>             کس تکلف سے وہ کہتے مین کیا ن جان چھوڑا              سر مین سودا کہیں دل مین کہیں امان چھوڑا              شکے لیلے نے تغافل سے دلستان چھوڑا              کہ اودھر حضرت یوسف نے بھی کن خان چھوڑا              تو نے کیوں دیکھنا اے دیدہ حیران چھوڑا              ہمنے رہنا ہی چہان کا شب ہجران چھوڑا              ہمنے دانستہ تہ خنجر بران چھوڑا              کفر اچھا ہے مین ہمنے تو ایمان چھوڑا           </p>
---	--

<p>دل میں لیل کی ہی اک عشق کا پیکان چھوڑا تو نے چھوڑا مجھ میں نے تجھے نادان چھوڑا رشتک کہتا ہے نہیں میں نے تو اران چھوڑا دوب مر نیکو بہن چاہہ زرخندان چھوڑا کہ مرا خار بیابان نے دامان چھوڑا پاے مالی کو مری خار بیابان چھوڑا</p>	<p>قیس دیوانگی عشق میں نکلا نکلا آج جھگڑا ہی مٹا روز کی تکرار گئی دل یہ کہتا ہے کہ چل غیر ہی ہو پوچھو دے خضر کی زلیست کو حیوان دیا الیاس کو بچر اور یہی آبلہ پا آئے گا کوئی شاید بہرہ مندوں میں مجھ عشق کے شاید سمجھا</p>
---	---

دل دیا نام کیا تم نے وفا میں راقم  
زندگی کے لئے جاوید کو سامان چھوڑا

<p>ہم مر گئے بلا سے مگر مان تو گیا الزام روز ہوتے ہیں احسان تو گیا وعدہ کی رات تل گئی ارمان تو گیا افسوس بات رہ گئی مہمان تو گیا اب عشق کس ہر وسوسہ پر سامان تو گیا سمجھے ہوئے تھے پہلے ہی ایمان تو گیا اچھا ہوا کہ اونکا تھیں دھیان تو گیا سمجھا کے دل کو لاؤ وہ نادان تو گیا سودا بتا رہا ہے کہ دامان تو گیا ایمان انتظار دیدہ حیران تو گیا اللہ کی دمانی ہے ایمان تو گیا</p>	<p>دل ہٹ گیا گیا وہ ہمیں جان تو گیا الفت میں بان تو جان گئی ان ہوئی یہ قدر سوار آپ آئیے وہ بات تو گئی ہمتو چلے ہی جائینگے دل میں کہو گے تم امید و آرزو تمنا ہی مٹ چکی ان شادوں کے عشق میں آخر دم ہی ہوا غیر دن کی قہر کھل گئیں بیگانہ دلیں ناصح تمہاری بات تو میں مان لون مگر وحشت دکھا رہی ہے گریبان و آستین اچھا ہوا وہ آنے سے انکار کر گئے راقم بنوں کی شوخ ادائی کو دیکھ کر</p>
---	---

<p> بجائے گلہ ہے ہجر میں غم جان پر رہا  کیسے کہی ہے دل کی شب عمر کی طرح  بیگانگی کا لطف تمہیں ہم دکھائینگے  خوش ہوں کہ بیدلی میں ہوئی عاقبت بخر  آتا تھا بے حجاب وہ میرے خیال میں  نالہ ہے چیز کیا جو کسی پر اثر کرے  دل سرد ہو چکا تھا دعا سے مگر ہنوز  میں کہہ رہا تھا شوق میں دل سے صد دوست  تا صد کو۔ یہی جگر ہی پشیمانیاں ہوئیں  غوغائے رستخیز ہوا اور گر گز گیا </p>	<p> ہمکو تو وصل میں ہی وہی درد سر رہا  ایک ایک نفس پیام رحیل سفر رہا  کچھ میل آسمان سے ہمارا اگر رہا  اس کا نہیں خیال کہ دل مفت مر رہا  نظارہ بخود میمن نقاب نظر رہا  دود جگر تہا رونق ریش جگر رہا  کینحت یہ نفس بہ امید اثر رہا  سنا تمام شب فلک کینہ ور رہا  اوسکا وبال قتل ہمارے ہی سر رہا  میں محو یاد و وعدہ شام و سحر رہا </p>
--	--

راقم بس اب تو الفت اصنام چھوڑو  
دولت رہی نہ دل نہ وہ ذوق نظر رہا

<p> وہ اپنے دل میں آگئے میں بے خبر رہا  ہمکو تو عیش و صل پہی ہے ایک شمار عمر  روئے ہی اُسکے سامنے آیا نہ اُسکو رحم  لب پر کیسے لب ہوزبان سے زبان ملے  چہر کا بھی شست شست نک او سننے زخم پر  تستر نہ تھا تو ناخن و شست بڑھا کئے  یہ شب بھی کاٹ دینگے جہاں اور کاٹ دین </p>	<p> دیدار جو نظارہ سوئے رہ گذر رہا  شام امید گزی تو بیم سحر رہا  یہ بھی فریب عشق و فسون بے اثر رہا  ارمان دل حزن میں ہی عمر بہر رہا  لذت کو پہر بھی ڈھونڈتا زخم جگر رہا  ہرزخم دل بنارہا اور تر کا تر رہا  سمجھا کے دل کو آج وہ شمن کے گھر رہا </p>
---	---

<p>سچے تھے اسکو اور وہ نکلا مگر کچھ اور</p>	<p>اندازہ خیال غلط کس قدر رہا</p>
<p>راحم کبھلین گے ملت ایمان برف و حشر کس کس کے سر پہ سایہ خیر البشر رہا</p>	
<p>بعد محنون کے کوئی عشق کے قابل نہوا دل کے خوانان تھے تو دل دینے کے قابل نہوا کچھ ترپنے کا تماشا دم بسیل نہوا جلوہ یار نہ تھا گر شب تنہا فی مین کوہ کن جان ہی نہی تو نے غلط فہمی سے دیکھ لیں گے تہنیں گر کشن جہت دہریں ہم بین اور کشمش مشکل و دشوار مین دل خضر و الیاس کو سنتے تھے مدد کرتے مین خط کا لکھنا تو نزاکت سے ہو تھو و شوا کفر و ایمان مین ابھی تفرقہ ہوتا و اعظ جان بسیل نے یون ہی اپنی تڑپ کر دی اسکی کیا زندگی کیا عیش کہ جسکے گہر مین کون سی ہجر مین گہر پر نہ بلائیں برین زلف آرایش شاز سے پریشان ہی رہا مین نہون کا تو بہت یاد کر دگے جھکو کون ہی شب مرے جلنے کو جہنم نہ بنی</p>	<p>ایک بیدل ہی سزاوار سلاسل نہوا دل طلب گار ہوا جب کوئی سائل نہوا پاس بیٹھا ہوا پہلو کے جو قاتل نہ ہوا صبح تک چاند ہی آنکھوں کے مقابل نہوا مر گیا مفت شہید و غنیمت ہی اخل نہوا سر اٹھانا مین فرقت مین جو مشکل نہوا عشق کا لطف ہی آسان مین حاصل نہوا ہم تو ڈوبا کئے کوئی لب ساحل نہوا چٹکی لینے مین کہی رنج انا مل نہوا کوئی برہمن ہنگامہ محفل نہوا مرحبا طرف کو شہر مندہ قاتل نہوا نوحہ غم ہی رہا نغمہ محفل نہ ہوا کون سا قہر مری جان پہ نازل نہوا جب مرے بعد کوئی حسن پہ مائل نہوا مجھ سا جب شوخ نوار شک غنا دل نہوا کون سا دن مرا محشر کے مقابل نہوا</p>

کوئی دیکھا نہیں مئے تو جہان میں ایسا	خانہ زاد یون تری زلف کے داخل ہوا
طور پر جلوہ گری اور ہو پردہ ہم سے	کہ تماٹے نظر حسن شمعائل ہوا
کوئی یاں آئے تو کیا آئے کہ جس گہ میں	نالہ دل ہی فروغ شیب محفل ہوا

کہتے ہیں غیر سے ان بن ہو ہی ہنگام بہتا  
آج راقم ہے تماٹ فی محفل ہوا

نالہ جو دل سے کچا قسمت سے کچ کر گیا	دل میں جو ارمان بہر بہتاد دل کے اندر گیا
جب بنانا کام کا چاہا ہے بن کر رہ گیا	جب مقدر آزمایا ہے مقدر رہ گیا
کون دیکھا داد میری کسی سے میں چاہو لگاؤ	دیکھ کر اسکو اگر داوڑی ششدر رہ گیا
وہ کہڑے تھے غیر کی بالین پر اور توتا غیر	نیچے اگلا گر تھوڑا اگل کر رہ گیا
حال غم سب کچھ کہا اور کہتے کہتے ہم با	مدعائے خاص ظالم لب پر اگر رہ گیا
پیشدستی کرتو بیشیہ ہم گودہ دل کہاں	مات سینہ تک بڑباہی اور بڑہ کر رہ گیا
کیا بہار عمر اپنی کیا شاط زندگی	جب مدار زندگی حسرتوں پر رہ گیا
حال دل کہتے تو میں وہ حال سے غالی ہیز	کام یا تو بن گیا یا دلغ دل پر رہ گیا
میں ہزاروں حسرتیں لیکر گیا دل میں مگر	تکو بہی ارمان نہ ملنے کا مقرر رہ گیا
سات کچھ لائے نہ کچھ لیکر چلے اچھا ہوا	یان کا سرمایہ ہین دفتر کا دفتر رہ گیا
ابخن میں انتظار ساقی گلغام سے	منظر میں کیا رہا نا کام سا غور رہ گیا
یا وہ قسمت تھی کہ توتے کسی آغوش میں	یا یہ صورت ہے کہ فرش خاک بستر رہ گیا
مائے بان نکلا نہ وان نکلا وجہ شوق وصل	اونکے دل میں ہ گیا میری زبان پر رہ گیا
آج وہ دیکھی خرام یار کی شونی پنو چہ	ہوتے ہوتے رہ گزر میں شور محشر رہ گیا

کاتب تقدیر معنی ناامیدی کی مگر کچھ نہ سمجھا جو میری قسمت میں لکھ کر گیا

تم تو اتنے ہی نہیں احم کوئی یہ تو کہے  
خوشہ چنیوں میں اسکا اک سخنور گیا

غم و اندوہ نے سب کہو دیا سالانہ لکا  
حال کہنے کو کہوں تم سے پر ارمان لکا  
اب وہ نا صورت بنا ہے غم پہنایا لکا  
کاش ہوتا یہ ہم آنکھوں قضا دل اپنا  
روز ہونے لگی تکرارستم پیشہ سے  
سینہ غریباں کیا تیر نظر نے ایسا  
سخت جانی نے نزاکت کا بہم کہو لیا  
اپکے ہات میں ہے عقدہ کشائی دل کی  
پانچ پہلائے ہیں وحشت نے خدا خیر کرے  
کوئی امید بر آئی نہ تمنا نکلے  
تجدد انداز کی چٹکی سے خطا ہو جب تیر  
دیکھئے جا کے وہاں بنتی ہو دل پر کیسی

تہا کہی جلوہ گہہ یار شہستان دلکا  
پورا پورا تو کیگی شب ہجران دلکا  
کہ مسیحا سے ہی ہوتا نہیں درمان دلکا  
سر پہ رہتا ملک الموت کے احسان دلکا  
اب سلامت نہیں بننے کا گریبان دلکا  
کہ چھپایا نہیں جاتا غم پہنایا دلکا  
امتحان لیکے ہوئے وہ بھی پشیمان دلکا  
آپ چاہیں تو نکالیں ایہی ارمان دلکا  
تنگ ہے وسعت دل تنگ ہے میدان دلکا  
وقف امید ہمیشہ رہا ارمان دلکا  
کیون لب نہ خم نہ او سپر ہے خدان لکا  
کہنے جاتے تو میں احوال پریشان دلکا

دل پہ میں تاک لگائے ہوئے شاید احم  
خیر دل کی نہیں اندر نگہبان کا

سینہ داغوں نے بنایا ہے گلستان لکا  
میں نہیں سر نہیں سودا، نہ سامان لکا  
تہا جو اجڑا ہوا وحشت سے بیابان لکا  
کون پرسان ہو مر کون ہو خواہاں لکا

<p>             مان دکھا آج جنون دست درازی اپنی              میرے دل سے کہی نکلا نہ زبان سے اونکی              جان پیاری ہے اگر غیر کو ملتا کیوں ہے              آج کہلتے نہیں کیوں بند قباخیر تو ہے              ہم عبث دل کی کشاکش میں ہنسنے میں              کوئی تصویر تو ہے دل میں ہمارے بیشک              مان بڑا مات کو اپنے ہوس جوش جنون           </p>	<p>             میرا دامن ہے ترا مات گریبان دلکا              دو دونوں بیٹھا اچھا ہوا ارمان دل کا              جانتا ہے کہ وہ ہر دشمن ایمان دلکا              کہیں اچھا نہ ہو میرا کوئی ارمان دلکا              دل طلب گار ہے کا فر کا مسلمان دلکا              محو رہنا نہیں بکار ہے حیران دلکا              چھوڑ دلدار کا دامن نہ گریبان دلکا           </p>
---	--

راقم اچھا ہوا اسباب تعلق نہ ہے  
 آج افسوس جگر کا ہے نہ ارمان دلکا

<p>             عالم فریب حسن رخ یا رہی رہا              آئے نہ ایک روز بھی اقوار ہی رہا              نالہ کے سات رشک لئے کیا کیا دیا کام              تغذیر پا چکا ہے ستم کی مگر یہ دل              کیا کیا رہے گمان شیب انتظار میں              رو کر بھی ہنسنے دیکھ لیا یہ پی کر چلے              روزن سے تینے جہان کا پہر کسی کو کیا              تم ہم سے کیا ملے کہ زمانہ بگڑ گیا              یادش بخیر آج کسی نے کیا ہے یاد              طرز خرام یار نے سکھ بٹھا دیا           </p>	<p>             جسے سنا وہ طالب دیدار ہی رہا              شرم رقیب عذر شب تار ہی رہا              دو درجہ صحت اختیار ہی رہا              بہر ہی حریص لذت آزار ہی رہا              بہر ناظرین خانہ اختیار ہی رہا              گریہ فریب دیدہ خونبار ہی رہا              آئینہ دار جلوہ دیدار ہی رہا              دشمن زمین فلک پہ آزار ہی رہا              دن بہر جو چکیوں کا بند تار ہی رہا              ہر فتنہ محو شوخے رفتار ہی رہا           </p>
--	---

محبو مرید کر لیا ناصح تو کیا ہوا غم میں رہی الم میں ہی حط رہی	دل دام میں کیے گرفتار رہی رہا لیکن زبان پہ تذکرہ یا رہی رہا
<p>راحم وہ مہربان ہوا بھی تو کیا ہوا اوسکو خیال الفت اغیار ہی رہا</p>	
<p>کہا کرتے ہیں بعد مرگ عاشق کا نشان کیا نظر اوسکی پہری تھی پہر گیا سارا جہان کیا خیال یار بھی اب بار ہوتا ہے طبیعت پر محبت دل لگی سمجھتے تھے لیکن یہ نہ سمجھتے تھے نشان دیر و کبیر دل کی سمجھانیکو چھٹی بن جہان میں جب آئے انگہ کہوئی نکل دیکھا قیامت آئی یا محشر ہے یا محشر خرام آیا اگر تم سوز غم رکھتے نکلتے میرے غوغا کو نہ کیجو منت صبا و دلیل موسم گل میں جفا کرتے ہیں کہتے ہیں وفا کی آرائش ہے سیر دشمن ہو خنجر پر تہ خنجر سرد دشمن بڑا ہر بات پر کہتے ہوا اپنے خوشنہا لو تم خنفر سے پوچھئے تکلیف راحت مر فی جنی کی</p>	<p>اگر سچ ہے تو سر پر شمع محفل کے دیوان کیا غضب ٹوٹا بلا آئی یہ ٹوٹا آسمان کیا غم دلدار نے ہلو کیا ہے نا تو ان کیا کہ فرق میں ہوا کرتا ہے سوز استخوان کیا تہارے نام پر جکتے ہیں ہمتوستان کیا نہیں جانا کہ رحمت کیسی ہے آرام جان کیا یہ غل بازار میں کیا ہے شورِ الامان کیا کسی کا دل نہوس میں تو پھر ضبط فغان کیا تماشا دیکھیو ہوتا ہے مجھ داستان کیا محبت کا نہو محجو گمان بھی امتحان کیا وفا کا امتحان پھر ہو نصیب وستان کیا یہ طرز گفتگو کیسی یہ انداز بیان کیا نشا از زندگی کیسی ہے جینا جاودان کیا</p>
<p>ہماری قدر ہوگی بعد مرنے کے زمانہ میں سخت انون میں تہا راحم بھی کہ جاوید کیا</p>	



بربر کے رائیگان یوں ہی خون جگر ہوا  
 مرزا مہین د کہا نیگے جینا اگر ہوا  
 سایہ رمانہ بیٹھنے کو رہ گزر ہوا  
 اب سم و راہ خط کا ہی مسدود رہا  
 کیا وعدہ صبح کا ہی کسی سے مگر ہوا  
 رخ کا کسی کے خال نہ داغ جگر ہوا  
 نالہ جو فضل حلقہ بیرون در ہوا  
 میرا ہی رنگ زرد دلیل سحر ہوا  
 پہر ذوق ارتباط رگ و نشتر ہوا  
 ہدم ہوا رفیق ہوا نامہ بر ہوا  
 کیا خوش بنا کے آئینہ آئینہ گر ہوا  
 اچھا ہوا کسی کا کلیجا تو تر ہوا  
 مضطر کسی کا دل ہوا بے کل جگر ہوا  
 تنگ نہ کچھ خیال مرا بے خبر ہوا  
 مشتاق چاک دامن زخم جگر ہوا  
 عالم اسیر حلقہ زلف دوسر ہوا

رونے سے فائدہ تری کیا چشم تر ہوا  
 پروانہ چیر کیا ہے خدا شمع پر ہوا  
 طغیانی سرشک سے میدان گہر ہوا  
 قاصد کے پاؤں گام میری انگلیاں فگار  
 کہتے ہو تم کہ جاتے ہیں اب ات کم ہی  
 لالہ کا داغ داغ سہی داغ ہے تو کیا  
 دیکھیں گے ہم ہی صبح کو خست قیہ کی  
 مجھ کو ہے وہم صبح تھا جاتے نہ وہ کہی  
 کرے لگی ہے پھر مرثیہ یار نوک چوک  
 سب نام کہے ہیں یار کوئی کام کا نہیں  
 صورت بنائی آئینہ نے خوب گار دی  
 مرنے کی میرے غیر نے کہدی خبر غلط  
 سوتے کو کیوں جگا دیا آئے آہ کیا کیا  
 لیلے کو ہی خیال رہا قیس کا مگر  
 ناخن بڑا نہ دست جنوں کیا کرین علاج  
 کس کس کا کیجے رشک گیار رشک کا مزا

ملنے کی التجا مری او سکوی بی لگی

راحم ضرور غیر کوئی رخت گر ہوا

رنگ بگڑا چاہتا ہے عالم ایجاد کا

ظہور ہے بے طور فریاد دل ناشاد کا

دام خود مرغ چین صیاد ہے صیاد کا  
 بے ستون بے کی نکلا تھا لہو فرماؤ کا  
 دل ہی میرا وہ ہے کا ہوتا جگر فولاؤ کا  
 یہ سکھایا ڈھنگ ہے شاید کسی آؤ کا  
 اب کہلی شاید مقدر اس دل نا شاد کا  
 نام کیوں کرتا ہے رسوا اس تم ایجاد کا  
 ہم دکھانیگے کہی قد غیت شمشاد کا  
 مرتے مرتے مات سے دامن چٹھا جلاؤ کا  
 مات قابو میں دل بس میں ماہر اداؤ کا

باغیان کچل ان بن ہی ہے صیاد سے  
 یہ تو سب کی باقین میں کہا لگی جو شیر  
 ہتی مقدر میں جو ایسے کینہ خو کی دوستی  
 وعدہ کرنا بھول جانا یار کا شیوہ تھا  
 اشک چکا چاہتا ہے چشم دریا بار سے  
 غیر کو جب جان پیاری ہے تو پھر جلاؤ کا  
 ناز ہے سرو و صنوبر کو قد آزاد پر  
 سچ مرنے کا نہیں مانج اتنا ہے ضرور  
 کہینچنے تصویر یا ریا تھا صورت دیکھ کر

دیکھ کر راقم تمہاری شوخیاں گفتار کے  
 پہر گیا آنکھوں میں سب نقشہ جہان آباد کا

شغلِ فرقت کا ہے پیر کسی کی یاد کا  
 پیونک دنیا دل جگر چھپے خان آباد کا  
 وصل کا مژدہ ہے یا پیغام ہے بیداد کا  
 اب چٹھا ہے تماشا عالم ایجاد کا  
 شوقِ تمنے کب نکالا خاطر نا شاد کا  
 ایک فسانہ ہو گیا شیرین کا اور فرماؤ کا  
 اب نکالو کہول کر دل حوصلہ بیداؤ کا  
 موت حیران دیکھتی ہے ستم ایجاد کا

بے سبب غوغا نہیں ہے نالہ و فریاد کا  
 اب اثر اتار رہا ہے نالہ شبگیر مین  
 ہنس بٹھے نامہ بر صورت کو میری دیکھ کر  
 آنکھ اوسکی دیکھتے ہیں ہم کئی دنسے پہری  
 یاد کر لو تمنے میرا شاد دل کس دیکھا  
 یہ تیرا انماض ظالم اور مرار مان دل  
 آویہ تلوار ہے خنجر ہے مین ہون لوگم  
 سر جھکائے مین کھراپوں اور وہ خنجر

کرتے ہیں میری بُرائی وہ شب وصل عدد  
خوب موقع بات آیا اونکو راقم یاد کا

آئینہ حسنِ ناکاش مراد مل ہوتا	کوئی شاید تو کسی وقت مقابل ہوتا
جسکو دل کہتے ہیں اپنا وہ اگر دل ہوتا	مدعا وصل کا شاید کبھی حاصل ہوتا
خیر ہے یا رہے فرما دے خوش ہوتا	ورنہ نالہ ہی مجھے کہنچنا مشکل ہوتا
کشکش اتنی زہت سے دل و دلیرین اگر	حوصلہ آہ کا تاثیر بین کامل ہوتا
دیکھنا حسنِ حقیقت کا نہوتا دشت	آسمان میری نظر کا جو نہ حامل ہوتا
خوگر جو رہتا درخور بیدار دے	یہ نہوتا تو میں اغوش کے قابل ہوتا
شمع سوزان نہوا میں نگوئی پڑانہ	خانہ یارین آرایش محفل ہوتا
ہو صلہ کچھ دل شتاق کا کہلتا اُبھر	کاش مشق ستم دشمنہ قاتل ہوتا
مجھ کو اچھی ہے شبِ ہجر کہ آتم ہوں	وصل ہوتا تو کوئی قہر ہے نازل ہوتا

تم ہی راقم کسی شاہد پہ اگر مرتے  
ناگہان موت کا اندیشہ تو باطل ہوتا

## ردیف الباء

رنگ لائے گی یہ آخر طرب جامِ شراب	خون رُلو ایگی ہکو پینہ شپ جامِ شراب
سننے آئے ہیں طہوری نسب جامِ شراب	کسو پر پیر ہو سنکر لقب جامِ شراب
خاک ہے جلوہ مہتاب شب جامِ شراب	جب نہو صحبت ز لبرِ نسب جامِ شراب
برہ گئی حد سے جب اذکی طلب جامِ شراب	ہمنے ہی طاق پر کہا ادب جامِ شراب

بات لگ جائے جو بنت عجب جام شراب  
 کام آگئی یہ آخر طلب جام شراب  
 چوم کر وہ لب نازک سے لب جام شراب  
 توڑ توڑ کو اٹھا دے ادب جام شراب  
 آنکھ میں بہرتی ہے تصویرِ شراب جام شراب  
 کہتے ہیں جیتے ہیں نقشِ فریب جام شراب  
 پہر کرے بزم میں اس کے طلب جام شراب  
 جام سے جم کی ملا ہے لب جام شراب  
 میری خواہش بڑھی آنکو طلب جام شراب  
 اور پہر توڑنا چھپر غضب جام شراب

گفتگو ہو تو ایمان میں ہے تو بہ گیتی  
 آج بے صرفہ ہی پر مغان کی منت  
 کس ادا سے طلب بوسہ کہاتے ہیں مجھے  
 یا رانخوش میں آتشہ لہی کہتی ہے  
 جوشِ مستی میں کسی کی وہ ادائیں دیکھیں  
 اس نرکت کا پھانسا ہے لب نازک میں  
 جان رکھ لی وہ تیلی پہ ومان جو جلے  
 محبتِ دل کو مرے توڑ مگر جام نہ توڑ  
 وصل ہو سہل میری یہ خدا ساز ہے بات  
 اونکا یہ ناز ہے ساغر کو لیا پھینک دیا

یار سرشار ہے صحبت بھی ہے خالی از غیر  
 ہو مبارک بہتین راقمِ طلب جام شراب

جوش گل موج صبا ہم نفس جام شراب  
 ایک چلو سے بھالیں ہوس جام شراب  
 قلقلِ شیشہ وینا جو رس جام شراب  
 کوئی پہونچا نہیں فریاد رس جام شراب  
 قہر ہے نغمہ بیلِ عسرس جام شراب  
 جو خمار آنکھ میں ہوتا ہے پس جام شراب  
 جب ہوئے آپ سوار فرسجام شراب

جمع سامان ہیں نویدائے ہوس جام شراب  
 بائے اتنے ہی نہیں دسترس جام شراب  
 کیا قیامت ہے تہدست کوکانو کسے سے  
 محبت نے کئے تاراج مے ناپ کے ظرف  
 زہر ہے تلخ مے خاک ہے بے یار بہار  
 شوخیان چشمِ فنون گرین بڑا دیا ہے  
 عذر و انکار ہے گانہ یہ بٹوخی نہ یہ ناز

محبو دان ساقی کو شر سے ملائی گی خرد	یہ مری تشنہ لبی اور ہوس جام شراب
کہل گیا میکہ شاید کہ اڑی بہرتی ہے	مردہ دیتی ہوئی ہر سو گس جام شراب
آتے آتے وہ رُکے ہو گئے پر باد نشاط	خاک میں لگئی اپنے ہوس جام شراب

کہد و راحم سے خورد نوش کی انی شعیب	
مردہ ہو تجکو اسیر قفس جام شراب	

جوش بہار پیموم صبا دیکھ کر شراب	حمیازہ نے رہی ہے لب جام پر شراب
ساقی ترا پہلا ہونپلا بوند بہر شراب	مدت میں آئگی لب کو شر نظر شراب
صندل ملا کے لائیو با بونے زلف یار	پیدا خار میں نکرے درد سر شراب
وہ چاہیے شراب شب وصل یارین	رنگ شفق شراب ہو نور سحر شراب
مین وہ ہون ہے پرست نہیں شراب چین	خون جگر پیون جو نہ آئے نظر شراب
سینہ غم فراق نے خم خاہ کردیا	غم کہاتے کہاتے ہو گیا خون جگر شراب
ساقی گری کی شرم کرو مات سے پلاؤ	پینے کو یون تو پیتے ہیں ہم اپنے گھر شراب
اسد جانتا ہے مرے ہے پرستیان	پیتا ہوں کس خیال میں کیا جا کر شراب
شہرے کہی جو وصل کی دل کہو لکڑی	مستی بڑھائے دلوں فوق نظر شراب
مست شراب کہنے لگے آشنا بچھے	واللہ بگئی ہے مری کس قدر شراب

راحم گزر گئی یون ہی محروم یونین و	
معشوق ہی ملا نہ ہیں عمر بہر شراب	

دو لفظ سے بنی ہے شرارت اثر شراب	گرمی میں خولے یار سے شوخی میں شراب
ساقی ملاؤ تشہد صاف تر شراب	عینک سے واعظون کو نہ آئے نظر شراب

جنت میں کب ملے گی ہمیں ہند شراب  
 مانگی مغان سے کون لگا دی سبیل میں  
 ایسا نہو کچھ اور ملا ہو شراب میں  
 واعظ تو یان نہیں ہے کوئی اٹھکے دیکھنا  
 بی کر شراب آج تو مانگین دعا و صل  
 نالہ کی کوہی نہ اثر کی کسی مگر  
 مستی زلار ہی ہے کسی کے خیال میں  
 واعظ کی رو کے رکتے ہیں ہم سے جڑیں  
 مستی میں ہو خطا و خطا میں خطا نہیں  
 دیوانہ میں بنون نہ کروں انتظار خط  
 دیتا ہے مژدہ وصل کا کس کی زبان سے  
 مستانہ چومتے چلے آتے ہیں سر پہلے  
 میں جانوں اور انہی کی مستی نگاہ کی  
 پیتے ہیں ایک شرط پہ وعدہ کر کوئی  
 مستی میں او نکو لو لگی اور تو بھی غیر کی  
 نظروں سے اب ہی غیر کی کیا گزرنے جاوے  
 سوزن کا کام ہے نہ رفوگر کی احتیاج  
 اعدا کی موت آئی ہے کوچہ میں بار کے  
 راقم خرام یار تو دیکھو اٹھکے آنکھ

پانی کی بدلے بھی پین شام و سحر شراب  
 برسا بجائے اشک مری چشم تر شراب  
 لاتا ہے بار بار جو ساقی او ہر شراب  
 پیتے نہ دیکھ لے مجھے زیر نظر شراب  
 دیکھیں اثر دعا کرے یا کچھ اثر شراب  
 کہوتی ہے اعت بار دعا و سحر شراب  
 کر دے نہ دانیکان مرا گنج گھر شراب  
 جنت میں جا پئیں نکلے یاں اگر شراب  
 جاتا ہے وقت بات سے ہاں کام کر شراب  
 قاصد کے ات بھی ہے بول میں بہر شراب  
 بہکا ہوا ہے پی تو نہیں نامہ بر شراب  
 ہاں اور بھی کہیر ذرا موئے سر شراب  
 عشوے بڑائے جاؤ پوچے خطر شراب  
 ساقی بنے پلائے ہمیں بیٹھ کر شراب  
 بہو لے ہمیں نہایتے انہیں ہند شراب  
 پیتے ہو میری سات جو تم بات بہر شراب  
 ہے زخم دل کی چارہ گر و چارہ گر شراب  
 بیٹے میں بیٹھ کر مری تقلید بہر شراب  
 مستی خدا ہے ناز پہ رفتار بہر شراب

<p>قدر کہوئی ڈبو دیا مطلب صاف منہ پر برس گیا مطلب گفتگو میں اولچہ رہا مطلب دل کا کچھ اور ہے جدا مطلب کچھ نہ سوچا کہ کیا کہا مطلب کچھ نکل آنے دے مرا مطلب آپ آئین نہ آئین کیا مطلب میری صورت کے کہل گیا مطلب کہو دیا بس رہا سہا مطلب پھر گئیں صاف جہنا مطلب درو دیوار پر لکھا مطلب</p>	<p>روز کچھ کچھ کے ایک نیا مطلب بخودی میں نہ چہپ کا مطلب مدعا کچھ تھا دوست سچا کچھ خواہشیں ظاہری نکلتی ہیں عجز کا تھا خیال لکھتے وقت بس تقاضا نہ کر قضا تہم جا دیکھ لینے سے ہے غرض ہم کو خواہشوں نے ڈبو دیا مجھ کو رات دن کی خوشامدوں نے مرا جو نگاہ میں کہ مھر آگین تہین ہم کو دیوانگی میں سوچی خوب</p>
<p>یون ہی حسرت میں مر گئے راقم دل کا دل میں رہا چہا مطلب</p>	
<p>دل تک نہیں ہے پاس اکیلا سا گناہ غمزے اٹھائے روئے وہ دل کہاں ہے وہ دل حریص لذت خوئی بتاں ہے نیردے جستجو نہ یہاں صبر جان ہے دل کو نہ چھوڑنا کہ بہت نا توان ہے گھر گھر میں عاشقی کی مری داستان ہے</p>	<p>آجاؤ بے طلب تہین کس کا گمان ہے اب شفاق وصل کون ہو کس میں تو ان ہے اب جس دل کو بوسے عجز گوارا نہتی کہی چہوڑی مٹی ہے نہ مجھے اُس بغیر چین محبو ستائے جاؤ جہاں تک تناسکو اوسکے ستم نے محکو کیا روشناس خلق</p>

ملنا وہ کیا تھا آپ کا یں دل بین کئی نا کامیاں ڈبو چکین اسبابِ ننگی جنگل میں جا بسین تو عدو خاں خاص ہے کس کو کیا دیکھئے کس کو روئیے ہوئے کو ہے مقابلہ کافر سے پھر ضرور دل منتوں سے مانگنا اور منت مانگنا اگلے سے ولوئے نہ وہ سرستیاں ہیں	عشرت وہ ایک دم کی غم جاوداں ہے اب وعدوں کے نظارتِ جینا یہاں ہے اب گہرین میں تو گھر کی زمین آسمان ہے اب کس کا پتا بتائیے کس کا نشان ہے اب جو دل کو خود بخود ہوسِ امتحان ہے اب اپنی غرض پوری ہے تو کیا مہربان ہے اب وہ شوقِ دل کہاں وہ طبیعت کہاں ہے اب
---	---

راحم نہ جاو رہنے کو تم کوئے یار میں  
وان کی زمین نہیں ہے نیا آسمان ہے اب

بڑھ گئی دوست کی کیا شوقِ نظر آپ ہی آپ جب ہوا جذبہ الفت میں اثر آپ ہی آپ وصل کی رات بہت لطف سے کٹتی لیکن نالہ سرگرم اگر سات دعا کے ہو گا جانِ مشتاق ذرا راہ گزر پر جا بیٹھ کس قدر محکومِ تعلق ہے وہ جب غم کریں کچھ نظر آتے ہیں پہلے ہوئے توراوسکے کیا شبِ عیش ہوئی ختم ابھی سے اللہ آج آنے کا کسی کے ہے مقرر سامان اس کو ناکہ قاصد کی علامت کہئے	کہ نشانہ ہوا جاتا ہے جگر آپ ہی آپ بے بلا بے چلے آئیں گے اوہر آپ ہی آپ اگیا بادِ انہیں وقتِ سحر آپ ہی آپ دیکھنا گھر پر بستا ہے اثر آپ ہی آپ وہ نہ آتا ہوا ایک لاکھ مرے گھر آپ ہی آپ دل کو ہو جاتی ہے آنکی خبر آپ ہی آپ کچھ بھری دیکھتا ہوں اوکی نظر آپ ہی آپ چاک ہوتا ہے گریبانِ حسرت آپ ہی آپ جو لگی جاتی میں اکہیں سوئے در آپ ہی آپ ہیں خوشنابہ نشان دیدہ تہ آپ ہی آپ
--	---



شمعِ فوق کی گل افشانیان کچھ کہتے ہیں	مزدہ دیتے ہیں شرم شراب ہی آپ
سات ہندم ہے نہ محرم ہے تماشا کیا ہے	ہتے کہاں کے کہاں سے تم ادھر آپ ہی آپ

ہے سخن میں سرِ راقم کوئی تاثیر ضرور  
غش ہو جاتے ہیں بچ اہلِ لبِ آپ ہی آپ

عز کی بات پہ کیوں جالیے آپ	جی میں جو اپنے ہو فرمائیے آپ
مجھ کو دشمن سے نہ چھڑوائیے آپ	بہید پوشیدہ نہ کہلوائیے آپ
مجھ سے ملنا ہے تو ملجائیے آپ	بس ہو اور نہ رولوائیے آپ
لوگ ایسا نہ سمجھیں کچھ اور	دیکھ کر مجھ کو نہ شرمائیے آپ
وصل کی جب کرین خواہش اونٹے	کہتے ہیں ہوش کی بنوائیے آپ
غم کی میرے نہ کہانی پوچھو	سن کے ایسا نہو گہرائیے آپ
دل میں گزرتے کسی کئے کچھ شک	مجھ کو خلوت سے نہ اٹھوائیے آپ
گیسو لٹکے ہوئے سبھالینا	بات اُلجھی ہوئی سبھالائیے آپ
کہتے ہو غیر سے کچھ ربط نہیں	اپنے سر کی تو قسم کھائیے آپ
جانے دو ذکر وہ اگلے پہلے	گڑے مردے نہ اکڑوائیے آپ

جاؤ راقم کو سنا دوائے خضر  
وصل کی ٹہری ہے آجائیے آپ

ردیف النساء

کچھ شبِ ہجر سے ملتی ہے مگر وصل کی رات	کہ دمِ عیش ہے ایک نیم سحر وصل کی رات
درو کا لطف نہ ہی پایا شبِ فتنہ کی بھی	ان دکھائے نہ خدانم سحر وصل کی رات

خواہ تم آؤ نہ آؤ یہ کہے جاؤ کہ مان کون ہوتا ہے نیازے وساقی دیکھین صحبت عیش میں سامان تھے مہیا سب کچھ ذکر اغیار کرین ادن کا بگڑنا دیکھین کون کہتا ہے کہ تم ناز و تخرچہ چوڑو	ایک دن ہوگی مقرر تیرے گھر وصل کی رات جان و تن پارہ دل لخت جگر وصل کی رات ایک قیامت تھا ترا عزم سفر وصل کی رات دو گہری ٹال دین یوں وقت سفر وصل کی رات پر نہ یہ ظلم کہ ہو مد نظر وصل کی رات
--	---

بے سبب وہ جو سرسیمہ ہوا ہے راکھ  
غیر کا اوسکو خیال آیا مگر وصل کی رات

حسن میں کس کو نظر آئے کمر کی صورت لا مکان سی کوئی بنوائے گھر کی صورت لا رکھین سنگ دیوار کو گھر پر اپنے خواب میں وہ مڑا جاتے ہیں گاہے بے میں سمجھتا ہوں ہی بس مراد قاصد آیا تو تصور میں نہو کچھ نہو گھر میں وقت وان دعا غیر کی بگڑی ہوئی بن جاتی ہے شام وعدہ کہی دیکھی نہ کبھی صبح وصل بے سبب اوسکا تغافل نہیں کیونکر آجاکے کتنے بیگانہ روش میں نہیں جاتے دل میں انتظار آج ہے کس کا کہ پتا کتا ہوں وصل میں شام سے ہو جاتے ہیں سلا فراق	جلوہ پوشیدہ ہے جلوہ میں نظر کی صورت کہیں دیوار کا ہونا نام نہ در کی صورت آتے جاتے وہ نہ پہوے مرے گھر کی صورت اس ملاقات پہ ہے اپنی بسر کی صورت جو سر راہ گزرتا ہے سفر کی صورت تیرے جلوہ نے بنا رکھی ہے گھر کی صورت اپنی بن بن کے بگڑتی ہے اثر کی صورت ہم تو کہتے ہی ہے شام و صبح کی صورت اوس نے دیکھی ہی نہیں راہ گزری صورت سلنے پہرے میں آنکھوں کی نظر کی صورت کہی دیوار کی صورت کہی در کی صورت شیع کے منہ پہ پرستی ہے صبح کی صورت
--	---

<p>ہکو کیا چاہیے کہ ہم وہ بین ہنگامہ فرزا کیا تماشہ ہے کہ میں دل سے عائن مانگون</p>	<p>بس جہاں بیٹھ گئے بن گئی گہر کی صورت آورد یہ کہیں مرے اغیار اثر کی صورت</p>
<p>کیون دعا پر کئے بیٹھے ہو بہر وسار احم مٹ گئی سات تنہا کی اثر کی صورت</p>	
<p>کب تک لئے پہرے کی مجھے جستجو دوست رہ رو نہ کاروان نہ خط جادہ دوست کہتا نہ تو حدیث ارم واعظ شفیق کس لطف کے گزرتی ہیں اتین ذاق کی عشرت ہوا و سکوصل کی جسکے مشام میں میں اور یہ کشاکش حربان مجھے نصیب ہم پہونچے کوئے دوست میں اس پہرے سات اب جائیں ان قیاب فرما اے عشق کا کیا شکوہ میں وہ شکوہ ہو جو آسمان سے ہو کیا لائیں ہم خیال میں اس آسمان کا جو واللہ اب تو دیکھنے کو جی ترس گیا آزار جو ریا رنے دل سرود کر دیا چھی نہیں میں شورشیں دنات کی فغان کرتا نہیں میں نالہ یہی خاطرے دوست کی</p>	<p>کب تک کنوین جہاں گئی آرزو دوست جاتا ہوں منہ اہٹا ہوں سکو کوئے دوست دیکھا نہیں ہے تو نے گلستان کو دوست دل ہے زبان میں ہوں لب گفتگو کو دوست پہونچے شمیم ہیر میں مشکبوئے دوست اللہ سمجھے تجھے دل وصل جوئے دوست جس جس طرف جہاں سے ملے ہکو بوئے دوست پچھو ادئے ہیں خار سہراہ کوئے دوست شکوہ کو ہوزبان جو کہلے روبرو دوست ہمنے بہت اٹھائے ہیں آزار جوئے دوست یہ بجائے ہکو کوئی دیکھا لا روئے دوست کافر ہو جسکو اب ہی ہوا زکو دوست جاتی ہے شورشوں سے تری آبرو دوست اندیشہ کہ نالہ بنے گا عدوئے دوست</p>
<p>اتک تو ایک سہارا ہے راقم تشو کا</p>	<p>مشکل ہے جو کر گیا اھد روئے دوست</p>

## ردیف التار

<p>جب چشم خون فشان نہیں پھر مدح بحث  کس منہ سے ہم کہیں ستم دلر باعبث  فرما دیوں نہ فیس نہیں و شناس خلق  اہل جفا کو طرز جفا جب نہیں ہے یاد  اوسکو تو استحان سے غرض تھی نفل سے  شایان جو رہتو کسی اور ہی کے ہتے  ناصح کا قول تلخ ہے لیکن غلط نہیں  رہنے دے خاک کو مری ہو نذر کو دوست  عاشق کو چاہیے کہ رہے خوگر جفا  تم ہی جفاے غیر کے جب ناز کش ہوئے</p>	<p>باتیں تمام چھوٹی ہیں اور التجا بحث  ہمنے ہی اوسکو چھوڑ کے دشمن کیا بحث  کیون مدعی بنا فلک فتنہ زاعبث  ارمان جان نثارے اہل دغا بحث  ہمنے ہی سر رکھا تہ تیغ جفا بحث  کیون ہو گئے نشانہ تیر قضا بحث  سچ ہے کہ آشنائی نا آشنا بحث  تو کیون اڑائے پہرتی ہر موج صبا بحث  یہ کیا کہ جو رسد نہ سکا مر گیا بحث  کسکو غرض اٹھائے ستم آپکا بحث</p>
---	--

راحم سمجھ کے عالم ہستی کو بے ثبات  
بیکار جستجو میں رہا اور چبا عبث

<p>مین اور مجکو کفر و دیر اور ریا بحث  مطلب کے اپنے دونوں ہیں دیونا ہوشیا  ہم کیوں کہیں کہ شب کو رہو شب بر کرو  نالوں کو اپنے فکر دہانی دیا کریں  ہم کہتے کہتے تھک گئے اور سنتے سنتے توہ  ہم کو تو کاٹنی شب فرقت کسی طرح</p>	<p>مسکاتے صلح کل نیرا مجکو صفا بحث  اونکو جاسے کام مجھ مدعا سے بحث  تم دو گھڑی کو آؤ ہمیں مدعا سے بحث  مجبو تمام شب سخن شکوہ دے سے بحث  ہمنے بھی کرنی چھوڑ دی التجا سے بحث  اس آسمان کا شکوہ ہو یا فتنہ سے بحث</p>
--	--

دل کا بُرا ہو کس سے بُرا یا ہے الامان لڑتے ہو اس لیری سے پہرنا زین ہو تم	ہارے نہ گفتگو میں کرے جو خدا سے بحث تو ارماتہ میں نہیں اور مبتلا بحث
---	---

راحم سوال بوسہ پر بھی نہیں ہے ضد آخر کنوئین چکا لگی یہ دل رہا سے بحث	
---	--

دل ہے حریص وصل جفا کار الغیث یاں ہم کچھ ہوئے ہیں ناں یا را الغیث دل کو ہے فکر وصل کی محکوم ہے اپنی فکر کب تک یہ بحر جان کو میری جلا لگی ہر بات جس کی تکر ہو ہر بات پر فریب حسرت میں وصل یار کی فرما دمر گیا میں ایسے یوفا کا کہی نام بھی نہ ہوں	سات اپنے یہ کر لگا جھے خوار الغیث تکرار سے ہے یار سے تکرار الغیث ہر بار الامان ہے ہر بار الغیث کب تک ہو پئی گی شیب تار الغیث ایسے سے کیا نکالے کوئی کار الغیث بچارہ کہتے کہتے دل افکار الغیث لیکن یہ دل ہے اوسکا طلب کار الغیث
---	--

یہ اضطراب دل کہی دل پر بنائے گا راحم ہو گا آپ سے تیار الغیث	
--	--

روایت الجحیم	
--------------	--

بی طور جہکی ہے نگہ نازا اثر آج معلوم ہے قاصد جو سنا لگا خبر آج دل خوش ہے کہیں وصل کی سن کی خبر آج تم آئے تو کیا آئے دم عزم سفر آج لو آؤ اگر عیش سے کرنی ہے بسر آج	سو توں کو نہ خاک جگا لگی نظر آج پہلے ہی کو بیٹھے ہیں عزم سفر آج کل رو لگا قسمت کو جو گزری سحر آج یاں باندہ چکی عمر جان کے کمر آج فرصت کی یہاں شام پر فرصت کی سحر آج
---	---

<p>ہے شام سے گھر کے در و دیوار پر دھن کس کو ہے خبر کل کی حیوتم کہ مرین ہم خالی نہیں ہنگامہ مستر کوئی ہوگا فریاد یہی رک رک کے نکلتی ہو گلے سے اس وعدہ فردا کو بھی دیکھینگے تہہ خوش ہوگا وہ قاصد یہی کہہ دے جو زبانی کیا آج کا قرار ہے کیا کل کا ہے وعدہ محرورم کیا بخت نے محروم بھی ایسا</p>	<p>اے کوہ ہے مہمان کوئی شلیک نہ گہرا آج کیون کل پر کہو بات کو آجا وادہ آج کچھ بات تو ہے بند ہے جو روزانہ آج بیزار دعا سے نظر آتا ہے اثر آج نزدیک ہے کل بھی یہ گزر جائے سحر آج کل سے یہی یاد ہے آج در دگر آج دن رات وہی کل ہو وہی شام و سحر آج ہر شے کو ترستے ہیں مری دیدہ تر آج</p>
---	---

پرسش تہی سخن کی کسی وقت میں اتم  
وہ قدر سخن آج نہ وہ اہل ہنر آج

<p>بگڑا ہوا ہے آج بہت یار کا مزاج اغماض بات بات پر اچھا نہیں ہے اب جب ات کو بلایا ہے اون کو یہی کہا اوسکا نصیب اوسکا مقدر ہوا اوسکو چین کس کو سنائیں حال کہیں کس سے دعا غصے رہو خوار ہو دل سے پسند ہو وعدہ کی رات اور ترے نظار نے رہ رہ کے دشمنوں نے بگڑی ہیں عادتیں راقم چلو سنائیں آؤ دلی داستان</p>	<p>پوچھے خدا کسے دل بیمار کا مزاج کہو دے نہ میرے شوق کو آزار کا مزاج راتوں کو پوچھتے نہیں بیمار کا مزاج جس پر تری نگاہ ہوا در پیار کا مزاج پاتے نہیں درست کہی یار کا مزاج بہاتا ہے ہکو آپ کے آزار کا مزاج پہونچا دیا فلک پہ شب تار کا مزاج یہ خوشی تہا رہی نہ تکرار کا مزاج دیکھیں تم کارنگ ستم گار کا مزاج</p>
--	---

<p>لو آویکھیں دیتے ہوا زار کس طرح روزن کوئے نظر سر دیوار کس طرح مین اور انتظار قیامت کی شام ہے تم ہی کہو کہ کشمکش انتظار مین باناکہ آپ کہنے کو یوسف نظیر مین پسکان ہو کوئی تیر ہوا و سکو نکال لیں تاراجی صبا سے بچے ہی مرا غبار آسان ہے کندر لگا کر چلے تو جائیں خورشید و ماہتاب کہاں اور تم کہاں آیت نہیں حدیث نہیں یوفا کا عہد رسم و فا و محرم کو جو جانتا نہو دیکھیں نظر نظر سے ملے آنکھ آنکھ سے جب تک نہو گا حسن تماشائے چشم عام</p>	<p>کہلتے مین میرے بھی لب گفتار کس طرح نکلے فطر کی حسرت دیدار کس طرح یار بکٹے گی آج شب تار کس طرح مجھ سے کہیں گے دیدہ خونبار کس طرح بے جلوہ ہوگی گریئے بازار کس طرح دل سے نکالئے مژدہ یار کس طرح چھوڑیں گے فتنہ خود دم رقار کس طرح ملنے کی شکل ہمت دشوار کس طرح آئینہ کی نظیر بوز نگار کس طرح کہاؤں فریب محرم اسرار کس طرح پورا و فاکادہ کرے اقرار کس طرح بیار سے دوچار ہو بیار کس طرح طے ہوگی از جنس و خریدار کس طرح</p>
--	--

پہلے ہی پاؤں ہو گئے کانٹوں سے میان فگار

راقم کٹے گی منزل دشوار کس طرح

<p>ہمکو بھی شعلہ ہو کو بلانا کسی طرح ظاہر نہیں تو یوں ہی چلین ہم کا بشک ذکر رقیب چہیزنا اور مجھ سے پوچھنا کہنا کچھ ایسے سوز سے دل غم کی نشان</p>	<p>اُس شمع ابخسمن کو جلانا کسی طرح ہمکو تو بزم غمیر مین جانا کسی طرح نشتہ چہو کے گہر سے اٹھانا کسی طرح اُسکو یہی اپنے ساتر لانا کسی طرح</p>
--	---

<p>جھگڑے میں شب تمام ہوئی کہہ تھک گئے          قزقین موت کے لئے جسے تو جائیں          انداز جسکا شوخ طبیعت ہو جسکی شوخ          بگڑے رہو بخار ہو اس سے غرض نہیں</p>	<p>دل مر گیا پر اوس نے نانا کسی طرح          احسان زندگی کا اٹھانا کسی طرح          شکل ہے اوس کا راہ پہ لانا کسی طرح          ہم کو تہا رانا زائہا نانا کسی طرح</p>
<p>دور روز سے خفا ہے وہ راقم ذرا جلو          رو سٹھے ہوئے کو یار نانا کسی طرح</p>	
<p>ردیف الخاء</p>	
<p>ہم نکر تے کہی جہان کا سُرخ          بات مجھے ہے منہ کسی کی طرف          دل کو تاکا جگر بھی سات چہدا          جھک ہی جاتی ہے خود بخود گرد          رشک ہوتا ہے دیکھ کر مجھ کو          سات لا جا کے یار کو اسے دل          روکتا ہوں گدے کا نہ کہوں          کیوں رہے یاد تھو میرا گھر          جان جاتا ہوں رنگ صحبت کو          لکھتے لکھتے شکایتیں اوسکی</p>	<p>گر پہرا پاتے مہربان کا سُرخ          غیر میں دل اوہر بیان کا سُرخ          مٹھیک تھا گوشہ کمان کا سُرخ          دیکھ کر اوس کے آستان کا سُرخ          اوسکے گھر کی طرف جہان کا سُرخ          وہ نہ بیہولے مرے مکان کا سُرخ          پہر ہی جاتا ہے کچھ زبان کا سُرخ          جب کرو غیر کے مکان کا سُرخ          دیکھ کر غیر با سبان کا سُرخ          پہر گیا کلاک دوزبان کا سُرخ</p>
<p>جب بلانا کسی کو نم رہا          دیکھ لو پہلے جہان کا سُرخ</p>	



<p>اتنا ہوتا نہ فتنہ گر گستاخ  مین نہیں اوس سے اس قدر گستاخ  مضطرب ہو کے وہ نہیں جاتا  ہے جریغانہ نامہ بر کی نظر  خود بگاڑا ہے پیش دستی سے  یہ سکھایا ہوا کسی کا ہے  تم بھی رکھتے ہو بس اوی کو عزیز  آئینہ رونما سہی یہ کیسا</p>	<p>خود کیا ہمنے چہرہ گر گستاخ  جتنی ہے حسن سے نظر گستاخ  اوس سے ہوتا نہ مین اگر گستاخ  بات کرتا ہے نامہ بر گستاخ  ہمنے ہو کر سوئے کمر گستاخ  ور نہ ہو مجھے نامہ بر گستاخ  تسے یارب ہو جو بشر گستاخ  یار کو دیکھے اس قدر گستاخ</p>
<p>آبر واپنی کہوئے ہو رستم  یار سے ہو کے اس قدر گستاخ</p>	
<p>ردیف الدال</p>	
<p>آج چپ چپ سے مین ارباب جفا میرے بعد  اوس نے بھی شوق تم چھوڑ دیا میرے بعد  قیس و فرنا دکی شہرت ہو خدا کی قدرت  دل بکڑ لیتے ہیں افسوس سے جب سنتے ہیں  جھولیان بہر کے لئے جلتے ہیں جگہا جال  ابو سنکر کف افسوس ملا کرتے ہیں  آج خوش خوش میرے اغیار پڑے پھر نہیں  لئے پہرتی ہے مرے واسطے بو کا کل</p>	<p>کیا ہوئی شوخی انداز وادامیر کے بعد  جب نہ پایا کوئی شایان جفا میرے بعد  حوصلہ عشق کا کس کس نے کیا میرے بعد  ذکر میں ذکر جو آتا ہے مرا میرے بعد  داسن مسمت اغیار کہلا میرے بعد  جب مرا نام کسی نے بھی لیا میرے بعد  ایسے بیکار ہوئے اہل جفا میرے بعد  روتی پھرتی ہے مجھ باد صبا میرے بعد</p>

کوئی موقع نہ ملا او کو تو ٹالا یوں رنج	میرے مرنے پہ ہوئے مجھے خفا میرے بعد
راحم ایک اور غزل لکھہ کہ نواجح سینن اور ہر نرم مین ہوں نغمہ سرا میرے بعد	
کیون عبت آپ نے کی ترک جفا میرے بعد اوس نے اتنا تو کیا پاس وفا میرے بعد شوق بیدار واجب نہ وہ شوخی کلام راج کس کو امید تھی یوں زلف پریشان ہوگی جب جفا کش نہ را آپ جفا کش بھرے حسن ہے ناز ہے آئندہ ہے تنہائی ہے منصب عشق کے قابل تو ہوا میں باکر یا د کرتے ہیں مجھے آج پشیمان ہو کر مرتے مرتے مری آرزوہ دلی سات رہی میں نہیں جب مری پاؤں سے کچھ ہوا ملن	پتہ الزام جو رہنا تھا رہا میرے بعد رخنہ دیوار میں رکبانہ کہلا میرے بعد کس مرض کی ہے پہراہل جفا میرے بعد بارے کی تعزیت عشق وفا میرے بعد اب ہوئی آپ کو کچھ قدر وفا میرے بعد اپنے پر آپ وہ ہوتے ہیں خدا میرے بعد رکھ لیا موت نے ناموس وفا میرے بعد دیکھ کر نرم مین خالی مری جفا میرے بعد غیر مین اور تری ناز وادام میرے بعد حشر ہو جائے قیامت ہو یا میرے بعد
اب ہین گے وہ کسی اور ہی دل میں راقم حسرتن جتنی ہوئیں مجھے جدا میرے بعد	
سخت کی چیز ہوا کرتی ہے بے دام پسند منہ سے دلا لہ کے نکلا کہ ہوا نام پسند ایک وہ مین کہ ترا ناز گوارا نہ کریں شوخیان آپ کریں دل ہو ہمارا محظوظ	پہر ہی آیا نہ کسی کے دل ناکام پسند سننے ہی بوٹ گیا کر لیا پیغام پسند ایک ہم مین کہ ہمیں غلطی دشنام پسند پہر غصہ ہے نہ کر وحم دل ناکام پسند

<p>صبح کا ذکر ہوں ہکھو ہے وہ شام پسند ایک خاطر سے ہونی گردش ایام پسند کہتے ہیں ہکو نہیں عشق کا انجام پسند جو طبیعت سے کرے برش صمصام پسند شوق میں شوق یہ کام میں یکام پسند استقدائی ہے کچھ لذت دشنام پسند شام سے کون کرے صبح کا انجام پسند آج ہوتی نہ گرا سباری آلام پسند جسکو ہونگت گیسوئے سہ فام پسند مار رکھنے کے لئے خاص کی موعام پسند</p>	<p>یار ہو بادہ ہو تنہائی ہو اور شب ماہ ہم نے فردوس سے بدلا ہے تماشا جہان اونکو الفت یہ نفرت ہے کوئی نام نئے جان لینا اس سے تم چاہنے والا پنا حسن ایک ایک کو دکھانا اپنے کرنا سبیل پہر و ن لیتا ہوں مرے شوخی گفتار کی دو گھڑی کے لئے آنے سے نہ آنا بہتر خلد سے حضرت آدم نہ نکلتے تو رہیں بوئے گل دل سے گوارا دے کیونکر ہوگی کوئی کس چیز کو دیکھے کہ جہان ایک چھن</p>
---	---

ہم گلا چوڑ دو راقم وہ بگڑ جاتے ہیں  
وان طبیعت ہی بنائی نہیں الزام پسند

### ردیف الدال

<p>کہ بنا آئینہ چشم فنون گر کا غد دھوکا اچھا ہے وہ پڑھ لگا سقر کا غد ہات سے چھٹے گرا گو دے اندر کا غد کہ بنے طول شب غم کی برابر کا غد دل میں ہے شوق بہر بات میں سب کا غد عیر کا پڑھتے ہیں کس شوق سے ہنسکا غد</p>	<p>تھامرا جلوہ ناشوق کا پیکر کا غد بہجیدین ابکہ لہا یار کو لکھ کر کا غد ہات میں عرشہ تھا قاصد او خطہ میں شوق جی میں شوق ملاقات لکھون میں اتنا بلنے دیتا نہیں خط گر یہ مجھے کیا کچھ ہم نہت کہیں کچھ ہی تو جین پر بل آئے</p>
--	--

کیا کئے سارے ہی دہود ہو کے بزرگ کا غنڈ وہ تہہ میں بات میں قاصد کے کٹر کا غنڈ آج سمجھا کہ ہوئے داخل دفتر کا غنڈ شع پر رکھ کے تماشا بنے جل کر کا غنڈ فرط لذت سے ہوئے وصل چپکے کا غنڈ نامہ بردیکھتا ہوگا اوسے دیکر کا غنڈ لیکے قاصد سے رکھا ہے تہ خنجر کا غنڈ	کیا سب سے نہیں کہلتے میری تقدیر خدا حرف انکار مرے خط کا وہی خط کا جواب ہو گیا صاف ان سے مجھے ملنے کا جواب بیٹھیں تنہا تو انہیں شغل کہ میری تحریر اوسکی تصویر پر رکھ دی کہیں میں نے تصویر رشتہ سے ترک کیا نامہ ہی لکھنا ہے مردہ اے دل بچتے پیر یا دیکھا قاتل نے
--	--

نامہ ایسا لکھو تم ایک مکرر قسم  
کہ بنے اب کے تمنا کا مقدر کا غنڈ

### ردیف الراء

ہات میں خنجر پکڑ کر تیغ عربان تھام کر تھا صحر پہر لپٹ جاتے ہیں دامن تھام کر عمر بہر دم دامن شب ہائے ہجران تھام کر دست زبان چوم کو پائے نگہبان تھام کر میں تمہارا ماتم میرا گریبان تھام کر پانو پکڑے لیتی ہے ریگ سیاہان تھام کر کو دجاؤں و زمین یوار زندان تھام کر ایک دن روئے گا دیوار گلستان تھام کر رو گئے انگشت حیرت زیر دندان تھام کر	مارنا بد نظر ہے آوسا مان تھام کر دست و دست بچا میں بھی گریبان تھام کر اونکو یہ منظور محنون کی طرح بیٹھے رہیں لطف امیدوں میں کچھ تھا وہ بھی بکھڑیا یہ زبانی کیا لڑائی اوہم تم یوں لڑیں مس قدر شکل ہے جانا کوئی جاناں تکہیں مانع صحر انوردی حلفت زرخیر ہے آشیان تو نے اجڑا یاد رکھو باغبان بارے اتنا تو ہوا احوال فرقت کے وہ
---	--

<p>روک کر کہنا قدم پاے خرامان تھام کر  سولے کعبہ تم کہو تا توں میں قرآن تھام کر  شوخ نظریں پہیر کہ تا توں میں امان تھام کر  اشک جو گرتا ہے وہ بھی نوک مرگان تھام کر  تورڈ والے رشتہ زنا را ایمان تھام کر  صبح کو تار شمع مہر خزان تھام کر</p>	<p>رہگزین سینکڑوں جانین میں کھنڈ خرام  عہد و پیمان کا تہاری جب لقمین کے آگے  دل مستی ہے ادا جب ناز سے چلتا وہ  لاغری کا حال ہے ضعف کی صورت یہ  اوس سے اسید و فاجو ہو فاپان شکن  خون دل کی ہو وہ حالت جگر شبنم کے</p>
---	--

اب توقع یار سے باقی نہ راقم آرزو  
بیٹھ جا و صبر سے تم دل پریشان تھام

<p>قیس کیا عاشق ہوا تھا رنگ سیلا دیکھ کر  میری صورت دیکھ کر اور رنگ میرا دیکھ کر  رہ گئی شخصیت تمارا سا چمکتا دیکھ کر  چار دن میں پہیر دو گئے پر تمنا دیکھ کر  شوخ رفتاری سے چلنا زبرد بالا دیکھ کر  بہانہ ہو اوسکو نکالے چارہ فرما دیکھ کر  منہ نہیں ہوتا اودہر جانیکو میل دیکھ کر  ہست ہمت ہے دعا کی بندرستا دیکھ کر  قامت شمشاد و قدس و بالا دیکھ کر  اٹنا پہر آتا ہے قاصد بندرستا دیکھ کر  خصبت شب کا گریبان ہلک ہوتا دیکھ کر</p>	<p>ہمکو حیرت ہوتی ہے تصویر لیل دیکھ کر  دروہ ہے وہ درو حیران میں سیلا دیکھ کر  ہمنے دیکھا بھی اوسے پہر کچھ نہ دیکھا دیکھ کر  دل تو حاضر ہے نہیں دیدین مگر کیا دیکھ کر  تم میں جو کافر ادا ہے شاہد نہیں کہاں  زخم ہوا و سبکی دوا ہو غم کو کیا سمجھ طیب  جس گلی میں سوتا ناشانی ہون اوسکی تقدیر  وودن لے لے بنایا آسمان پر آسمان  یار کا پہر نافرمان سے باغ میں یاد آگیا  نام پہر ہوئے کس طرح جبے نشان ہو گئی دوست  وصل کے اردن نکلے دل کی دل میں گئی</p>
---	---

مچھو صورت ہم نہیں ہمسے کر دیگا لگی	مٹے ملنے آگے بن رسم دنیا دیکھ کر
بٹنے بٹنے کام دل کارہ گیا شرم لگے	مین ہی وہی دیدہ خورشید دنیا دیکھ کر
جب مرض تبریک دشمن بچا پھر آندیم	کیا کر میں گے چارہ فرمائے مسیحا دیکھ کر
آسمان کے ہتکنڈے ہیں دل دینا تفرقہ	دو دلوں میں ربط با ہم مل سے دکا دیکھ کر

آج سے راقم تماشا ترک صحرا کا کیا  
بواہو س مجھ کو عنے دشت پیما دیکھ کر

ہماری غمخیزی انجمن میں گلشن ہو کر	رہے گی یادگار دل حدیث پستان ہو کر
خدا وہ دن دکھاویگا کیدن مہربان ہو کر	تم آ جاؤ وفا بن کر مراد عاشقان ہو کر
خفا ہو کر بگر کر مہربان نامہربان ہو کر	مرے گھر میں رہو تم شاہد مان ناشادمان ہو کر
کیا ہے خون تمہیں حسرتوں کا دل غم ہے دل بے	شب عشرت گئے ہو بے سبب تم سرگزان ہو کر
زمین کے پیچھے شاید شاہد دن کی کوئی بچی	چمن میں تے تین شام و سحر جو گلستان ہو کر
پیشانی سنہ بنا کر تم ہمارے پاس کیوں بیٹھو	وہیں جاؤ وہیں بیٹھو نصیب دشمنان ہو کر
اندھیری رات جوش بحر سوگراں سا جلن	خدا حافظ ہے کشتی کا چلی ہے بے عنان ہو کر
چلو گے حضرت ناصح ہمارے سات جنت میں	مگر ہم یار سید ہے جائیگے کوئی تان ہو کر
نہیں ہی میسر غم میں خوش گئے کوئی عبت	فہیم صبح ہی آئے کہی غیر فشان ہو کر
بہانہ ہے نگہبان کا کہو دلپر تو آ جاؤ	تہین رو کے وہ آنے سے تمہارا پان ہو کر

ستم کے واسطے راقم کوتا کا آسمان تو تونے  
کسی دن بزم دشمن پر نہ ٹوٹا آسمان ہو کر

مین ضبط نہ کر تا ہوں نکلے وہ خان ہو کر	قیامت لوگ سمجھیں گے کہ آئی ناگہان ہو کر
--	---

نہیں جھگو گوارا تم رہو جان جہان ہو کر  
 نے کو شرب کو شرب ہے مہفت ملی ہے  
 شرب غم لطف سے کتنی تھی صہنگ لیا پہلو  
 ستم کو ہم کہتے جفا کو ہم وفا کہتے  
 شب عشرت ہے شوق وصل دل غلط ہو  
 نہ کرتے شکوہ فرقت کا نہ غم کا گلہ کرتے  
 ارادہ تھا کہ ذکر غیر چہرین کیہ سن لے  
 عیش سرخ بیا یا ہنہ جا کے بزم جانان میں  
 ستم اتنا کرو مجھ پر کہ میں خوگر نہ ہو جاؤں  
 صلا عام ہے یا ران سیکش تشہ کاموں کو  
 ہو دل کا نہیں آنکھوں میں تنہا ہی کوئی کیجے  
 تنہا ایک ہے غیر دل کی میری جگہ غور ہے  
 کسے فرصت سننے غم میں کہانی شوخ شری

مرے دلیں ہوا آنکھوں میں تین جان ہو کر  
 ہے کس کی بلا منت کش سپر منان ہو کر  
 کسی کی دستان کہتا تھا میرا ہر زبان ہو کر  
 جو تم بیدا کرتے مہر دل سے مہربان ہو کر  
 تمہارا بیٹھا چکا غضب ہے بے زبان ہو کر  
 پیام بار چھوٹے ہی جواتے ارمان ہو کر  
 زبان پر لے آتے رہ گیا شرم زبان ہو کر  
 آہے ناشادمان ہو کر جو شہ شادمان ہو کر  
 تمہارا شکوہ نکلے سے سے پہر بیان ہو کر  
 کہ کو شرب پرے گلہ ملے گی ارمان ہو کر  
 شریک گر یہ رہنا حسرتوں کا جو بچکان ہو کر  
 کہ فرقت کیوں نہیں ہتی نصیب ان ہو کر  
 گزرجا ایگا ایک دن وہ یہی شوخ جان ہو کر

بہار عشق را تم چار دن کی چاندنی سمجھو  
 وہی سر پرین کی تیرہ راتیں جاو دان ہو کر

اے دل لگی کی بارے اب گنگو نگر  
 اقرار مجھے روز غلط فتنہ جو نگر  
 پون رائیگان ڈا میری بیگانہ خوگر  
 اچھا نہیں ہے دیکھ قیوں کے غلط

آرزوہ اور خاطر آرزوہ خو نگر  
 بیتاب دل کو اور یہی بیتاب تو نگر  
 ساغر جہان خانہ عیش عدو نگر  
 رسوائے خلق خدیہ مری آبرو نگر

مجھ کو نہ ملنے کا تراش کو ہنہین مگر  
 اللہ یہ دماغ تہارا غور سے  
 نامہ کو پڑھ تو لیتے ہیں دیکھے نہیں جب  
 بدظن کو کچھ گمان نہ گزری مری طرف  
 کرنی ہے گفتگو مجھے اوفتنہ گرسے ٹو  
 ہو کر ہے میں خاک کسی آرزو میں ہم  
 کچھ حظ وصل ملے دے ارمان نکلنے دے  
 مشکل ہے وصل یار یہ گریہ تر عیبت  
 ناصح تمہیں شعور یہی ہے مزاؤمی

دل کو حریص لذت وصل عدو مگر  
 کہتے ہو مجھے بات یہی تو دو بندو مگر  
 اسکے یہ معنی ہیں کہ کوئی آرزو مگر  
 ساقی شراب ناب کے تو شکو مگر  
 جامہ کو بخیہ دوز ابھی تو رفو مگر  
 برباد مشقت خاک صبا کو بکو مگر  
 اے مرغ صبح خیز گہری پہر غلو مگر  
 اے دل امید وصل میں ضایع ہو مگر  
 کہتے ہو مجھے یار کی تو جستجو مگر

راحم وصال یار کو ایک عمر چاہیے  
 بس اس امید پر ہوس شعلہ رو مگر

ہوتے ہی رہے ظلم دل صبر گزین پر  
 الزام عیبت ظلم کا ہے چرخ برین پر  
 ایسا نہو وہ میری عیادت کو چلا آئے  
 پردہ ہی وہ ڈالا کہ اوٹھائے نہیں اٹھتا  
 مل چوٹ گیا آپ کی وعدہ و وعید ہمارا  
 ہین میری طرح وہ ہی اسیر غم اخیار  
 دل گیر ادائیں ہی ہیں سب آپ کی لیکن  
 تم طرز کوئی قتل کی اب ایسی نکالو

گرتے ہی رہے کوہ الم جان حزین پر  
 کیا کم ہیں ستم گار بیان رگو زین پر  
 کچھ اور نہ بجائے مری جان حزین پر  
 کہتا ہی نہیں حال کسی اہل یقین پر  
 امید رہی وصل کی اب عرش برین پر  
 بیتاب سے بیٹھے ہیں دہر بات جین پر  
 مرتا ہوں فقط میں تو تبسم کی نہیں پر  
 دہتا ہی لہو کا نہ ہے خنجر کین پر



لٹنے کے لئے آسمین آنا کوئی دیکھے میں وصل کے شایان نہ ملاقات کے لائق رجحش ہی اُٹھایا کئے دن رات تمہاری نقسیم سے جو رنج و الم رہ گئے باقی	دُالی ہے نقاب اوپری دوسرے حسین کیا تھے لکھا دیکھ لیا میری جبین پر بیدار ہی گرتے رہے تم روزہ بین پر وہ مجھ کو ملے نقشِ پیرِ گلِ نگرین پر
--	--

کس منہ سے چلین سامنے اللہ کے راقم  
سجدہ کا نشان کوئی نہیں اپنی جبین پر

بارے سنتے تو میں وہ میرا فسانہ اکثر خاک میں ہم کو ملائی ہی ہی بس تقدیر وہ یہی تاکا ہی کئے مجھ کو ہمیشہ دل سے مجھ کو یہ شوق کہ جا کر کہی دیکھوں صورت تہک گئے ہم بھی بلاتے ہی بلاتے اذلو اس طرف ہول کے ہی کونہ آتے لکھا	یاد کا میری یہ کرتے ہیں بہانہ اکثر خوار کرتا ہی رہا ہمسکوزمانہ اکثر میں ہی ہوتا ہی رہا اوزکا نشانہ اکثر اؤ گویہ ضد کہ رکھیں گھر میں نہانا اکثر واں ہوا ایک نہ آنے کا بہانہ اکثر غیر اچھے میں کہ جلتے ہوش بانہ اکثر
--	---

خاک چھانا ہی کئے راہ طلب میں راقم  
جز غم یا رملاب نہ دانہ اکثر

وہ تو کرتے ہی رہیں کیوں ہی بیان اکثر انتظاروں میں رہا یہ دل نالان اکثر لطف دیتا ہے طبیعت کا پریشان ہونا اک شب ہجر نہیں جسکو ٹپ کر کاٹوں جان لیا چیز ہے اور دل کی حقیقت کیا ہے	کیون کیا کرتے ہیں ہم چھل کا سالان اکثر راہ دیکھا ہی کئے دیدہ حیران اکثر یاد آجاتی ہے جب نے لف پریشان اکثر میں شب غم میں مری جانِ خواہان اکثر نالہ غم نے جلائے میں ہایان اکثر
---	--

کیوں خوش ہوں کہ جگہ سے مری نہ گدالیں جان لیتا ہے مری آپ کا وعدہ ہر روز	پوچھہ جیتے ہیں مرا حال پریشان اکثر خون پٹی ہے مراد شیبہ حیران اکثر
تم چلے آؤ کسی روز تو کچھ عیب نہیں یاد آتے ہیں وہ دن چاک ہوا کرتا تھا	بے بلا ہے ہی چلے آؤ میں وہاں اکثر داسن یا رکھی میرا اگر یہاں اکثر
میرے آنے کی یہ بندی کہ نہ آنے پائے	ایک بیٹھائی رہے درنگ یہاں اکثر

دل الجھنے لگا اب عشق سے اپنا راز  
لوگ کہنے لگے آخر مجھے نادان اکثر

یہ کہہ رہی ایمان ہے کہ تجا نہ سمجھ کر جنگل میں گئے رہنے کو دیرانہ سمجھ کر	گر دن کو چہکانا درجانا نہ سمجھ کر ہر خار سر کئے لگا بیگانہ سمجھ کر
کیا بخود عشق میں دیوانہ بنا ہوں کیوں آگ میں گرنا جو ہوس ناک نہوتا	خم منہ سے لگا لیتا ہوں بیانہ سمجھ کر اس مرگ شفاعات کو پروانہ سمجھ کر
ایمان کی یہ ہے کہ صنم خانہ میں جا کر جس دن نہ ملے کوئی انہیں شمع جلانے	ہوتا ہے اثر منظر جانانہ سمجھ کر دانہ دل آزاری پروانہ سمجھ کر
دیوانہ ہوں معشوق فریبی ہے مری خو منصور کو مخلوق نے دیوانہ بنایا	ہر بزم میں بجاتا ہوں دیوانہ سمجھ کر سبجے نہیں کیا کہتا ہے خزانہ سمجھ کر
کچھ اوس پہ بنے ایسی کہ دھوکہ میں چلا آؤ عریان تنی اچھی ہے مرے شاہ طراز	گھر کو مرے وہ خانہ بیگانہ سمجھ کر پہلو میں بیٹھا جیتے ہیں دیوانہ سمجھ کر
سوا بر چلے آؤ اگر دل پر رکھو تم کعبہ ہو صنم خانہ ہو تشریق سے کیا بحث	الفٹ نہ بھی رسم قدیمانہ سمجھ کر سر بس کو چکا تا در جانانہ سمجھ کر

تقدیر ہمیشہ ہی رہی وقفہ مت ر آجا و کسی روز اگر جو شش نشے میں بوجھے گا فریبوں سے فریبوں میں انا اللہ سے طبیعت جسے آئینہ سے نفرت	کیا کیا نہ کیا سوچ کے کیا کیا نہ سمجھ کر الزام نہ دیگا کوئی سستانہ سمجھ کر عنحوار سنا نامر افسانہ سمجھ کر عکس اپنا نہیں دیکھتا بیگانہ سمجھ کر
---	--

جاتے ہو صنم خانہ کی تم سیر کو قسم ایمان کو لوہات میں بیجانہ سمجھ کر
--

میں نہیں محو تماشا حسن صورت دیکھ کر پہلے ہی حیران تھا میں اسکی صورت دیکھ کر وہ عیادت کو چلا آئے کہیں ایسا نہو اُن سے تیری شوخیان آتشا ہنجر خرام خط تو دیدیجواو سے لیکن ربانی نامہ بر دل نہ دیتا لگو میں گر جانتا آہن جگر یہ غور ناز اور نخوت ادا کئے آپ کی ایک قیامت صبح نصرت تھی کہ دونوں سوئے صاف پہر جاتے ہیں شاہد عہد و پیمان توڑ کر اسے جنون اتنا نہ بڑھ جاوے سے باہر ہو بجا	یہ مری حیرانیاں ہیں کوئی صنعت دیکھ کر بن گئی کچھ اور دل پر ناز قاست دیکھ کر دل بگڑ جائیگا اوس کا میری حالت دیکھ کر فتنے سر کے جاتے ہیں زقار آفت دیکھ کر حال دل کہیو ذرا رنگ طبیعت دیکھ کر حوصلہ میں نے کیا تھا کچھ نہ نکلت دیکھ کر جانتا ہوں بڑھ گئی میری طبیعت دیکھ کر میں تو اونکو دیکھ کر وہ میری صورت دیکھ کر کچھ طبیعت دیکھ کر دل بے مروت دیکھ کر پانو پہلاٹے ہیں لیکن گھر کی وسعت دیکھ کر
--	--

بے محل کی شکوون نے راز ہم کیا لکھو خراب بات مرد آدمی کہتے ہیں فرصت دیکھ کر
---

بہر آتا ہے ہر اول خوش نویان گلستان پر قیامت آتیوالی ہے بہار حسن بحان پر
--

<p>جہنم نے لا بہا یا ہے گزر گاہ بیابان پر یقین کیسا گمان کسکو یہاں تک اعتبار تھا نظر لگ جائے گی قاتل سنبھل کر پہنچر خنجر عذار گل کو دیکھا تھا کہ عارض کوئی یاد آئے برا ہو جو شمع شمع کا زکھتا ترک باقی وہ پہرے چلتے تھکے تھے کہو بال گلشن میں میرے نامے وہ کہ جائیں اثر یارب کسی دل پر لگا تو تیر تم لیکن نمک پیکان یہ چہر کا ہو</p>	<p>برائ عشق ہے شاید سہر خار معیلمان پر ہنسی آنے لگی ہے اب تو اونکی عہد پیمان پر مڑ جائے کوئی دہتیا لہو کا تیری زبان پر نظارا چشم حیرت تھا تماشا کے گلستان پر کسی کلمات جاتا تھا کہی سیر گریبان پر لگی ایک اوس سی پرنے بہار سنبلستان پر لگا ہ مہر کرتی ہے جو عالم شبنمستان پر جبراحت لوٹتے ہیں لذت شور نکدان پر</p>
--	--

جفا اونکی نہیں بجا حضور لگا نہیں اقم  
مری حسرت نگاہی بارگزی طبع جامان

<p>ایک قیامت ہو چوب بھول انگاروں پر جان بچتی نہیں اب اپنا خدا حافظ ہے رات کیا آتی ہے فرقت کی بلا آتی ہے ان منوں کا رون سے اسد ہی بچا تو بچیں خاک آنچون میں مری ڈال دو جھگڑا چک جائے جان کچھ دل تو نہیں سو نہ پینہ ہی تھکو ہلکو کیا بحث کہ ذکر شب دوشینہ کریں عشق سے میرے ہوئی آپ کی اتنی توقیر جان مٹی میں ہر کسی کوئی نکو دیدے</p>	<p>رات بہر لوٹتے ہیں غمزدہ انگاروں پر دل ہی آیا ہے اور آیا ہے دل آزاروں پر جس طرح صبح قیامت ہو گہنگاروں پر ست بن بکے گرنے پڑتے ہیں ہشیاروں پر دو نقاب اپنے ڈالے ہیں خساروں پر یہ نگار کہی ہے ایک وقت کے اقراروں پر دیکھتے ہم بھی ہیں کچھ رنگ خساروں پر آج گرنے میں حذر دیا حسرت دیداروں پر چھوٹے وعدوں پہ غلط آپ کو قراروں پر</p>
---	---

خط کے لینے سے وہ انکار کریں پہر قاصد میرے چہانوں کے منہ نشہ لپی کانٹوں کی شب کو یاد محی و ساقی میں لگی تہیں انگلیں موت آتی تہیں فرقت میں آیت کیسی	مدعا لکھ کے چلا آئیو دیواروں پر خار کا جھپٹہ ہے حسان مراخاروں پر برق خرمں تہا بنا شوق قلع خواروں پر درو پر در دہے آزار ہے آزاروں پر
--	--

کیا غزل شوخ کہی اپنے راقم جس میں  
اُڑتے پھرتے ہیں پرزادوں کے انکاروں پر

ہاں چشم منوں کا راد اکوئی دکھا اور تہا مے ہوں جگر میں وہ چٹے تیر قضاؤ بیتے ہو وفا دار وفا کر کے دکھاؤ ہم ترک کریں رسم وفا سے نہیں ہم سو بار چلے او چلے آئے ہمیں کیا ہے لو حسن کی خیرات میں کچھ آج ہمیں دو کچھ اپنی کہو میری سنو رام کہانی اب رو سے بچے تھے نگہ ناز نے مارا تھا حسن طلب اور بگڑنے کی تہی بات لو او ہم آغوش ہوں بس ہو چکی تکرار کہتے ہو کسی غیر سے اب ربط نہیں ہے ہے بات سرت کی جو کہتا نہیں قاصد مانا کہ وفا دار نہیں ہم تہیں سچے	ہاں دیدہ سفاک کوئی تازہ جفا اور دل داد دے جا کے کہ مان اور نگا اور کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور یہ آپ کی عادت ہے کہا اور کیا اور تم منہ کی وفا کا کرو کچھ پاس وفا اور ایک بات کے مشتاق ہیں کیا مانگیں سچ اور خاموش نہ بیٹھے رہو کر لیا حیا اور تلوار تو اچھی پڑی تھی تیر لگا اور میں نے تو کہا اور تھا مان تمنے سنا اور اب بات کو کیوں کہو تے ہو باتوں میں سچ اور اچھا تہیں سچے ہی میں نے ہی سنا اور لایا ہے خبر کوئی تمنا سے سوا اور متسا ہی وفا شیوہ نہیں نام خدا اور
--	---

تم آپ سمجھ جاؤ منت کو ہماری نالے میں اثر پہنچنے تو اپنے ہی دیکھا امید ہوئی قطع توقع نہیں باقی فرقت میں مزا آتا ہے ہم وصل ہو کر دل تھکوا دیا ہے تمہیں عزیز بنا یا	صورت کہے دیتی ہے کہیں آپ کیا اور بس آگ لگا دیتا ہے سینہ میں ہوا اور اریان مگر کہتے ہیں آخر کی دعا اور جز لطف پشیمانی آغوش ہے کیا اور ہاتون سے تمہیں کہو دیا یہ کام کیا اور
--	--

جو عشق نہوسات خدا کیلے رستم  
جز عشق خدا فی میں نہیں راہ نما اور

### ذوقافیتین

بہت کرتے تھے ملنے کی دعائیں - شادمان ہو کر کرتے دل بکرتے ہیں نگاہیں جان لیتی ہیں اسی پر جھومتے ہیں اسی پر جان دیتے ہیں غضب ثباتی ہیں عالم پر جہان کا خون کتنی ہیں مجھے جب دیکھ لیتا ہے وہ اس شوخی سے چلتا ہے وفا مٹنے جھاڑنے بہت کچھ دیکھ لی پیری دراچہ میں مزا دیکھیں کہیں بلین تو وہ منہ سے یون ہی ہوتے رہتے وہ عید ہی حسرت دہی ملین ہیں خج ہش ہے اوس دن کی خدا وہ دن کی لگا ہیں کیا کام اور کس ہمارا دل تو جھنجھٹا ہو امید میں ہی نصیب دشمنان ہوں دا محرومی	گلے آخر پڑیں اپنے جھانکین - دلستان ہو کر جگو کے پار ہوتی ہیں ادائیں - برجہاں ہو کر کہ تم کرتے رہم ہم پر جھانکین - مہربان ہو کر انگاہیں ست بن بن کھانکین - شوخیان ہو کر مرد کو سستی میں ادا کین - چمکیان ہو کر ہیں کیون فزیتی ہیں نرائین - امتحان ہو کر نسائیں گلیان و ہم ہی کھانکین - شادمان ہو کر کسی دن ہی ہمارا گھر وہائیں - مہمان ہو کر برائیں آرزوئیں اور برائیں - ناگہان ہو کر کہی خلوت میں ہو کہی کھائیں - مہربان ہو کر پیام یار ہی ہم نکات آئیں - ہر زمان ہو کر
--	---

طبیعت اوس بآئی ہے کہ جبکا دیکھنا شکل  
نماشا ہم دکھاویں گے مرادین یوں برآئی ہیں  
نذیکہیں پاسان جہکونہیں سدا زوان ہوکر  
زبانوں پر بیٹھے ہیں جلیں۔ دستان ہوکر

کسی کے اب تو ہو جائیں کسی کے در پہ جھائیں  
کسی کے دل میں مغم کھربائیں بے نشان ہوکر

### ردیف الزار

یاد میں بجو کسی روز کے انکار کے ناز  
تہا گئے سنتے ہی سنتے تری گفتار کے ناز  
تھے گراں بار ہمیں اپنے دل زار کے ناز  
وہ ہمیں تھے کہ اٹھائے ترے آزار کے ناز  
آفرین ہمت دشوار کہ دیکھی تو نے  
ایک دن آو مرے گھر میں تو یہ کہو تم بھی  
جوش کی رات بھی حسرت ہی میں گزری اپنی  
کونئی دیوانہ نہیں دل کو جو دیدے ناصح  
باندھ کر آئے دو چار گھر میں خنجر  
کبھی سایہ میں کہرا ہوں تو سرک جاتا ہے  
یہ بھی فحمت میں کھاتا ہا کہ سنیں اور بکھین

میری ہر بار کی منت ترمیم ہر بار کے ناز  
مر گئے دیکھتے ہی دیکھتے اقرار کے ناز  
ابا نہانے پڑا ایک ایک کی گفتار کے ناز  
ناز وہ ناز کہ گردن سے ہون تلوکار کے ناز  
کبھی گفتار کی شوخی کبھی زقار کے ناز  
میرے ارمان سحر اور شب تار کے ناز  
شوق مٹ گیا دیکھا کتنے تکرار کے ناز  
چہینے لیتے ہیں مگر چشم فسون کار کے ناز  
دیکھئے آپ مری ہمت دشوار کے ناز  
یاد کے کوچے میں دیکھے درو دیوار کے ناز  
باتیں دلال کی اور محرم اسرار کے ناز

ہمتو ب دل او سے دینگے جو اٹھائے راقم  
ایک صحت کی عوض لاکھ گنہگار کے ناز

دل سے نہیں ہے صاف برتنوں ہونوں  
آتی ہے بات بات سے کینہ کی بو ہونوں

<p>بس اسے سحوم یاس جگر کا لہو نہ پئی  نکین کا طرف آپ کا سارا دم رہا ہے  تہی فال بہمن کی غلط کو پکنا ہوں میں  کیونکر کروں خیال کہ تکرارِ مٹ گئی  لڑکوں کے بات ہوگا وقارِ جنونِ عشق  قاصد پہ منحصر ہے صفائی تو ہو چکی  کیسا ملاپ کون ملے گا یقین کسے  آیا نہیں ہے ملنے کا موقع ابھی یحییٰ  دل لے کے شاہدوں کی طبیعت نہ بدلی  سمتا ہوں اب وہ صاف بین باور نہیں</p>	<p>پٹکا ہی چاہتا ہے مڑہ سے لہو ہنوز  اتری نہیں گلے سے میرے مشکبو ہنوز  آوارہ پہر ہی ہے مری آرزو ہنوز  جس بات کی ہوئی نہیں ملے گفتگو ہنوز  پہونچی نہیں صلائے جنون کو بکو ہنوز  کرتی ہی جسکو آتی نہیں گفتگو ہنوز  وہ تو بہاٹے ڈھونڈتا ہے فتنہ جو ہنوز  وونون دلون میں وصل کی چڑچو ہنوز  سوسودا سے تاکتے ہیں آبرو ہنوز  باقی ہے میری اون کی بہت گفتگو ہنوز</p>
<p>راحم یہ عمر اور یہ صورت پرستیان  سرین بہری ہوئی ہے جوانی کی بو ہنوز</p>	
<p>ایک میں ہی نہیں دلدادہ آزار ہوں  طول پکڑے گی یہ انجام کو تکرار ہوں  رات دن بہر ملاقات زمین بہتر ہے  ایک دن آئے نہ یاں آپ سجا بن کر  مفت دیتے ہیں ابھی ہم دل چسرت کو  تسے ملے نہ کوئی دیکھتے لام نسرت</p>	<p>آپ ہی شوقِ ستم میں ہیں گرفتار ہوں  اونکو انکار ہو س ہے ہیں اصرار ہوں  آسمان ہی مری مانند گرفتار ہوں  ایک مدت سے دل دیدہ میں بچار ہوں  کوئی دیکھیں جو زمانہ میں حزیار ہوں  دل لگاتے نہ اٹھاتے کبھی آزار ہوں</p>



<p>ہا کے ہم نام کے یوسف نہ زلیخا تم ہو دل طلب گار ہوس جان پر شتاق ہوا وصل کی دوس سے ہے امید کہ جس کے اب خواہش وصل نہ کرتے تو زہتے محروم شوق فرقت میں بڑے وصل کا جتنا ہوا بدگمانی ہے مرے دوست ہے دشمن میرا جب نکلے نہیں دیکھا کوئی حرم طلب ناز خواہش کا عدد و عمر ہوس کا دشمن</p>	<p>جو کہی خواب میں ہو جاوین ہزار ہوں سات دنوں کے ہوئے ہم بھی گرفتار ہوں بہول کر خواب میں بھی نکلے نہ قرار ہوں مدعا کہہ کے ہوئے اب گنہ گار ہوں گھر میں رہتے تو ہے کچھ رونق بازار ہوں خواہشوں نے مری ادا کو کیا اغیار ہوں چھوڑ کر بیٹھ رہے ہم ہی سر و کار ہوں ہم میں اور یار یہی روز کی پیکار ہوں</p>
--	---

کس سے تم کرتے ہوا خمار متنار قسم  
زہر لگتی ہے جسے لذت گفتار ہوس

<p>گھر بھی اپنا ہوا خانہ دلدار کے پاس ابو بے مانگیئے عشق نے وہ حال کیا ہکو زائد تری ثوبہ کا مزا آجاتا بخت سید باکھی ہو گا مائل جاؤ گے تم اس قدر اب تو پیشہ میں مرخص عشق میں ہم وہم آتا ہے بچے رنگ نہ سیلا ہو جائے کر بھی عشق عدد و تم کو ہے ہکو رخصت</p>	<p>باتیں سنتے ہی کہی بیٹھ کے دیوار کے پاس سو نگہنے کو نہیں انگو یہی سنجو کر پاس ہائے مسجد نہوئی خانہ خمار کے پاس کوئی تو صبح کہی ہوگی شب تار کے پاس ہات میں منجھ ہے اور بیٹھ میں عطار پاس رفت بکھری نہ کہو عارض جنبہ کے پاس آج تو ایک ہے کل جاو دو چار پاس</p>
--	--

مدعا کہہ نہ سکے آج یہی ادن سے راقم  
لٹے پھرائے کہ وہ پیشہ تیرا غی کر پاس

## ردیف اشین

<p>یا دہے جگو ترار و ہند کے جانا شب عیش          آج اے مرغِ سحر غل نہ مچانا شب عیش          یار کو وصل سے انکارا دہرین بیتاب          وہ تو خود ڈھونڈتے تھے کوئی بہانہ بجا          اور سکا آنا بھی شبِ وعدہ تو کیسا آنا          رات کم شوق بہت اور وہ کا فر بد خو          وہ نہ آئیگا کسی طرح یقین ہے مجھ کو</p>	<p>اور رُو رو کے مرا تنجو سنا نا شب عیش          او سکو ہو جائیگا جانے کا بہانا شب عیش          ایک قیامت تہا مرا بات لگانا شب عیش          ہمنے کیوں چھیر دیا غم کا فانا شب عیش          تلخ باتوں سے مجھے اور ستانا شب عیش          سخت کھل ہے اوسے اپ پلانا شب عیش          ہاں کسی غیر کے دم کو سے بلانا شب عیش</p>
---	---

آج دم پیر کے لئے تگوبہنا رستم  
 • او کو منظور ہے عشرت میں لانا شب عیش

<p>صورت بے نقاب کی خواہش          مجھ کو جو شبِ شباب کی خواہش          دم نکل جانے یہ نہ ٹھکے گی          ادن کی شرم و حیا مٹا دیگی          تم نکالو ابھی نکلتی ہے          کون کرتا خوشامد ساقی          وصل کے شوق سے سوا مجھ کو          اہم نہ جانے نعیمِ جنت میں          وصل کی التجا لڑائی میں</p>	<p>آپ کرنے خراب کی خواہش          شام سے او کو خواب کی خواہش          وصل خانہ خراب کی خواہش          میری چشم پر آب کی خواہش          جان پر اضطراب کی خواہش          اگر نہوتے شراب کی خواہش          بوسہ بے حساب کی خواہش          لے چلی ہے شراب کی خواہش          تاب میں آفتاب کی خواہش</p>
--	--

گر نہ ہوتی عذاب کی شہرت	نہون کرتا ثواب کی خواہش
جان کہو دے نہ وصل کے بدلے	شوق پر اضطراب کی خواہش
کہیں دوزخ میں ڈال دینے مجھے	اوس ہلورے شراب کی خواہش

تم تو اللہ سے کرو رستم  
کرم بے حساب کی خواہش

ردیف اضداد

کرتا ہے وہی زلف گرہ گیر سے خلاص	زندان سے جسے شوق ہوز بخیر سے خلاص
لکھتا نہ کہی نامہ اعمال میں فرقت	ہوتا جو مراکاتپ تقدیر سے خلاص
کچھ اور نہو ظلم یہ شب خیر سے گزرے	بہر دل کا ہوا تالہ شبگیر سے خلاص
میں سادہ مزاجی سے پہنسا خاک سجھا	بر باد کرے گا بستے پیر سے خلاص
یہ صرف جلانے کو ہے پر ملنے کی شوخی	جو شمع کیا کرتی ہے گلگیر سے خلاص
بس جاؤ سیاح کسے پر وہ تہلری	یان زخم کا ہے ناخن تدبیر سے خلاص
تدبیر تو کی ہمنے مگر اس نہ آئی	کھل ہی گیا اوپر مری تقدیر سے خلاص
اوس چشم منون گر کلاہین نہ کہنا کیا تھا	گویا ہوا ایک ناو دل گیر سے خلاص

کیون وصل کسی کا ہو میر تہین راقم  
جب ہجر سے ہو وصل شب قیہ سے خلاص

ردیف اضداد

مانگتے ہو جو دل ہمارا قرض	تم ادا ہی کرو گے ایسا قرض
دل تہین دیکے گالیان کہاں	ہمنے ایسا سنا نہ کیا قرض

<p>جب کہین مل گئے اکیلے تم وصل کا ہمسے تھے تھا اقرار ایک ن میسر پاس پئے سے اون سے دل مانگئے تو کہتے ہیں ایک خواہش یہ سارا چلتا ہے منہ سے کہہ لا الہ الا اللہ جب تقاضے سے تم مگرتے ہو سو دین دل کے اور کچھ دیکر</p>	<p>بس اسی وزین گئے اپنا قرض اسی لالچ سے دل دیا تھا قرض بس اترتا ہے مفت سارا قرض مجھ سے آتا ہے کیا کسی کا قرض اگلا بچھلا نیا پرانا قرض ہمنے عصیان کا سب اپنا قرض دل ہی لیتے ہو کیون پرانا قرض تم اتارو یوں ہی چار قرض</p>
--	--

یار کا حق اتر گیا رستم  
رہ گیا سر پہ ایک خدا کا قرض

<p>وان رحم کا خیال ہے تقدیر کی عین مجھ جان ناتوان پہ کمان کیوں اٹھائیے ایدل دعا سے کام نہ نکلا تو صبر کر ہمکو تو شوق یہ کہ زبانی جواب لین امید وصل یار برائی سمجھتے جب فریاد ہم تو کرتے تھے شکوہ نرم ہوں تصویر اپنی دو تو تمہارے غلام ہیں اچھے بڑے کہے کی تجھے شرم ہے خدا تو وہ ہے بے نیاز کہ دیکھے برائی ان</p>	<p>یاں لب پہ عذر تک نہیں تقصیر کی عین کافی ہے ایک ادائے نگہ تیر کی عوض تدبیر آزمائیں گے تقدیر کی عوض اون کو پسند خامشی تقریر کی عوض ارمان نکلتے نالہ شبگیر کی عوض وہ اور بھی بگڑ گئے تاثیر کی عوض دل اپنا نذر کر لے ہیں تصویر کی عوض ہم مفت مارے جاتے ہیں تحریر کی عوض اوسپر کرے نوازشیں تقصیر کی عوض</p>
--	---

وان حجت قصاص ہے جرم گناہ پر  
تدبیر روزِ چنتی ہے دیوارِ آرزو  
یاں لب پر سو دلیل ہے تقدیر کی صون  
تقدیر روزِ ڈھاتی ہے تعمیر کی عوض

راحم خدا بجائے غضب مین یہ شعلہ رو  
ابرو سے کام لیتے مین شمشیر کی عوض

### روایف الطار

جب نہیں ہے میری تدبیر کو تقدیر ربط  
عرض مقصود متنا کہی برباد نہو  
کیون نہ مر جائے کوئی شوخ کی پاتین شکر  
ہلکواوس نالہ سے امید اثرِ زندگی ہے  
نامہ بر ہو کوئی لایق تو بنے کام ضرور  
ہم بُرائی مین عدو کی نہیں سچ کہتے مین  
تم تعلق کو ملا کر کہی اپنے میرے  
وہ طبیعت سے مین لاچار ہم اپنے دلے  
لوگ کہتے مین منیجا کا مداوا کیجے  
ہم وفا سے پہرے تم عہد سے اپنے لواؤ  
مجاویہ شوق کو قاتل کے گلے سے لپٹوں  
واہ وا حضرت ناصح سے ہے دریا طلبی  
مجھے ملنے مین وہ اغراض نکرتا ہرگز  
شمع کا حسن نہیں آہن افرور مگر  
کسی عقدہ کا نہو گا کہی تدبیر سے ربط  
جوشِ دل سے ہو اگر لطف کو تقریر سے ربط  
ہر سخن جس کا رہے جو ہر شمشیر سے ربط  
جس کو ہر وقت رہے بادِ گرہ گیر سے ربط  
اپنی تقریر کو نے کچھ میری تحریر سے ربط  
وہ زیادہ نہ بڑائے بے پیر سے ربط  
آنکھ سے دیکھ لو تصویر کا تصویر ربط  
سخت شکل ہو تقدیر کا تقدیر سے ربط  
زخم کہتے مین نہیں ناخن تدبیر سے ربط  
صلح کرو نہو و قصیر کو قصیر سے ربط  
ناز قاتل یہ کہے دور ہو شمشیر سے ربط  
عشق کی چارہ گری دشمن تدبیر سے ربط  
جانتا ہے کہ دعا کو نہیں تاثیر سے ربط  
شعلہ جیب تک کہ ندے شمع کو تصویر ربط

خوبرویوں میں عبث کہوئی جوانی راغم  
مرتے دم تک ہوا ایک بہت بے سیر رابط

دشمن نے یہ سنائی ہے تکوین غلط  
تم اور جلوہ طور پہ دو کس قدر غلط  
موسیٰ تو ہم نہ تھے کہ تماشائگر سکین  
تشخیص وہم میں ہی تم آگے کی طرح  
مرکز کوئی ضرور ہے بے واسطہ بین  
بے جوش قح خاطر مہمان عبث  
حسرت میں اُسکے جانے کی تہا کو شمع رز  
ہر ناز دل فریب تہا را نہ ہو فریب  
کب تک کرو گے وعدہ لیل و نہا چوٹ  
بیجا تم ہی آپ کا ہم مان لین بجا  
مانگین مراد اپنے لئے ہو نصیب غیر  
رونے کی قدر دیدہ خونبار ہو چکی  
کرتے ہیں انتظار عبث صبح و شام کا  
جب در و دل بہانہ ہے فریاد دل خرب  
اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ گیا انتظار بین

کس نے کہا کہ ملے سر رہ گزر غلط  
ہے یہ اگر درست تو میری نظر غلط  
اچھی کہی کہ حوصلہ ہر لبش غلط  
پرٹی نہ ایک بار یہی میری نظر غلط  
ایل و نہا گر دوش شمس و قمر غلط  
بے حسن شمع رونق دیوار و در غلط  
ظالم اوسے سمجھ گیا وقت سحر غلط  
میرا بیان ذوق نظر سیر غلط  
کب تک ہیگی گردش شام و سحر غلط  
اظہار رشک غیر ہمارا مگر غلط  
یاں تک ہو ہے ابودعا کا اثر غلط  
اشکون سے جب تسلسل خون جگر غلط  
وان جیسے چوٹی شام ہے ویسی سحر غلط  
تیرا ہی گریہ مرد مک چشم تر غلط  
سنگر صدائے حلقہ زنجیر در غلط

راغم پسند اہل سخن ہوگی کیا غزل  
مضمون شعر مست سخن بے رابط

جانتے تھے ہمیں فریاد کی تاثیر غلط  
 شکوہ کرنا ہے عبت شکوہ سے ہونا کیا ہے  
 غصہ ہو جائے بگڑ جائے وہ خط پہنیکے  
 خواہشیں کرتے ہیں اور آپ کئے تھے میں  
 یاس و حزان کی یہ صورت ہے تقدیر کا رنگ  
 آپ چاہیں تو ابھی ہوتی ہے تدبیر و رت  
 متسے لیلیٰ نہ ہوئی ورنہ دکھادیتے ہم  
 وان تمنا کی صنون سازی اغیا صحیح  
 شکوہ غیر نہ جو جسم میرا عذر خطا  
 تاکو اختیار کو قسمت سے نشانہ ہم ہوں  
 ہم جسے دیکھ رہے ہیں یہ وہ شاہی ہمیں  
 کچھ فریب اس پہ چلا اور نہ جاؤ داو سپر

خوب دیکھا اثر نالا شبگیر غلط  
 وہ ہر ایک بات چپ کہتے ہیں تقریر غلط  
 بخود ہی میں کوئی لکھدی نہ ہو تحریر غلط  
 روز کہہ کہہ کے عبت بات کی تو قیر غلط  
 خواب میں کام بنے اور ہو تعبیر غلط  
 آج ہو جاتی ہے سید ہی میری تقدیر غلط  
 ابر و قیس کی اور عشق کی تو قیر غلط  
 یان تقاضائے ملاقات کی تقریر غلط  
 جرم تقصیر بنے غیر کی تقصیر غلط  
 قدر انداز ہی متسا ہو چپے تیر غلط  
 ہے فطرت میں کسی ہم جنس کی تصویر غلط  
 جذبہ دل کی مگر دیکھ لی تاثیر غلط

خاک بھی ہو کے یہ دل کام نہ آیا راقم  
 ہو گیا خوب یقین شہرہ اکسیر غلط

### ردیف الطاء

تمہارے مات میں ہے اور اختیار میں حظ  
 بہرے ہوئے میں یہاں چشم انتظار میں حظ  
 نشاط دل میں ہوا و شوق بیشمار میں حظ  
 کہ اضطراب میں لذت ہو انتظار میں حظ

تمہیں بڑا وگے کچھ دل کی اضطراب میں حظ  
 کسی کو ہو گا تماشائے روزگار میں حظ  
 بلائیں جب انہیں نسکین اضطراب میں کچھ  
 ملو ملو نہ ملو وعدہ تم کئے جاؤ

<p>امید جب نہ رہی آرزوئے دل کی سود          بین ادن کی بے خبر آنے سے ایسا محو ہوا          کوئی بتائے کیا عاشقی میں کس نے پسند          تمام عمر گزاری ہے خضر کی مانند          ملا تھا دل تو میرا نالہ ہی رسا ہوتا          وہ وعدہ کرتے ہیں ایسا وفا کا نام نہو          نہیں میں قہیں کہ آجائے وعدہ سن سگر          کبھی بلائے دشمن کو دیکھئے کچھ لطف          و فور گر یہ ہے وعدہ کی رتہ شکل ہے</p>	<p>تلاش یار میں کچھ حظ نہ فکر یار میں حظ          غبار آئینہ تھا چشم شرمسار میں حظ          غم دراز و قمنائے بے شمار میں حظ          نہ چین دشت میں پایا نہ کوہسار میں حظ          حصول نالہ نہیں چشم اشکیار میں حظ          کسی کے دل میں نہ جگایا دگلار میں حظ          بغیر وصل مری جان بے قرار میں حظ          کبھی اٹھائے میرا سا انتظار میں حظ          رہے رہے رہے چشم انتظار میں حظ</p>
---	---

ہمارا لطف سے گزرا نہ ایک دن راقم  
 کہا کرے کوئی پایا ہے روزگار میں حظ

<p>ہائے قسمت نہوا وصل میں ہی دو لحاظ          یوں تجلی کو کبھی دیکھ نہ سکتے موسے          حد سے جب شرم بڑھی انکی تو پہرہ شب          چاند کو دیکھ لوں کچھ دل کی تسلی ہو جا          شرم سے شرم ہے تکلین سے زانی تکلین          بے جہانہ ملو شرم و حیا دور کرو          شوق دل میں پہرہ او کی حیا منع وصل          دل میں جیتی ہے مرے یار کی مستانہ ادا</p>	<p>شرم باتوں میں ہی آنکھ میں ستور لحاظ          حق کو منظور تھا حضرت کا سیر لحاظ          بس اٹھانا ہی پڑا ہکو ہی مجبور لحاظ          میرا اتنا تو کیا کر شپ و مجبور لحاظ          جیسے شہور میں وہ ویسا ہی شہور لحاظ          ورنہ رکھے گا تہین عیش سے معذور لحاظ          ہم پسے جاتے ہیں بس دیکھ کے مجبور لحاظ          جان لینا ہے نگاہوں کا وہ منحور لحاظ</p>
--	--



کہہ گیا جوش میں شہ سے نہوئی جان عزیز  
خاک میں بکولائے گی جنوشی تیری .  
کر گیا دار پہ بس بات کا منصوبہ لحاظ  
تنکے چنوائے گا ہکو ترا معذور لحاظ

بات اوس سے کرین راہم کوئی سب سے بڑے  
اوسکا شیوہ ہے حیا اوسکا ہر دستور لحاظ

### روایتِ عین

ہوتا نہیں ہے گریہ کبھی سازگار شمع  
بدنام جل کے ہو گئی آتش عذار شمع  
سوئی ہے آج شام سے جو زار زار شمع  
اچھی گزر رہی ہے تری عمر ستار شمع  
بہو لے نہ میرا گہر وہ کہیں تیرہ رات میں  
جلنا یہ رات دن کا چھپے ہے اگر نصیب  
میں تو فراق یا رمین گھلتا ہوں آدن  
کیا خوش گزرتی ہے شبِ غم انتظار میں  
گوئی نہ بن کہ دل کو نہیں تاب انتظار  
کس کس کے غم میں حال کریگی تباہ تو  
اپنی شب وصال تیا شا سبن گئی  
کھٹکا کسی کے پانون کا سنا ہوں چہ  
کل ہی تمام رات یوں ہی انتظار میں  
گہر کو تو رشک طور بنا دے مرے یدم  
جبتک کہ درد سے نہو دل ہی فگار شمع  
معشوق ہو کے کہو دیا اپنا وقار شمع  
میری طرح ہے درد سے کچھ بے قرار شمع  
فکرِ جہان بچے نہ غم روزگار شمع  
رکھ دو کوئی جلا کے سر رہ گزار شمع  
رونا بچے ہی روز کا ہو سازگار شمع  
تو کس کے دردِ مجھ میں ہے اشکبار شمع  
میں ہوں زبان ہے اور میری غسار شمع  
دم گھٹ چلا ہے یا کو اب تو پکار شمع  
پروانے لاکھ تھپتھپے تو ہونگے نثار شمع  
عکسِ جمال یا رہتا گہر میں ہزار شمع  
اٹھتا ہوں لیکے مات میں بے اختیار شمع  
جلتی رہی امید میں امید وار شمع  
وعدہ کی شب ہے آج جلا کے دہزار شمع

راحم کوئی راز نہ رہیگا جہان میں  
ایک یہ رہے گی کہاکے غم روزگار شمع

### رولیف الغین

دست جنون بڑا تو گریبان نہیں دریغ	دشت ہوئی تو صحن بیابان نہیں دریغ
اتنا ہی پاس خاطر ہماں نہیں دریغ	میرے سوال شوق پہ دان ان نہیں دریغ
الف کا قدردان گریبان نہیں دریغ	انسان جہان میں لاکھ میں ایک پیہی
امید و آرزو کی ہی سامان نہیں دریغ	دیوانگی نے دلوں کو دل مٹا دیا
دل بوئے غیر سے ہی پریشان نہیں دریغ	تم اور بوئے غیر گوارا نہیں جو حیف
حاصل سوائے حاصل حرام نہیں دریغ	بیٹھے تھے ایک امید پہ سامان کچھ ہوئے
مجبور دیکھتے ہیں کہ دامن نہیں دریغ	آنکھوں کے سامنے لٹی نقد شباب یار
خود ہو کے فحل بھی پشیمان نہیں دریغ	اقرار وصل غیر کا کرتے ہیں اور پہر
جس کو خیال ملت وایان نہیں دریغ	اپنا مدار کار ہے ایسے کے مات میں

ہاتون سے او سکو کہو دیا راحم سکھائے نا

قابو میں اپنے آج وہ نادان نہیں دریغ

جائیگی تیرے سات مری آبر و دماغ	کرتا ہے بوئے زلف کی کیوں آرزو دماغ
خوبان تہذیب سے کرے اور تو دماغ	اللہ سے ترا دل پر آرزو دماغ
لیکن نہیں پسند کہ دیکھے رفو دماغ	دامن پٹا بلا سے گریبان ہی چاک ہو
سننے کو کس کا لاؤں تری گفتگو دماغ	ناحق ستار ہے مجھے ناصح شفیق
بیزار جس کا سونگہ کے ہو گل کی بو دماغ	حیران ہوں بوئے غیر گوارا ہو ہی آوے

<p>دل سرور کجی بن تری سر و مہریان اجزائے نظارہ کے نظارہ ہی گیا بہر ڈھونڈتا ہے صحبت بزم وصال دل میرے سکھائے ناز بہون بھیر خدائی شان شانوں پہ ہو پڑی ہوئی اور عطر بنی اتنا نہ جھج گل کی جدائی میں غدلیب پینے کو کچھ ملے نہ ملے سانے ہے شکر نوید وصل کی پہولا ہون استقدر</p>	<p>ایک پاس لگ گیا ہے مرے چارہ جو دماغ پہلو میں خون دل ہوا سر میں لہو دماغ بہر جا ہوتا ہے دور بے مشکبہ دماغ میرے ہی آگے غمزدہ مرے روبرو دماغ وہ چاہتا ہے کا کل مر غولہ مو دماغ ہلتا ہے میرا سن کے نوائے گلو دماغ لیتا تمام رات رہے مئی کی بو دماغ پہونچا ہے آسمان پر مرا چارہ جو دماغ</p>
---	--

مانا مٹا دیا بہین رستم زمانہ نے  
لیکن وہی مزار ہے اور عیش جو دماغ

### ردیف الفاء

<p>آنا جانا چکا اوس آفت جان کی طرف ہو گئی ساری خدائی گبر نادان کی طرف کیون بڑا دست جنون خیرے گریبا کی طرف چوڑے نازش خرامی اونٹے اور سیر چین وہ تو ساغر غیر کو دیتے تھے یان بخت جگر آج جو نالہ کھچا دل سے پریشان ہی کچا کل گریبان ہی چکے تھے آج دامن پہ گیا اوسکے بند ہم نہیں کیا وہ نہیں چندہ نواز</p>	<p>بوا لہوس جانے لگے جب سب پان کی طرف کوئی تو بولو خدا لگتی مسلمان کی طرف بڑھ گیا ہوتا کسی ظالم کی دامن کی طرف سن لیا تھا جگو بہتر ہے گلستان کی طرف رنگے اڑا کر کے جاتے تھے نکدا انکی طرف یکہ خیال ایسا بند مازلف پریشان کی طرف ہے نظر وحشت کی شاید بیم عریان کی طرف کیا ندیکے گا ماری شرم عصیا کی طرف</p>
--	--

مین بہترین دیکھو گا تم اپنے گریبان کی طرف  
جو شکست ڈل کی ہے آواز حرا کی طرف  
رشتک پیدا ہے ایسی سے دلیں صفا کی طرف  
چاک کے پہلے ہی پہلے بات دامن کی طرف  
انگلیاں اٹھنے لگیں خلقت کی عریا کی طرف  
دہیچے دیکھا کئے مین شرم شرگان کی طرف  
ہنس رہے دیکھ کر مجھل پڑا کی طرف  
دیکھتے مین ہم تمہاری چشم حیران کی طرف  
تم تو واعظ و بیان کہو درس قرآن کی طرف  
یاد آتا ہے بکھرنا اون کا دامن کی طرف

ایک تماشا حشر مین ہو گا کہ مین مین اور تم  
میری آواز حیران کو بھی فغان کہتے ہیں گ  
جاننا ہوں جسکی ہم صورت ملے گی جگہ حور  
مین تو سمجھا ہی نہیں چیب گریبان کو ہونہ  
استہائے عاشقی ہے سنگ سوائی ہونہ  
وصل مین ہی کچھ عجیب حیرت ہی ہونہ  
کچھ تو ہے تازہ مسرت نامہ برکتا نہیں  
کچھ تو خوش ہے ہتھار پاس ہم آتے مین وز  
کفر و ایمان کچھ کیسے طے ہوئے مین اور ہونہ  
انکہہ مین پہتا ہے قامت اور کوئی گیسو کھلے

ابلیس مین سخت راجم اور نازک نوک خار  
پانوسے ٹوٹیں گے جاتے ہو بیابان کی طرف

لاکھوں خیال مین دل بجار کی طرف  
گردن جھکی ہی جاتی ہے تلوار کی طرف  
ہوتی ہے مہر تازہ گرفتار کی طرف  
الزام کون رکھتا ہے میخوار کی طرف  
منہ پیریشنا ترا دیوار کی طرف  
بیگان سے پہلے آگیا سو فار کی طرف  
دیکھیں وہ کیوں مرے دل بجار کی طرف

جاتے مین ایک شوق مین ہم یار کی طرف  
کیسا لگاؤ دل کو ہے آزار کی طرف  
کیا اعتبار الفت صیاد و خدایب  
مستانہ بخودی مین چلے آؤ ایک دن  
مرا ہوں اس ادا پہ کہ ہنگام گفتگو  
الحدک شوق حسرت بے اختیار دل  
منظوری نہیں اُنہی تقلید چارہ گر

اللہ کے شوق مرگ کہ مرتے ہیں اور پھر نکلنا نہ ہو کہیں وہی غارت گر جہان ہم کو بھی دیکھنا ہے تماشا جفا کا آج ہے ناز شاہدانہ گل نو دیکھ کا	جاتے ہیں سو خوشی سے ستم گار کی طرف غل سانسائی دیتا ہے بازار کی طرف ہو جائے آسمان ہی جفا کار کی طرف بیل کے نالہ ہائے شکر بار کی طرف
---	---

داد سخن نہیں ہے تو راقم خدا گواہ  
کیا جی لگے نگار شش اشعار کی طرف

### روایف القاف

سہتا ہے رنگے رنگ سے سینہ میں رعب و عشق خاطر پہ میری بار ہے اب ترک و تار عشق دل پر پی رہی غلش جان گداز عشق بڑھتی رہی بلا سے جراحت میں نازگی آتا چلا ہے راہ پہ وہ مایہ عشق و ر جب درد بڑھ گیا تو ہوا ساز گل دل برسون ہی بار منت و زبان اٹھاپ چکے وہ دل نہیں کہ کوئی رکھے آرزو و صل دشوار ہے معاملہ شکل ہے فیصلہ ہر شام شام یاس ہے ہر صبح نا امید عابد کو مسجد میں بین برہن کو بنگرے مٹ جائیگا کہی نہ کہی تفرقہ ضرور	نالہ کہی فغان ہے کہی دل گداز عشق دل پر گراں ہے شوخی ستانہ ناز عشق بہاتی ہے ہمو طرز ستم ہائے ناز عشق ہوتے ہیں گے شاد مے چارہ ساز عشق سننے لگا ہے قصہ سوز و گداز عشق جب نالہ کچ گیا تو بنا کار ساز عشق برسون ہی در پہ کہہ چکے فرق نیا عشق کس کے ہے پاس خضر سی عمر دراز عشق اون کو عز و حر سے اور ہمو ناز عشق کشتی ہے اس نشاط سے عمر دراز عشق ہمنے الگ بنائی ہے جائے ناز عشق وہ بے نیاز عشق ہے ہم پاک باز عشق
--	---

دل میں کسی کے بن کے ہین مثل آرزو	ایسی دوایتائے کوئی دلنوا از عشق
سر کو لہو لگا کے شہیدوں میں ملگیا	دیوانہ کو ہن ہی ہوا سوز از عشق
جگو سمجھ کے غیر گلے سے لگایا	مستی کے جوش میں نرما امتیاز عشق

بچے تھے ہم عدم ہی میں رستم خدا کو  
آیا کہی خیال نہ خواب دراز عشق

### رویف الکاف

روین فتمت کو ہم خدا کب تک	شکوہ بخت نارسا کب تک
اے جفا گریس اب جفا کب تک	ہم رہیں صبر آزا کب تک
روز کا ناز اٹھ سکے کس سے	کوئی دیکھا کرے ادا کب تک
زلف و کا کل سے دل لگی کسی	سانپ سے دل کھیلنا کب تک
شوق بے حد میں صبر کتنی دیر	عزم میں دل از پی صبا کب تک
کم کرو دل ستانیان اپنی	دم الجھنے لگا جفا کب تک
کر چکے دل فریبیان حید	ناز کی آتش انتہا کب تک
تہنگ گئے ہاتھ تین کر لین	گہٹ گیا دم بس التجا کب تک
تم بھی وعدہ کیا کرو دن ات	میں بھی پوچھا کروں فنا کب تک
حسن دور روزہ ہے سمجھ جاؤ	گرمی حسن خود دعا کب تک
مستی چشم بار آفت سے	جان کوئی بچار لگا کب تک
اوس کے وعدہ کی انتہا جز حد	عمر اپنی کرے وفا کب تک
یار بیگانہ وار ملت ہے	دل رہے الفت اٹھنا کب تک

کس کا ڈر کیسا خوف کہہ ہی دو  
راحم اب ضبط بدعا کب تک

وعدہ تو کیا آئے وہ کیونکر سیر گہر تک دوڑائیں گے کچھ ہم بھی نظر شمس و قمر تک یاں دن بھی وہ ہم بحر کا جہد کی نہیں شام کچھ یار نہیں وصل میں برہم زن جہنم شرت فریاد ہے کیا اوس کی ہنوجس کو رسانی تاثر و عاؤن میں ہی یہ تو مسلم کچھ رنگ تو لائی مری خونابہ فشانہ ہم ڈاک بٹھا دین گے شب و عدہ نظر کی دزدیدہ نظریا کی ایک برق تہی گویا	دیکھی ہی نہیں اوس نے کبھی راہ گزرتک کچھ تم بھی اتر آؤ ذرا لطف سرتک اور شام بھی وہ شام نہیں جی کی سحر تک بہین اور میرے دشمن جان مرغ سحر تک کیا خاک دعا اوس کی نہیں حسین اثر تک گر عمر وفا بھی کرے ہنگام اثر تک یہ بچے جو کوئی لخت جگر دیدہ تر تک انکھوں پہ بٹھا کر انہیں بے آئین گہر تک بس پہونک دے پارہ لخت جگر تک
---	--

وہ اٹے نہ اٹے تجھے کیا بحث ہے قہر تم  
دل منتظر دوست رہے وقت سحر تک

رویف الکاف

رہتا ہے آج کل دل مضطرب الگ الگ پہیرا کیا وہ خلق پنجب الگ الگ سینہ کے سات سات جگر ہی ہوا دغیم کس کی ہے بات بات میں آزار دیکھ لو پوچھا تھے وہ حال دل بے قرار کا	تاکا ہے اسے کوئی سمن برا الگ الگ جو ما کیا میں دست شکر الگ الگ خنجر کے زخم پر کھلے جو ہر الگ الگ کام و زبان پر کہے میں شتر الگ الگ کہو لا کیا میں نسکوہ کا دفتر الگ الگ
---	---

اولن کو کہاں دماغ کہ مجھے کریں وہ بات  
بولیں کہی تو یہ کہیں ہنس کر الگ الگ  
میری دفاتہاری جفا حشر میں کہلے  
اظہارے جو داوڑ حشر الگ الگ

راحم وہ دل نہیں کہ اُٹھائے تمام عمر  
ریخ فراق و غمزدہ دل بر الگ الگ

<p>آج مانا یگانہ بین ہم لوگ دہر میں ایک فسانہ بین ہم لوگ ایسے عالم میں جیتے ہیں گویا شہ جہانی کندر ہیں سمجھو یادگاروں کے یادگار ہیں ہم ذوق و مومن کے دیکھنے والے عارف و سالک اور سیر کا واقع و حالی کے ملنے والوں میں نور عین جناب غالب ہیں جن یگانوں میں ہم تھے بگلا تر زبانی زبان کے کہتے ہیں ہم زبان سے زبان ہم سے ہے ہے شہادت کو پوستان خیال جانتے ہونگے جانتے والے جیتے ہیں جیتے کی متنا میں</p>	<p>دست برد زمانہ بین ہم لوگ زندگی کا بہانہ بین ہم لوگ ایک خواب شبانہ بین ہم لوگ ایک گزرا زمانہ بین ہم لوگ آج اون میں فسانہ بین ہم لوگ بلبل خوش ترانہ بین ہم لوگ دیکھے بیٹھے زمانہ بین ہم لوگ شہرت خانہ خانہ بین ہم لوگ نسل میں جنس رواں بین ہم لوگ آج اون میں یگانہ بین ہم لوگ ریختہ کے خزانہ بین ہم لوگ ہر زبان پر فسانہ بین ہم لوگ شوخیوں میں یگانہ بین ہم لوگ انتخاب زمانہ بین ہم لوگ زندگی کا بہانہ بین ہم لوگ</p>
---	--



<p>نقش دیوار خانہ میں ہم لوگ آج کل میں روانہ ہیں ہم لوگ جب نہ ہم سارا نہ ہیں ہم لوگ</p>	<p>مثل تصویر قالب بے جان اور کچھ دن جہان میں جان ہیں بعد مردن ہماری ہوگی قدر</p>
<p>عمر اپنی گزر چکی رسم اب اجل کا نشانہ ہیں ہم لوگ</p>	
<p>ردیف اللام</p>	
<p>تیرے سننے کے میں مشتاق سخنور بلبل ہاں دکھا سکر برستے ہوئے گوہر بلبل کہیں نشتر ہو جگر میں کہیں خنجر بلبل آگ پانی میں لگا دیتے ہیں کیونکر بلبل ناز و شوخی میں ہو تکرار زبان پر بلبل ایک تو جلوہ گل ہے تجھے دن بہر بلبل بے زبان یار ہوا تجھ کو میسر بلبل تجھ کو آجائے مزا مرتے ہیں کیونکر بلبل جس میں اچھے ہوں ہزاروں دل مضطرب بلبل درد دل میں نہ ترے زخم جگر پر بلبل میری فرقت کا کہی کہو لیو و قمر بلبل تیری تقلید کیا کرتا ہے کثر بلبل بس چلے جا میرے مارے کے اثر پر بلبل</p>	<p>بزم میں آئیو تو آج معشر بلبل ہاں سنا دے کوئی گلبانگ نو اگر بلبل کہو وہ نغمہ دل ریش سخنور بلبل دیکھ لین شعلہ زبانی تری کثر بلبل لب سے گفتار ہم آغوش ہو گفتار سے لب ایک میں ہوں کہ نہیں یار کا دیدار نصیب ہم نے دیکھا ہی نہیں تھا مقدر والا ہجر میں غم سے تر پتے کہی دیکھے جگو تو نے دیکھے نہیں کہہ رہے ہو گیسو کوئی ہجر کا ذالیقہ تجھ کو نہ ستم کی لذت سنار تھا ہے نوا دل سے تری عہد جو دل کہی شکوہ سرائی پڑا کرتا ہے یار کا ہنسیک ہتھ ہے میرے خط کو لیکر</p>

رنگ آتا ہے مجھے دیکھ کے جل جا تا ہوں | جب میں پاتا ہوں بچے گل کی برابر بلبل

رنگ ایسا نہو کوئی غزل میں مستم  
مر جا کہہ اپنے اور تیرے سن کر بلبل

رسوا کیا خراب کیا جست جو میں دل | راقم نہ ڈالنا کبھی تم گفت گو میں دل  
یہ تفرقہ مٹانے کے گامت ام عمر | دل مانگتے ہو مجھے خبر لو جو اس سر کی  
کیا شرم ایسی آنکھ کی جس میں ہوں ہوں  
مارا رہا سہا نفس شعلہ تاب نے  
کیا اس کی زندگی جو رہے بے نصیبش  
دیوانہ بن رہا ہے ہوسن پیشہ لاج کل  
غم ایسا بچو دی نے کیا انتظار کے  
سامان بزم عیش کو اب تو ترس گئے  
مر ہوں کر کہا ہے معان کا شراب نے  
میں محو انتظار ہوں دل سوراہ گزار  
کس شوق میں گئے تھے کرین گفتگو چل  
ہر گفتگو میں آپ کا کہنا وہ تو مجھے

بر باد ہم لئے آپ کیا آرزو میں دل | آجائے گا فریب بت کینہ خو میں دل  
سیر کسی میں دل ہے کسی کا عدو میں دل  
دیکھ گلی میں اپنی وہیں چارو میں دل  
کیا قدر ایسے دل کی نہوتر ہوں میں دل  
تا لون کے سات رکھنے لگا ہر گلو میں دل  
ساقی میں جان پڑی ہو کلو دشر ہوں میں دل  
دن رات محو رہتا ہے اُٹھ نہ رو میں دل  
دل کی مجھے تلاش مری جستجو میں دل  
آنکھ میں پڑی ہیں ساقی میں جام بدو میں دل  
رگ رگ میں شوق نے نہ ہے محو مشکبویں دل  
جس آرزو میں میں ہوں اسی آرزو میں دل  
دے لئے نذر سحر بان گفتگو میں دل  
مرا ہوں اس نشاط میں بیتا ہو تو میں دل

وان ذوق پہ کیا سیئے اعدا ہے راندن  
راقم خراب کرتے ہو کیوں آرزو میں دل

ایسے انداز سے کچھ مجھے بسمل قاتل آج ہونیچہ کند ہے یہ حسائل قاتل وصل کی رات بنے ہیں مرے دشمن کیسے دیکھنا ہے دل و دلبر میں تماش کیا ہو حسرت مرگ دم فوج تر پنا موقوف قتل ہنگامہ میں اپنا جھپٹے منظر ہین فوج کرنے کی خوشی ہے تو لپٹ سینہ سے جان دو بر ہے کسی موت گوارا کسو قدر ہوتی پتھر مرنے کی اگر میری طرح آج موجود نہیں تیس دکھاتا او سکو	دل میں باقی نر ہے آرزو دل قاتل آج ہکو بھی ترا دیکھنا ہے دل قاتل نالہ مرغ سحر شور عین دل قاتل اگے قاتل ہے دل دل کے مقابل قاتل کہ سر سیمہ نہو دیکھہ کے بسمل قاتل ناز کی سے ہوش مندہ محفل قاتل نکلے ارمان یہی کچھ جان کے شامل قاتل تجسس بے مہر سے ہو وصل کاسائل قاتل تو ہی ہوتا کسی صورت پہ جو مائل قاتل کون بیٹھا ہے پس پردہ محفل قاتل
--	---

مروے مرتے اوسے آغوش میں لے لین اکبار  
کاش رستم دم بکیر ہو غافل قاتل

ردیف المیم

کیا اچھے ہو گئے چارہ گردن کی دوا ہم خنجر سے دل بچائیں نہ گردن جھاسے ہم تم خوش اگر جھاسے ہو راضی جھاسے ہم جو کچھ نہو نا تھا وہ یہاں ہم پہ ہولیا شرم آتی ہے کہ مانگیں دعا وصل یار کی کچھ اور فحش میں ہو تو ستا ہے ہین کئی	پورا مرض یہی کہ نہ سکین گے حیا سے ہم کیجے ستم نہ پہیر نیگے منہ کو فاسے ہم مانگیں گے خون یہاں کہیں گے خدا سے ہم بے فکر میں سیاست روز جزا سے ہم بے شرم التجا کرین کیونکر خدا سے ہم پہر کام لین گے نالہ شورش فرنا سے ہم
--	---

<p>شاید اسی طرح سے رضا مند یا رہو          دو لون ہی تنگ آئے رہ درم عشق سے          گزرا نہ ایسا روز سرد و نشاط میں          ہم بھی کسی کے دل کو جلاتے اسی طرح          لاکھوں شکایتیں میں ہزاروں جین جین          ہم تھے جب ملیں گے قسم کہا کے تم کہو</p>	<p>اوس کو کہانی غم کی سنائیں بلا سے ہم          مایوس وہ جہاں سے ہین عاجز و فاسے ہم          وہ ہم سے دل لگی کرین ادبکی ادا سے ہم          مجبور ہین رسائی آہ رسا سے ہم          کیا کیا کہیں گے وصل کی شب فتنہ زبا سے ہم          تم سے اگر پہرین تو پہرین گے خدا سے ہم</p>
--	--

را قسم نصیب غیر مراوین ہوئیں تمام  
 اب دل سے مدعا گیا اور مدعا سے ہم

<p>ایسے ڈسک ہین شوئے جاد و ادا سے ہم          کیا مل کے فیض پائیں گے اوس جو تھا ہم          وہ زندگی کہاں جو بسر ہو فراق میں          ناخن بڑھے ہوئے ہین اگر چارہ گر ہین          اول سے نہ کرنے تھے ہین شکوہ فراق کے          کیون ہکو کوئی پوچھے تعلق ہین بے          اب کیا رہا جو تم سے تمنا کوئی رکھین          مرنے کے بعد آؤ گے تم یہ خبر نہ تھی          قاصد سے ہکو شک ہوا قاصد کا کام          خشت ہین شمس کی جھانک یا رکا          تعریف یا کرتے ہین کس کس خبر سے</p>	<p>بچتے ہین اوس کے سایہ سے چھپتے ہو اسے ہم          واقف ہین طرز شوئے نا آشنا سے ہم          غم سے اگر بچے نہ بچیں گے قضا سے ہم          کر لیں گے اچھے رنج جگر اس و داسے ہم          ناخوش وہ التجا سے ہوئے مدعا سے ہم          اچھ ہین یا بڑے ہین کسی کی بلا سے ہم          بیزار ہم سے تم ہو تمہاری جفا سے ہم          کر لیتے ایک روز کا وعدہ قضا سے ہم          لیں گے نسیم صبح سے باد صبا سے ہم          گیسو سے پائے فیض صبا اور صبا سے ہم          لے لے کے لے اپنے لب مدعا سے ہم</p>
--	---

اب کرتے کرتے رشک پہا رشک برک رشک	دل میں غبار رکھتے ہیں باد صبا سے ہم
بیجا ہنہیں ہیں شاہدوں کی دل ستانیاں	آزاد کرتے ہیں گلہ نارا واسے ہم

راحم نہیں پہنچتے رہے ان شاہد نہیں بار	پچھے رہے کز جگ گئے اول کی ہوا سے ہم
---------------------------------------	-------------------------------------

لطف سے رہتے ہیں آزاد گئے یار میں ہم	کہی جگل میں ہیں پہرتے کہی ہمار میں ہم
لیکے جاتے ہیں عرض انجمن یار میں ہم	محو ہو جاتے ہیں خود شوخی گفتار میں ہم
بیٹھے ہیں آرزو لے وصل صنوں کار میں ہم	کس تمنائیں ہیں کس خواہش بیکار میں ہم
قیس ہمدرد نہیں درد کا سننے والا	عم غلط کرتے ہیں کو ہسٹا کو ہسٹا میں ہم
وان تو اقرار بہر وسے کا نہ پچان مضبوط	عمر کہوتے ہیں عبث آرزو یار میں ہم
گہرے تجا نہ ہنہیں پوچھنے آئیں جوتہیں	کوئی مطلب ہے جو روز تھے میں یار میں ہم
ذالiquہ وصل کا آتا ہے ہمارے واللہ	سننے ہیں لہجی گفتار جو تکرار میں ہم

اپنی امید برائی نہ برائے رہتے ہم	یوں ہی مرجائینگے آخر غم دلدار میں ہم
----------------------------------	--------------------------------------

لذتیں پاتے ہیں کیا ہجر کے آزار میں ہم	گہر میں رہتی ہے شب تار شب تار میں ہم
رشک سے ہی تو ہے سات ہمت کا دم کے	دو دین بن کے چراغ شب اغیار میں ہم
مائے ناکامی تقدیر نزدیک اوہ دن	اپنے گہر یار رہے انجمن یار میں ہم
ایک دم میں کہ اپنے جلوہ خسار نصیب	ایک دم میں کہ ہیں حسرت دیدار میں ہم
وصل میں ہی رہی تکرار کش باہم	شرم و تکین میں وہ منت ہر بار میں ہم
کام آجائے وفا گریہ کا حاصل یہ ہے	دوب جانیں جو کہی گریہ خونبار میں ہم

<p>خاکساری کا بھی ارمان نہ نکلا اپنا مر گئے پر بھی رہا تفرقہ باقی افسوس وہم ہے یار کو وہ سینہ لپٹے کیونکر خانہ یار کی روزن جو کھلے دیکھتے ہیں وہ ہونٹا ہے دل مشتاق و لطف صحبت شوق کی حد نہیں اور وصل کی شب تھوڑی ہے یار کا جلوہ دیدار میں ہو ضرور</p>	<p>خاک ہو کر نہیں پامائے رفتار میں ہم یار میں دل ہے پڑا و ادھی پر خار میں ہم درد و غم رکھتے ہیں اس سینہ افکار میں ہم پنہ رکھتے ہیں ہر روزن یواریں ہم یار پہلو میں ہے پہلو مجھ و لدا میں ہم حوصلہ پاتے نہیں ہمت دشواریں ہم اگر سما جائیں کہی دیدہ اغیار میں ہم</p>
<p>جان پر اور بھی نجائی ہے رستم شوق میں جلتے ہیں جیہٹ لدا میں ہم</p>	
<p>حوب ملنے کو گئے قائل سے ہم کاش ہوتے جاوہ تر مل سے ہم دل لگا کر یہ ہوا انجاس عشق آفرین فرما دلا یا جوئے شیر وہ اے محرومی کو ملنے یار سے کب اجل فرقت میں آئے دیکھئے کب ڈوبو یا سخت نے گرداب میں پاس بان کو اپنے دیکھو اور ہمیں روز کا جگر اگب اچھا ہوا ہم تو اکثر محفلوں سے نکلے ہیں</p>	<p>ایک جگر ابا ندہ لائے دل سے ہم ملنے رہتے سایہ محل سے ہم ہم سے دل بیزار ہے اور دل سے ہم جینج اسٹھے سعی بے حاصل سے ہم خواب میں یہی جاتے ہیں مشکل سے ہم تھک گئے اندیشہ باطل سے ہم رہ گئے دو بات جب ساحل سے ہم اتجا کرتے ہیں کس جاہل سے ہم ہم سے دل رخصت ہوا اور دل سے ہم کیا ہوا نکلے جو اس محفل سے ہم</p>

گر ہی شاہد پرستی ہے تو بس گہل گئے ایسے تلاش یار میں	ہات دہو بیٹھے ایک دن دل سے ہم ہو گئے ایک جزو بے حاصل سے ہم
--	---

یٹھ جائیں ایسے رستم ضفست پہڑا ہین یار کی محفل سے ہم	
--	--

آفت میں آگئے ہیں عیث دل لگا کے ہم قربان ہزار بار ہوں شرم و حیا کے ہم پہر آرزو میں وصل کی ہیں فتنہ را کے ہم اللہ درے طرز شوخی اقرار کہتے ہیں ایک برق تہی کر دل پر گری کام کر گئی شکوہ ہوا زبان سے نہ اظہار مدعا آخر کو دل دے ہی بنی کچھ نہو سکا ہکو دیا ہے عشق اد سے ہر دے خدا کہو بیٹھے اپنے بات سے او کو خدا گواہ چوڑی جبا بھی اوس نے کہیں بس لیا تہا یہ کیا بخود نے عشق ہے تدبیر وصل کے	سنے ہیں بار بار تقاضے قضا کے ہم وہ دل نہیں کہ ناز اٹھائیں ادا کے ہم پہر مدعی بنی ہے قضا اور قضا کے ہم فرصت ملی تو اتنی گے ہندی لگا کے ہم گروے تھے سایہ سے نگہ سر رسا کے ہم کچھ ایسے محو ہو گئے پہلو میں جا کے ہم پچھتائے شکوہ بچ زبان کو بلا کے ہم اتنا تو ہو کہ دل میں ہیں گہر نیا کے ہم تکمین و دلفریبی و شوخی سکھا کے ہم رہتے ہیں زخم تیر کو دل سے لگا کے ہم دربان سے ارکے پوچھتے ہیں دوزجا کے ہم
---	--

راحم خوش الضیب اگر وصل یار ہو کیا کیا نکالیں جسرت دل لگا کے ہم	
---	--

کیا کیا ادا داسے جفا کر رہے ہو تم بجلی گر رہے ہو جیا کر رہے ہو تم	کیا کیا وفا کا فرض ادا کر رہے ہو تم سامان خون خلق خدا کر رہے ہو تم
--	---

<p>دل سے ملا کے دل ہ جا کر رہے ہو تم  طرز خرام و شوخی رفتار کیا کہوں  اے نالہ ہائے ہجر نہیں جانتا ہوں جو  عارضہ زلف چوڑکے کسکو پہنایا گئے  سو سو بناؤ دیکھ رہا ہوں بگاڑ میں  اسد کے شوق غیر بہا تنک ہو بقرار  جس بزم میں گئے ہیں ہنس کر اٹھتے ہیں تم</p>	<p>قربان ہر خاپہ و فاکر رہے ہو تم  فتنوں کی سیرۂ حشر بپا کر رہے ہو تم  جب کچھ گئے ہوا گ لگا کر رہے ہو تم  اگر تہہ جو دام بلا کر رہے ہو تم  اے طعنہ ہائے غیر مزا کر رہے ہو تم  ظاہر نہیں تو خواب میں جا کر رہے ہو تم  جب تھے بات کی ہے رُلا کر رہے ہو تم</p>
--	---

نامے تمہارے اور مڈالین خرابیان  
راحم غضب سے ادن کو رسا کر رہے ہو تم

<p>اتنے گہلے کہ مل گئے روحانیوں میں ہم  خواہش نکر سکتے ترو سامانیوں میں ہم  تہائیوں میں بہتے ہیں درانیوں میں ہم  دشواریان بڑا تے ہیں آسانیوں میں ہم  تقریب وصل کرتے ہیں نادانیوں میں ہم  بیانہ کش ہوں غیر گس ایوں میں ہم  گہر کو ڈبو چکی تری طعنیانیوں میں ہم  ایک اپنی زندگی کہ رہی فانیوں میں ہم  جوانیوں میں یار تھا ہمانیوں میں ہم  اپنے گئے کی آپ پشمانیوں میں ہم</p>	<p>اشدرے لاغری کہ تن آسانیوں میں ہم  خاطر سے دوست کی رہے ہمانیوں میں ہم  ہو کر اسیر بیچ و خم زلف یار کے  ہر بات میں شکایت بیجا سنا سنا  رابطہ رقیب یار سے ہر بار پوچھ کر  بزم شراب یار میں دیکھا سلوک عشق  اے چشم اشک بار مجھے اب ڈبو گئی  ایک وہ حیات خضر فنا ہے بقا کے سات  آیا نہ حرف شوق زبان پر کسی طرف  انجام عشق پاتے ہیں آغاز سیر نوشت</p>
--	--



راحم امید و بیم میں گزری شہد  
خاموشیوں میں وہ رہے حیرانیوں میں ہم

<p>ایسے ہنسے ہوئے ہیں پریشانیوں میں ہم سامان انتظار بھی آخر ڈبوئیں گے رکھیں امید وصل کی گرفت فرقہ سٹے ہیں خانہ زاد زلف اسیری کا غم نہیں دزدیدہ ایک نگاہ نے پا مال کر دیا کچھ بڑھ گئے ہیں خضر سے عمر دراز میں فریاد ہم نہیں سنیں دلالہ کا فریب جینے کا لطف مرنے کی لذت کسی نصیب اوس کی جفا ہمارے وفا کا کام آگئی۔ کیا کیا فرے اہٹاتے ہیں انکے عتاب میں عریان تنی میں خلن کی رٹنے لگی نظر</p>	<p>بہولے ہیں زندگی کو گراں جانیوں میں ہم اس چشم اشک بار کی طغیانیوں میں ہم نصرا نیوں میں دوست ہے تو رانیوں میں ہم کھٹکین بلا سے دیدہ زندانیوں میں ہم رہتے تھے ناز اپنی ادا دانیوں میں ہم شہائے ہجر یار کی طولانیوں میں ہم آجائیں ہیزن کی فسوجانیوں میں ہم جو دیکھتے ہیں غم کی فراوانیوں میں ہم ہر سال یاد آتے ہیں قربانیوں میں ہم اندام بے حجاب کی عریانیوں میں ہم ارکشین کہتے ہیں عریانیوں میں ہم</p>
---	--

عمر عزیز کٹ گئی راحم سداق میں  
یہی نہیں زندہ ہیں یا فانیوں میں ہم

<p>اچھا نہیں کرتے ہو تو اچھا نکر و تم آرستہ گئے حسن تماشا نکر و تم تدبیر جلانے کی مرے اور نکالو تہنا کہی ملی جاؤ تو آغوش میں لیکر</p>	<p>یہ کیا کہی بجار کو پوچھا نہ کرو غم ہر چشم خردار کو پیمنا نہ کرو تم یہ کیوں کہو ملنے کی تنہا نہ کرو تم کیا کیا کرین ہم شوق میں کیا کیا نکر و تم</p>
---	---

<p>آئے کو وہ آجائینگے جب دل پر کھینکے کل کون جسے کون مرے لکھو بہر وسا گٹ جائیں گے کٹنے کو یہ ایام جدائی حد ہوتی ہے آزار کی بس دیکھکے آزار تم قتل کرو فوج کرو سب ہمیں منظور مجنون نہیں دیوانہ صورت ہوں تمہارا</p>	<p>ضد یہ ہے بلائے کا تقاضا نکر و تم مل جاؤ بس اب وعدہ فرما نکر و تم یوسف نہ جو خون زلیخا نکر و تم تقلید دل آزارے لیا نکر و تم ہاں تذکرہ الفت اعدا نہ کرو تم مشتاق کو آوارہ صحرا نہ کرو تم</p>
--	---

ایسا نہور سوائی معشوق ہو راقم  
فرما دے تقاضائے تمتانہ کرو تم

### ردیف النون

<p>دل ہے مضطرب گلہ یار کروں یا نکر کروں غم سے فریاد و شہر بار کروں یا نکر کروں دوست بد خواب ہو محکوم خیال آتا ہے روکتے ہو مجھے روکنے سے نہیں خیر ہے کچھ مدعا دل میں بہر ہے مگر اسکا اظہار ضبط سے دم ہے گستاخ و مبتلا بک دل یاں تقاضائے ملاقات سے مقصود جو آ مجھ پہ تاکید ہے فریاد کی اچھا یہ بتاؤ در ہے بے مہر کی شہقتہ مزاجی سے مجھے تھے جب پریشانی چوڑی پہلوں سے</p>	<p>درد میں والہ گشتار کروں یا نکر کروں مضطرب خاطر و لدا ر کروں یا نکر کروں جاکے غوغا پسینہ یار کروں یا نکر کروں میں علیحہ دل بچار کروں یا نکر کروں سوختا ہوں دم گشتار کروں یا نکر کروں سر کو نذر درو دیوار کروں یا نکر کروں ہواں وہ حیران کہ اقرار کروں یا نکر کروں کچھ ہی تسکین دل زار کروں یا نکر کروں ذکر الالم شب تار کروں یا نکر کروں غم غلط میں ہی گنہگار کروں یا نکر کروں</p>
--	--

یار کا حسن جہاں سوز مجھے ذوق نظر مین ہوں اور مجھ پر ہوں آلام جدائی پھر ضبط کا قصد وفا درد کا ایسا غوغا وصل کا ذکر تو آسان ہے دشواریہ ہے بدگمان یار ہے ایسا نہو سمجھے کچھ اور	حوصلہ ہمت و شہادت کروں یا نکر وں شکوہ ہے شب اغیار کروں یا نکر وں مین ہوں مشکل مین گرفتار کروں یا نکر وں پاس آرزوگی یار کروں یا نکر وں منیت محرم اسرار کروں یا نکر وں
--	--

بار خاطر یہ نہواو کے بتا ورتسم  
ذکر بے مہرئے دلدار کروں یا نکر وں

کوئی باعث ہے وہ سامان کے شیون کے بیٹھ مین غضب آریون سے آج وہ بن ہیں کے بیٹھ مین کدو لہ ہار عشق سے دشمن کے بیٹھ مین رفو کو چارہ ساز و سوزن مرگان جانان ہوں نہ ملیو غیر اوس کا فراداسے اب ہی کہتے مین جگر تو جل چکا پہلے ہی دل کی خیر ہو یا رب نظر آتی تھی روز کے تجلی سی کہی ہو کو کہی قرار بر پئے وہ اس شخنی سے آئین نہ دل مین کچھ کہہ سکتے مین سینہ مین چہ پیہ مین تساو وصل کی شب یہ چراغان ہوئی ہو مین کریں کیونکر نہ وہ اغماض اپنی خود پسندی پر مترع دل ہے پہلو مین تلاش دست ہو کیونکر	جہاں کو سر کو آگے شمع بے روشن کے بیٹھ مین جلانی کو مرے دشمن کے ارمان بن کے بیٹھ مین پیشان اپنی کچھ سوئی سے جو بن کے بیٹھ مین جراحت بخیر کے شتاق اوس زن کے بیٹھ مین کہ ہم مار ہو کر اوس شہم جادو فن کے بیٹھ مین کہ ناک دل کے بدل مین شزارے بن کے بیٹھ مین کہ اتنا ہم تماشا و اوسی دن کے بیٹھ مین کہ محشر ہو آٹھ مین قیامت بن کے بیٹھ مین خدا کا شہم جانان لیں جان بن کے بیٹھ مین مرے سینہ مین جتنے داغ تیرے زن کے بیٹھ مین کہ اوک دیکھنے والے بہت جو بن کے بیٹھ مین ہزاروں لی مین رتاراجی رہزن کے بیٹھ مین
--	--

سخن کی دوا دراجم شکو سلطان کن دیکھ  
کہ محبوب علی خان داکتر فن کے بیٹے ہیں

کوئی نہیں ہے یار میری مین	ہمدرد ہے جو بے بسی مین
سبجے نہیں پہلے دل لگی مین	دل جا میگا ہات سے ہنسی مین
دلبر کا ہے قصد دل ستانی	یاں خواہش وصل خبری مین
دولت کے مین آشنا پری رو	یہ کس کے مین یار مغسی مین
کیون کرتے ہو حسن تم تماشا	صورت کی ہے قدر دگر مین
تم ذکر عدو کو شکوہ سبجے	آزردہ ہو کے ہنسی ہنسی مین
کہتے ہو کہ ہم ہی آدمی مین	ہوتی ہے یہ نخوت آدمی مین
ذکر شب غیر پر نہ بگڑو	منہ دیکھ لو اپنا آرسی مین
کافون سے سنی نہ تہی خرابی	انگھون سے وہ دیکھی غاشقی مین
شاہد تو مین اور ہی ہزاروں	جانانہ ادا نہیں کسی مین
کیا قدر رہیگی اوس گلی کی	انفار بہرے ہوں جس گلی مین
پہر کل سے پہرے مین اوسکے تور	کچھ کہہ گیا غیظ فارسی مین
ایسوں سے امید مہربانی	پامال کر بن ہنسی ہنسی مین

دشوار ہے وصل یار راجم  
اوجھی ہی رہو گے دل لگی مین

دل دکھا کر تم تو رکے فتنہ زانی سے نہیں	امتحان عشق یہی کرتے صفائی سے نہیں
شکوہ بچ درد ہوں مضطر جدائی سے نہیں	یہ مرا غوغا تھا ضا ہے مجزائی سے نہیں

<p>ملنے کو ملے ہو لیکن دل ربانی سے نہیں  ضبط کیونکر ہو گلا منہ پر نہ آنے کسطح  خاک ہو کر بھی رہے ہم رہ کر اریار میں  عزم کا سرمایہ سہی نالہ مگر کس کام کا  کس سے امید و فار کہتے ہیں ہم یہی صل کی  بین جفا گرد و یہی معشوق تم سے کچھ سوا  صح محشر کتنی ہو گی خوف کیا مجھ کو  البتہ کرتے ہیں ایک ایک سے تہا رو اسط  ہم بھی اوسکے بند تھے چکوز کتنا نامراد</p>	<p>دل میں گہر کرتے ہو پھر دل کی صفائی سے نہیں  جب کرو تم خواہشوں پر کج ادائی سے نہیں  کام نکلا یوں یہی قسمت آزمائی سے نہیں  ہے نوا آموز فنا واقف سائی سے نہیں  سو بدی سے ان کرے جو سو برائی سے نہیں  دل بھی لیتے ہیں مگر بے اعتنائی سے نہیں  روز محشر جب سوا شام جدا کی سے نہیں  ورنہ ہمو کام درد کی گدائی سے نہیں  بندگی پیوند شاید کبریائی سے نہیں</p>
--	--

نالہ و فریاد را تم سعی بے حاصل ہے  
خون دل کرنا ہے کچھ حاصل دانی سے نہیں

<p>آج کیون نالہ مرا آتش فشان ہوتا نہیں  نامہ برسے مدعا شاید بیان ہوتا نہیں  کیا ہونا مہربان ہے مہربان ہو جائیگا  طعنہ زن ناصح نہ تو مجھ کو عریان دیکھ کر  بد گمانی ہے مری وہ غیر یہ ہے مہربان  تفرقہ الفت میں ہو پہر کیا کہلے قدر وفا  یاد تہی جتنی خوش مدہننے وہ جی حرف کی  وضع بے مہری کی چوڑ و عیب گناہی نہیں</p>	<p>شکوہ سنج دوست فریاد زبان ہوتا نہیں  جو جواب یار مجھ تک ارغوان ہوتا نہیں  مجھ کو بے مہری کا اوسپر بد گمان ہوتا نہیں  عاشق شوریدہ رسوا ہے جہاں ہوتا نہیں  ایسا کافر دل کسی پر مہربان ہوتا نہیں  بے ملے و دونوں لون کے آسمان ہوتا نہیں  یہر یہی راضی ہم سے اوسکا پاسان ہوتا نہیں  مہربان ہو کر کوئی نامہربان ہوتا نہیں</p>
--	--

وہم ہے یا سہم ہے قاتل کو یا میرا خیال	بات کا پنے جاتے ہیں خنجر روان تھا نہیں
ذالقرہ راقم نہیں آتا فراق یار کا کچھ گڑھے میں لہو جب تک وان تھا نہیں	
یہ بھی کیا کاتب تقدیر تقدیر میں نہیں دل میں دلبر نہیں ہم خاطر دلبر میں نہیں کون سا سر ہے جو سودا ترا دوسرے میں نہیں لذت قتل نہ آئے کہ لہو کا دہس دل جلانا تو کہاں وہم کسی دل میں کرے لوٹ کر لے گئے اغیار نگہ کی شوخی اس طرح پوچھتے ہو میری تمنا گویا خنجر و تیغ اگر پاس نہیں قاتل کے ابو حالت یہ ہے اپنی شب تنہا میں پینے والے میں بہت حوصل میں صہبا تھوڑی کیون فد اگل پہ بھوئی بیٹی ہزاراں بلبل	وعدہ یار سے تسکین دل مضطرب میں نہیں مرنے جینے کا ہی کچھ لطف تقدیر میں نہیں کون سا پانا تو ترے عشق کے چکر میں نہیں دست قاتل میں نہیں وہن خنجر میں نہیں اتنی تاثیر بھی اب نالہ پر شرم میں نہیں اب وہ اگلی سی ادھیم سنوں گر میں نہیں آرزو کوئی یہی باقی دل مضطرب میں نہیں کیا کوئی تیرے ہی مرگان ستم گر میں نہیں کہ نسیم سحری کا یہی گزر گھر میں نہیں حصہ اعظا کا کعبہ ساقی کو شرم میں نہیں حسن جو آج ہے کل برگ گل تم میں نہیں
سیر گل کون کرے کس کو عرض ہو رستم کون سا لطف ہے جو خانہ دلبر میں نہیں	
بات بنتی نظر آئی دل و دلبر میں نہیں وہ ملا مجھ کو مقدر جو مقدر میں نہیں آسمان دشمن افست ہزار میں دشمن عشق	ناز برداری کی جرات دل مضطرب میں نہیں مخمل یار میں ہون گردش ساغر میں نہیں امن جنگل میں نہیں چین چین گہر میں نہیں

یار کے مات میں وہ ہے جو مقرر میں نہیں	بار کی جنبش لب پر ہے تمنا سو قوت
کہتے بیتاب ہو دم بہرین جو دم بہرین ہیں	رتے ہو وعدہ و فالتے ہو بھلی کی طرح
دل نہیں نکلے گا گیسوئے مغرب میں نہیں	جو اس دستِ خانی میں ہے مٹی ہو لو
لب پر ساغر نہیں ہم ہیگو دلبر میں نہیں	لیکھ کر ایرِ شفق رنگ کو آنسو ہر آنسو
شوخیان آپ کی سی آپ کے خجریں نہیں	ہمتو سو جان سے مرنے کی تمنا کرتے
دل میں ل ہو گا اگر زلفِ مغرب میں نہیں	لیکے دل بہول گئے ہو تو پتہ بتلا دوں
محجزہ کون سا ہے انکی جو شوکر میں نہیں	خدا سے کرتے نہیں تقلیدِ مسیحا ورنہ
یہ نہیں دیکھتے دم سینہ خجریں نہیں	سخت جانی کا گلا کرتے ہو میر کیا خوب
سیری قدرت میں نہیں غلط کا فر میں نہیں	کیا دعا کیسا اثر یار سے ملنا معلوم
زینتِ حسن کسی چشمِ سخن بہرین نہیں	سر نہ مفت نظر خاک ہی ہو کر نہوئی

کچھ تلاقی بھی جاکے نہ ملی ان شمس  
اپنے رہنے کا ٹھکانا کہیں مجھ میں نہیں

حسن شرمندہ نہیں انکھ کو ہستی نہیں	جلوہ وہ جلوہ گر کرتا پس جلاب نہیں
اوپر یہ لطف کہ شاہ پس جلاب نہیں	شہرہ حسن تو وہ دیکھنے کی تاب نہیں
ایک تم جلوہ گر عالم اسباب نہیں	دہر میں عیش کے سامان میں مہیا سب کچھ
ہاں ہمارے ہی لئے گردشِ دلاب نہیں	انقلابوں میں سخی چنے بگڑتے بنتے
بحر میں گور نہیں دشت میں گرد نہیں	چاہتے ہیں کہیں مہجائیں کہیں ڈوب میں
خوابِ احت میں ہیں دل اکھ میں پیرا نہیں	چاہنے والوں میں اس کے یہ تماشا دیکھا
آپ سا برقِ مخط کوئی بھی بیتاب نہیں	ہوں گے دنیا میں بہت سے خود آرا لیکن

دو شہر پہلے تھے ہن اور حیرت اجاں ہن  
جلوہ برق ہی جلوہ مہتاب ہن  
جلوہ دوست گر جلوہ مہتاب ہن  
دشت کیا سیر گہہ خاطر مہتاب ہن  
جنس از ان ہے خریدار کو کیا ہن  
جان کیا جان ہے جو ہمسریا ہن  
بھر کیا بھر ہے جس میں کہیں گروا ہن  
خون بہا ہے غم دل دیدہ خوشاب ہن  
خالی شیشے ہی کہیں زینت محراب ہن

کیا سبک ہو گئے عریانی تن سے مر کر  
کچھ تو سامان ہن شیت تار شب عدہ ہے  
ماہ کی جلوہ گری دیکھ کے ہم کیا خوش ہو  
اپنے کو چسے ہن تنے نکالا بہر کیا  
فیض حق عام ہے واعظانہ فقط شکر لئے  
دل وہ کس دل میں ہے جو عشق میں مضطر ہے  
رشت کینہ و شہتہ تر وہ حسین ہنیدہ خار کا نام  
یہ اسی کام کہیں جان کو کہیں بے چین  
کس توقع پر ہے تشنہ سے جس گہر میں

گہر میں شادی کے اگر کچھ ہنیدہ سامان اقم  
رونق مرگ عدد کی ہی کچھ سباب ہنیدہ

ایک عالم میں ہی فتنہ و شہر ستم میں  
ایک عالم میں ہی اُرتی خبر ستم میں  
میرے خونبار اگر دیدہ تر ستم میں  
ہمیں وہ باندہ ہے کہیں جانے کو کمر ستم میں  
گل کے خوش بچے ہیں مرغان بحر ستم میں  
بچے آنکھیں کئے وز دیدہ نظر ستم میں  
ایسے افواہ تو ہم شام و صبح ستم میں  
چہر کر دل سے مراد کو گر ستم میں

جس سے سنتے ہیں بُرائی کی خبر ستم میں  
آج جانے کو ہیں وہ غیر کی گھر ستم میں  
جان پر میری تو بنتے ہے وہ خوش بچہ میں  
شام سے ہم ہی سہرا گزشتہ میں  
نیند جبا و کئی اچھتی ہے تو میرا شمار  
ذکر اغیار کرے کوئی تو کیا کیا دل سے  
لوگ کہتے ہیں کہ وہ اُکے گا باور کس کو  
بارے اتنی غلگی پر ہی وہ تہائی میں



روز چائین گئے ہم اپنا بگڑتا کیا ہے تے میں آتے ہیں وہ کون سی سعادت ہوگی وہ توقع بھی گئی جہانک تو لیتے ہو کبھی نصہ غم مرا سنتے ہیں وہ اس طرح کہ گل لوگ موجود کو معدوم کئے دیتے ہیں	آہ و فریاد وہ خوش ہو اگر سنتے ہیں ایک سات سے یہی ہمتو خبر سنتے ہیں بندغیروں نے کئے روزن در سنتے ہیں نغمہ بلبل بیتاب جگر سنتے ہیں ہم گل انداموں کو باریک کر سنتے ہیں
--	---

گرم گفتار بھی ہو شوخ بیان ہی رستم  
اوس ہنرور کی نوا اہل ہنر سنتے ہیں

کسی سے دل لگانا ہمتو سودا اسکو کہتے ہیں عزم فرقت ہے کہاں کو شب غم ہے رتبے کو بہت معروض ہیں سرد و صنوبر قد روزن پر وہ بد خوب ہے جہاں ہے سنگر جی چھتا ہوں ہماری آرزو کیا ہے تنہا ہے قیون کی مقدیر کینچ لائے گا کبھی تکو دکھا دیں گے جب ان ناکامیوں پر منحصر ہے زندگی اپنی خندگ عشق تم کہاتے حقیقت پسند کہہ کہلتی نہ نکلے جب کوئی ارمان نہ کوئی آرزو نکلی محبت دونوں جانب ہو تو لطف عشق ہو یہ کیا عشق و محبت ہے نہ آتے ہونہ ملتے ہو کرد اس بیک سے خواہش کہ ہر خواہش میں خواہش ہو	مرض بیٹھے بٹھائے مول لینا اسکو کہتے ہیں ملا ہے ہکو وہ جینا کہ مرنا اسکو کہتے ہیں دکھا لیں گے کسی قامت کو ریا اسکو کہتے ہیں اوسی کا پہر مٹائی یوں دلا اسکو کہتے ہیں کہ بے خواہش برآتی ہے تنہا اسکو کہتے ہیں مرادین یوں برآتی ہیں تنہا اسکو کہتے ہیں خدایا مرگ کیا ہوگی جو جینا اسکو کہتے ہیں مرا فرقت کا آنا دل لگانا اسکو کہتے ہیں تو اپنی حسرتوں کا خون ہونا اسکو کہتے ہیں بنائے عشق کا پانی پر بہنا اسکو کہتے ہیں ہنیں یہ کھیل لڑکوں کا تو پہر کیا اسکو کہتے ہیں وہ سنگر کہہ انہیں تم تقاضا اسکو کہتے ہیں
--	--

در پہلے وہ تماشا شہب سحران میں نہیں  
 آج جانا کہ لہو اب دل بریان میں نہیں  
 گویا اونٹن ہو گئے ہیں گیسو بچان میں نہیں  
 یہ تو احسان تمہارا کسی احسان میں نہیں  
 تو اولچہتی یہی صبا گوشہ داناں میں نہیں  
 درو میرا ساتھارے دل شادان میں نہیں  
 ہنسنے یہ حرف سناگر دشمن دوران میں نہیں  
 جسکے اقرار میں انکار ہے اور مان میں نہیں  
 اشک بیکار کوئی دیدہ گریان میں نہیں

کونسا شغل ہے جو خانہ ویران میں نہیں  
 اشک خوتا بہ نشان دیدہ گریان میں نہیں  
 اس تکلف سے وہ کرتے ہیں پریشان گیسو  
 وصل کا ذکر نہیں بوسہ بہ احسان دینا  
 پاس سے گھر کے مرے وہ تو گزر جاتے ہیں  
 قدر ہوتی نہیں بجاتی ہے دل پر کیسی  
 انجا وصل کی کبھی تو یہ ملتا ہے جواب  
 وعدہ وصل بھی کیا وعدہ ہر دیکھانہ سنا  
 مژدہ اے حسرت ناکام تو قہر رکھو

اونکی میری کوئی تکرار نہ جھگڑا رہا  
 ایک خواہش کو وہ کہتے ہیں کہ بیان میں نہیں

ایک ہم گہر میں نہیں کچھ بھی شہستان میں نہیں  
 مجھ سے پردہ ہے مرے دیدہ حیران میں نہیں  
 صورت جادہ کہیں صحن بیابان میں نہیں  
 جو مرے دل میں ہے وہ یار کی ایمان میں نہیں  
 فردا حال میں ہے یار کی ارمان میں نہیں  
 خضر جنگل میں نہیں تیس لہان میں نہیں  
 نوک ٹوٹے ہوئے کانٹے بھی بیابان میں نہیں  
 پانو تھتا ہے مرا کو چہ جانان میں نہیں

کون سا جلوہ میرے غمکدہ جان میں نہیں  
 کون کہتا ہے کہ تم عالم دوران میں نہیں  
 سخی بیکار گئی راہ طلب میں منوس  
 کام کیا آئے منوں سازئی دلالہ ندیم  
 حرف مقصود تماشا ہے ہمارا اعد  
 پوچھے راہ محبت کے منازل کس سے  
 آبلے چاہتے ہیں خار کو مہمان کرنا  
 خوف بیٹھا ہے نگہبان کا کچھ سیادل میں

<p>ہمنفس ساتھ میں کٹ جاگئی منزل ابھی  اپنی محفل سے ملاو شبِ عم کے سامان  بیوفا یار سہی نالہ کو اپنے کہیئے  بات کتنا ہی جنوں کا بڑھے ہونا کیا ہے</p>	<p>حوصلہ دل کو رہے صبر اگر جان میں نہیں  جو تماشا مرے گھر میں ہے شبستان میں نہیں  یہ ہی رہتا نفسِ سینہ سوزان میں نہیں  ہنسے پہلے ہی رکھا تارِ گریبان میں نہیں</p>
<p>تم بحث کرتے ہو دربان کی خوشامدِ رسم  وصل نہ کام ہے ہرگز کفِ دربان میں نہیں</p>	
<p>ہو اہون سرفراز عشق میں ادرستِ دوران میں  اگر نالہ کو روکین ہم تو دنی آگ لگتی ہے  وہ مجنون تھا حریفِ عشق کوئی بار سے بہاگا  بلکہ دردِ فرقت سے اسیری ہو چکا ابھی ہے  ہماری فکر کیا تجھ کو کچھ اپنی فکر کرنا صحیح ہے  سرفو کو چارہ گز زخموں کے آئے ہی تو کیا آئے  بست آئی لباسِ عشق میں ہو یہ عریانی  زیلخاتم نہ یوسف ہم یہ پہر بچا لگی کیسی  کہان جو چاکِ بہلا میں ہزاروں بگین قبرین  بہتا ہو وہ محفل میں جس کو ہم ہوا تنہا  نہ نکلیں گے نہ نکلیں گے قیامت تک نہ نکلیں گے  تماشا لے لگستان سے گمان ہوتا ہے بدظن کو  بلاو سکی ادائیں میں بچا و جان کو رسم</p>	<p>نہ لیلی تھی بسائیں نہ مجنون تھا بیابان میں  ہو یوں دل کا اڑتا ہے کہ شبنمِ شبستان میں  ہمیں جو داہر کوئی دوست سے جائیں بیابان میں  ہمارا غم غلط ہوتا تھا پھر کہ سخنِ ندان میں  ہمارا سر چین ہو داہر پہرے میں بیابان میں  حتم کہا نیکو چار انگلی نہیں جی گریبان میں  نہ دامن غار میں تھے نہ اویچھے خارِ دامن میں  ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہیں تم اپنے گھرِ شبستان میں  ہمیں تل پہر چاہے باقی زمین کوئی جان میں  اٹھادے شمع کو پروانہ آئینا شبستان میں  یہ آخر دفن ہو گئے حشرِ بک کوئی جان میں  کہ ہم دیکھیں گے سوڑا شاہان گلِ گلستان میں  کہ ہر نوکِ مژدہ نشتر سے چیتے بزرگ جان میں</p>

جھا کر لوتا لو دیکھنا محشر کے میدان میں رہی ان ہی کشاکش میں چہو پو کوئی جانائیں سب سے دیدہ و دل منظر ارمان مہمان میں پہنایا خوب سیف کو براہو اس محبت کا نہو جو زیر بار منت جانان وہ سر کیا ہے ہنیں دل کا بہر و سایہ عجیب انشاء دل ہے میں نہ تھکتے خاطر مومن مری اشغلی دیکھو اگر ہوتا بے غلہ تو دیکھیں جن جانان کو عجب حالت فرقت میں نہ نیند آئے نہ سوئے کہاں تک صبر سے بیٹھیں و کا وعدہ پراوے کہاں کی عاشقی کیسی محبت حسن یوسف پر خدا رکھے سلامت بار کی عاشق نوازی کو سو آٹھ طول حسرت و انتظار بار میں کیا ہے بہن تیسے نہیں اہت تو کیا یہ جوٹی باتیں ہیں جلایا خیرین دل اتنا کسی کی سوز و رقت نے کمال عشق اتنا ہو کیا حاصل زینخانے	کہ دامن لبت میں کسکے ہو کار نہ گریبان میں کہی فریاد حیران میں کہی بیداد دربان میں کہی دیر لگی نگہیں کہی دل کوئی جانائیں کہی دام زینخان میں کہی زنجیر زندان میں کہی زیر قدم ہوتا کہی آغوش طابان میں کہی شے ہے پہلو میں کہی دست چینیان میں کہی دود چراغان میں کہی نصف پرتان میں کہی ماہ منور میں کہی ہر درخشان میں کہی امید میں شب سے کہی دن بچھران میں طبیعت گہر میں لگتی ہے نہ جی ریگستان میں اگر عاشق زینخان تھی تو چہتے جازنہ ان میں کہ اکثر یاد کرتا ہے مجھے بزم چراغان میں کرین کیون دیدہ دل فرشتہ کا نشان میں سگایا نہیں ہوتے ہماری چشم حیران میں کہاں ایک بے نیچے اشک لگین چشم گریان میں نکالا گھر سے یوسف کو پہنایا چاہے کھانا میں
---	--

جواب صاف سننے سے امید میں مٹ گئیں راقم  
گمراہان پہرے میں تلاش حاصل طابان میں

قیامت سے قیامت ہے کہ وہ ہو بلاتے ہیں  
دُعا ہے دُعا فی سنان ہم کس کے جانتے ہیں

مراد لکھنا ہے حوصلہ میرا بڑھاتے ہیں  
 بڑا کرتے ہیں غمزدن کو پتہ گہر کا بتاتے ہیں  
 گہی اندوہ میں انوسے ہم سر کو اٹھاتے ہیں  
 بیان کرتا ہوں جب آتش کو کچھ گہر سے جاتے ہیں  
 نیک کہا بہر مان جب تک جو ہم اٹھے ہی جاتے ہیں  
 کسی کو ناز پیاری ہوں میں غماض پہناتے ہیں  
 حسینان تغافل مشیہ کب خاطر میں لاتے ہیں  
 نہ ہم رستہ میں تھے نہ وہ گہر میں بدلتے ہیں  
 چراغ غمکہ سے پہول ہے ہم چہرے جاتے ہیں  
 کہ وہ عاشق نگاہی کو فریب الٹا بتاتے ہیں

سمجھتا ہوں جس انداز سے جلوہ دکھاتے ہیں  
 خصیہ اپنے کوچے میں مرا مدفن بناتے ہیں  
 مزا کچھ یاد آتا ہے زبان پر سنگ طفلان کا  
 نہایت خواہشوں کی ہے نہ کچھ حد از روئے کے  
 تری خاطر سے آئے تھو خراب آباد عالم میں  
 کوئی رفتار پرشیدہ کوئی باتوں کا دیوانہ  
 وفا کیسی اگر ہم جان بھی دیدیں تو یہ کافر  
 ہم اپنی بات کے پور وہ اپنی ضد کے پور ہیں  
 کوئی آتا ہے یا آئے گا یارب ماجرا کیا ہے  
 کوئی چاہے تو کیا چاہے کوئی دیکھے تو کیا دیکھے

ستم گارون میں وہ یکتا وفادارون میں تم رستم  
 رہا کیا فرق مہر و کین میں کون چکر اڑاتے ہیں

سکھا کر شاہد کو شوخیان دشمن بناتے ہیں  
 ہمیں کافر جلاتے ہیں ہمیں پر ازماتے ہیں  
 ترن عریان شعلہ بڑیکہ کر پر وائے آتے ہیں  
 کہ حضرت مجھے چہرہ داتے ہیں میری جان کہتا ہیں  
 کہ بیدار ذرگت پر جرحوت مسکراتے ہیں  
 پہر انداز جنوں تم دیکھنا کیا رنگ لاتے ہیں  
 مبارکباد ذوق وصل سامان ہو جاتے ہیں

ازل سے ہوئی آئی ہے کہ عاشق رنج پائے ہیں  
 قیامت ہے میں سے دل خیر ہی سیکہ کر شاہد  
 نہ پہرے بے جا بانہ نہیں اغیار دیکھیں گے  
 کسی دیوانہ سے چھوٹے ہیں انداز جنوں واضح  
 یہاں یہ سخت جانی ہے دمانہ نازک اندامی  
 ابھی کیا ہے ذرا ناصح قدم غربت میں نہر و  
 کئی دن سے دل ناشادمان کو شاد پاتا ہوں

جہاں ارمان بہانی ناز کی مرین مفت جہاں  
مگر یہ دماغ دل کے دیکھئے کیا گل کہلاتے ہیں  
کہ جتنا منہ بگڑتا ہے زیادہ بٹتے جاتے ہیں  
برا کیا ہے کہ اکسیر محبت بنتے جاتے ہیں  
کہ سجو و خلائق مسجد و تہانہ پاتے ہیں  
گر زبان یار کا پکڑو تو دامن چٹو جاتے ہیں  
وہ مالے جو شرار سے بن کے تہرین سہاتے ہیں

طبیعت آئی ہی اپنی تو کس کا فروغ آئی ہے  
چہا یار ز دل ہمیں بہت کچھ پردہ داری کی  
تساہا بن ہوا آئینہ خود آرائی ہوا ونکی سی  
بلا سے دل جگر و دونوں جلے ہیں اور جل جانت  
کرتے تیری قدرت کے نمونے ہیں یہ عالم میں  
خیال یار میں بے دست بانی کچھ ڈبوتی ہے  
ہنیں کرتے ناز کیا دل پہ یار کیا قیاس ہے

وفا پراد سکی نازان ہو خدا کا جو نہیں راقم  
مبارک ہو مبارک تھو ملنا ہمتو جاتے ہیں

ہوا سے عید آفلن میں دل بچھ پہلو میں  
بہار رنگ کیا ہو دل آئی کیا تو قیر پہلو میں  
کہ اپنے دل پہ کر جائیں کہی تاثیر پہلو میں  
لگا لیتا ہوں سیکے کوئی تصویر پہلو میں  
وہ میں ہے دوست کا گہرا نشکر پہلو میں  
کہیے حیرت داران کی تقدیر پہلو میں  
کہی یہی ہے سینہ میں کہی شمشیر پہلو میں  
اگر بیٹھا ہوا قاتل دم تکبیر پہلو میں  
نشاط وصل کی لذت فرما تھر پہلو میں  
ملی ہے عشق کی سرکار سے جاگیر پہلو میں

گئی دن سے ترپتا ہے یہ بے تدبیر پہلو میں  
اگر دل لینے آئی ہے کہی بے پیر پہلو میں  
جلان میں کیا کسی دل کو یہ اتنے ہی نہیں ہے  
تصور جب ہم آغوشی کا ہوتا ہے شب غم میں  
جلانا خانہ دشمن اثر وان نکٹے جا پہونچے  
جگر ہی دل ہی دونوں بہ گئی پہلو میں خوں  
ادھر مرگان او دھڑا براد اور انکی دھڑن بھر  
مزامرے کا آجائے چہری خود مات پہری  
غم فرقت میں جو جاتا ہوں جب دل چہر میر دینا  
رکھیں آباد پہلو میں بجائے دل غم دل کو

<p>نہیں ہے دل نہو پہلو میں کچھ ارمان نہیں لگا ہم اپنے کوششوں سے وصل کی صورت بنا دین لگہباز رخ کی زلفیں میں نظر باز و مشکوکی</p>	<p>ہزار و حسرتیں خون گشتہ میں جاگیر پہلو میں دل بیتاب ناویتا ہے سب تعمیر پہلو میں ادھر ہے طوق پہلو میں او دھر ہے نجر پہلو میں</p>
<p>یہ سب قصیر ہے دل کی یہی آتا ہے جاتا ہے یہی کرتا ہے راقم آپ کو تشہیر پہلو میں</p>	
<p>عام ہرے جب جفا لطف جفا کچھ نہی ہیں قاسم قسمت سے قسمت کا گلا کچھ نہی ہیں کوئی ہوگا جس نے لذت پائی ہجر یار میں کوئی مشکل سے ہو مشکل او سکو کر سکتے ہیں ہل نامہ بر باتوں سے چھپ کر کہل گیا ہوگا ضرور وصل ہونی کو ہوا خود ہوا بخش ہی پہ وصل کے آج تیور بد میں قاصد کے مجھے ہوتا ہوشنگ جستجو سے پہلے ہتی جو اک امید وصل دست یوسف امین با وفا تم چہرہ دو تکرار کو لیکے خیر آئے ہو تم جان لینے کو مری میں وہ ناکام ازل ہوں کا تب تقدیر نے گل کو بوشاہد کو خوبیل کو دی آہنگ خوش نامہ بر کہتا ہوں میں خوشی سے مر نہ جاؤں ہجر دیکھا ہجر کی راقم بلا میں دیکھ لیں</p>	<p>قدر مرگ اشنا نا اشنا کچھ نہی ہیں میں گیا او وقت جب باقی رہا کچھ نہی ہیں یاں تو فرقت میں ترپے کی سو کچھ نہی ہیں سہل جو دشوار ہوا و سکی دو کچھ نہی ہیں کچھ تعلق دوست کو ہر مجھے یا کچھ نہی ہیں تکلی اکثر دل کے ارمان پہ ہی کیا کچھ نہی ہیں محصول ہو گیا اس نے کہا کچھ نہی ہیں سچی بے حال میں کہو اور ملا کچھ نہی ہیں یہ میر و دل کو مرے اتنا کچھ نہی ہیں فرج کرنیکی خوشی ہے خوشیا کچھ نہی ہیں مجھے پوچھا کیا کہوں میں کہا کچھ نہی ہیں ہم کو ناکام آرزو جس میں وفا کچھ نہی ہیں پوچھتا ہوں میں خبر کہتا ہے کیا کچھ نہی ہیں ابو جز اندیشہ مرگ وفا کچھ نہی ہیں</p>

دیکھتے ہیں مجھے پاتے نہیں تلوار کہیں  
 صبر آجائے ہیں مٹ چکے تکرار کہیں  
 کاش لگ جائے ہٹکانے دل بجا کہیں  
 ایک تارا سا چمکتا پس دیوار کہیں  
 گھر کو بھل نگرین دیدہ خونبار کہیں  
 یہ نہو دل ہے کہیں ہم میں کہیں یا کہیں  
 جلوہ ہائے نگہ شاہد بازار کہیں  
 دو کہیں مر گئے تڑپا کئے دو جا کہیں  
 اوس سے مانوس ہونے جو گرفتار کہیں  
 بیٹھے موزا سا یہ دیوار کہیں

جب وہ بجاتے ہیں تنہا سر بازار کہیں  
 ایک دن لپکے بس جان دل آزار کہیں  
 ہکو احسان مسیحا کا اٹھانا نہ پڑے  
 آج پہر دیکھ لیا دل نے خدا خیر کرے  
 اب تو ویرانہ برسنے لگا روتے روتے  
 ہکو دوزخ ملے جنت ملے سب کچھ منظور  
 چھوڑ دین طور کا جانا کبھی موسیٰ دیکھیں  
 یہ قیامت وہ بپا کرتے ہیں اتنے جانتے  
 عزم کو خود مول لیا بیٹھے بیٹھے ہم نے  
 گھر کو اتنا کسی غارت گردل نے لوٹا

اوس نے آنے کو کہا ہے مجھے ڈر ہے راقم  
 یاد آئے نہ اوس سے صحبت اختیار کہیں

چاک سینہ ہوا دل کو دوپٹہ کہیں  
 عید ہے آبروئے دلدار کے تیرے کہیں  
 ایسی شہر تیرے کہیں کبھی خنجر دیکھیں  
 خنجر دل میں اگر شوق برابر کہیں  
 آپ ہی بات تو کہہ کر کبھی دلیر کہیں  
 ہم تماشاے دل آزاری خنجر دیکھیں  
 جو پیشہ مر نو دیکھ کے خنجر دیکھیں

قتل کی طرز نی کوئی شکر دیکھیں  
 چاند کو دیکھ کے کیوں جو خنجر دیکھیں  
 جیسے یہ خند ہے اگر سایہ برابر کہیں  
 کینہ دہر کا اندازہ برابر ہو جائے  
 گو نہیں کچھ اثر سوز محبت لیکن  
 تم دم قتل نشا ط دل مضطر دیکھو  
 دو کو پہر لپٹ بٹا دوں سے خدا خیر کرے



<p>روئی فتنہ گری کیوں نہ محبت بھین ہمتو جب تمکو کھرا دوا ستد کا جان ہم میں اور ہمنفس چند تماشا ہو جا میں تگر تری شمشیر کے جوہر دیکھوں کیوں نہ بھین کسی ناکام کی تقدیر پہلی</p>	<p>لکھو جب بے سبب آزار کا غور دیکھیں بے طلب بے عنایت ہو کر دیکھیں دل لیا کرتے ہیں کس طرح تگر دیکھیں مرے ارمان نکلتے ہوئے اکثر دیکھیں جب پہلی دوش پہ ہم رلف مغیر دیکھیں</p>
<p>آج پہر شکوہ کرین یا سے چل کر راحم حال قسمت کا کہلے اپنا مقدر دیکھیں</p>	
<p>غضب ہے ادا چشم عباد و اثر میں شب وعدہ سات او نکلوائیں گے گہر میں مرین ہی تو جا کر اوسی سرزمین پر مرے قتل کو آئے احسان سادگی سے بہلا یا غم دل نے شوق تماشا گرا نبار بھٹنے ہوئے ہم جفا سے کسی کو وہ مارین کسی کو جلا میں موتے پر ہی کچھ چین پایا نہ ہمنے تہکے ہمتو بس التجا کرتے کرتے نمک بھی چھڑک رکھو پیکان پہ تھوڑا ہم ایسے ہوئے دیکھ کر محو حیرت غم دل نشانی ہے فرقت کی راحم</p>	<p>کہ دل پس گیا بس نظری نظرمین ہم آنکھیں بجاتے ہوئے رہ گزرمین ملین خاک میں تو اوسی رہ گزرمین چہری بات میں ہے نہ خنجر کمر میں کہ اب آنکھ کہلتی ہے دودو پہر میں سبک ہی ہے اتنے اوسکی نظرمین خدائی سہی کرنے لگے اب تو گہر میں رہی جان اٹکی اوسی عشوہ گر میں کئی عمر سن سن کے شام و سحر میں کہ لذت بڑھے اور زخم جگر میں خبر ہی نہیں کون آیا ہے گہر میں اسے رکھ چلو اونکی دیوار و در میں</p>

ستم کے واسطے اچھا ہوں کام کا ہوں میں خضر کی زینت نیدیا یوں ہی بہلا ہوں میں بتاؤں کیوں کسی صورت پر مبتلا ہوں میں و فرشتوں نے یہ حیرتی کیا مجھ کو سلام زینت کو ایسی مجھے نہیں دکار سنان تیر نے لذت جگر میں وہ دی ہے غم فراق سے سوار مرچکا تھا میں نوید وصل کی کیوں روز دل کو دیتا ہوں	کہ بات مفت میں آتا ہوں کیا برا ہوں میں خجل فتنے نہ شر مندہ بقا ہوں میں جہان کے کس لئے لذت کش جہا ہوں میں کہ نامہ بر کو گلے سے لگا رہا ہوں میں بقا کی بدلے فنار روز دیکھتا ہوں میں کہ اور زخم کا مشاق ہو رہا ہوں میں عجم زمانہ اُنہا نے کوچ رہا ہوں میں یہ آگ کیوں بنے سر سے لگا رہا ہوں میں
--	--

غم فراق نے یان تک گہلا دیار اغم  
کہ آئینہ میں فقط عکس بے ضیا ہوں میں

فریبِ عدہ دلدار کہا رہا ہوں میں جہان میں کوئی ہی مجھ سے بدگمان ہوگا شب وصال میں اندیشہ سر گویا خدا کرے نہ سنے کوئی گفت گو میری تمہارے روز کے وعدے ہیں میرا یہ حال بڑا دیامری جرأت کو اسکی تکین نے اشارے دور سے ہونے دے کچھ کہہ ادا خدا کی شان وہ پوچھیں مزاج کیسا ہے فدا تو صبر کرو حال دل ہی کہہ دوں گا	شکستہ دیدہ دل کو لٹا رہا ہوں میں کہ آپ شکست سے اپنے کشک رہا ہوں میں شباب عمر میں پیری کو دیکھتا ہوں میں کہ شکوہ سنجی اغیار کر رہا ہوں میں کہ ایک دم کی جدائی سے کانپتا ہوں میں رہیں شرم ہوں منت کش جیا ہوں میں ابھی تو رنگ محبت کو دیکھتا ہوں میں میں اوج یہ کہوں بس انکی دعا ہوں میں ابھی تو زخم جگر کو دکھا رہا ہوں میں
--	---

مزاج پوچھنے آئے سمجھ لیا جب خوب ہوا جہان میں کوئی دن کی کہار ہا ہون میں

وہ ایک لذت امید ہی گئی رستم  
یہ جب سے جان لیا درد وادوا ہون میں

رہ گیا ٹوٹ کے گرتیر کا پیکان دل میں  
ایسے پیب چلے آئے مری جان دل میں  
پہر جنوں کی مجھے آثار نظر آتے ہیں  
سوز دل کا ہر شہ جان نالہ واندوہ غم  
سوچتا کیا ہے سنگردم ناوگ فگنی  
کوئی دم جاتا ہے پہر ٹوٹینگے دل کے ٹانگے  
یو یہ خنجر بھی ہے تلوار بھی ہے میں ہی ہوں  
بس سمجھ جاؤ رقیبوں سے صحیح صحبت کہو  
اونکو اغیار سے فرصت نہیں آنا کس کا  
ناصحاب کے اگر بات میں آجائے دل

تادم مرگ رہا یار کا احسان دل میں  
لذت شوق کے یوں ہی رہے سامان دل میں  
کہ کہنگنے لگا ہر غار سیابان دل میں  
جمع سب بہمئی دل کے ہین سامان دل میں  
کون رکھے گاترے تیر کا پیکان دل میں  
کیوں بفر کرتی ہے تو سوزن ترگان دل میں  
اب نہ جائے تمہارا کوئی ارمان دل میں  
یہ بڑے لوگ ہیں تم ہو گے یشان دل میں  
کیوں کئے بیٹھے ہیں ہم وصل کلا سامان دل میں  
کوئی کافر ہی رکھے مہر حسینان دل میں

عشق کو کہیل سمجھ رہا تھا تہنہ راحتم  
خوب آخر کو یشان ہوئے نادان دل میں

میں ہی ایک دست شکر کے سزاوار نہیں  
آج آتے ہیں مرے شکوؤں کا لینے دھجا  
ایک بوسہ یہ تکرار ہے جس سے صاحب  
کو چہ یار ابھی آدو ہے دل پیٹہ گسیا

تھیں فرما دہی لذت کش آزار نہیں  
خیر ہے بات میں اونکے کوئی تلوار نہیں  
غیر کچھ مانگے تھے ہمیں انکار نہیں  
دشت میں دیکھنے کو سایہ دیوار نہیں

قطرہ اشک میں ہی جلوہ دلدار نہیں  
میں ملاقات کا سائل ہوں خرید نہیں  
قبر کے واسطے ہی کوچہ دلدار نہیں  
غیر پر غیر ہے وہ خوگر آزار نہیں  
یہ سبک بات ہے تم شاید بازار نہیں

دلِ ناکام کو گریہ سے ہوت کین کیونکر  
قیمت بوسہ لب آپ بڑا تے کیوں ہیں  
ایک محرومی سے محرومی ہے اللہ اللہ  
مجھے نفرت ہی لذت کش آزار تو ہوں  
ایک بوسہ کی عوض مانگتے دل ہو سمجھو

جو شہسبزی میں چلے لے کہاں تم راہم  
یہ تو مسجد ہے چلو خانہ خمار نہیں

دل خانہ زاد زلف ہی میں ملے بس میں ہیں  
وا حسرتا قفس میں معین اور کس برس میں ہیں  
قراک میں پہنسا ہوا گام فرس میں ہیں  
دل شاد کام چھیل ہے میں کس میں ہیں  
گو یا کہ فال نیک میں اونکی جس میں ہیں  
محو خیال صورت فریاد رس میں ہیں  
اندیشہ رقیب صدائے جرس میں ہیں  
اس بیچ قلاب و شوق ایغفس میں ہیں  
شاید کہ موج بادہ انگور رس میں ہیں  
اوسکو ہوا غیر ہے میں کس میں ہیں  
وہ آئین مجکو دیکھنے اور میں قفس میں ہیں  
دو درجہ صبح بزم شب بولہوس میں ہیں

وہ تہ دام یار نہ بند قفس میں ہیں  
سیر و بہار و جلوہ گل کی ہوس میں ہیں  
جاتے ہیں گھر عدو کے وہ اس شایعہ میں  
نصویر یار دل میں ہے اور دل ہے محو حسن  
مقصود یاد وغیرہ کرتے ہیں میرا ذکر  
بس اے ہجوم درد مجھے اتنا نہیں  
یارب شیب وصال میں یہ وہم و اضطراب  
ارمانِ غیر میں کے رہوں دل میں یار کے  
پیتے ہیں مے وہ دیکھ کے ہے سو ظن کہ میں  
اوسکو خیال اور مجھے اوس کی آرزو  
حسرت تو نکلے دل کی تماشا ہی کیوں ہوں  
اس رشک کا بڑا ہو کہاں بیگیا مجھے

وہ خار ہوں کہ دیدہ اہل ہوس میں ہوں میرے اسیر وہ ہوئے میں انکے بس میں ہوں میں کس خیال غلام میں ہوں کس معش میں ہوں اسودگی سے خانہ بے خار جس میں ہوں	میں ہوں اسیر زلف مجھے دیکھتے ہیں لوگ وہ دل میں آئے بیٹھے ہیں یہ طرفہ ماجرا لاکھوں خدا سے حسن ہوئے اور مر گئے فکر جفا کے یا نہ غم دل میں بعد مرگ
--	--

راحم قہری کشاکش الفت ہے اور میں  
دل کو چہ صنم میں ہے اور میں قفس میں ہوں

ایک دم ستم ستم یوں ہی ہوئے جائیں وزر دیدہ نگاہوں سے ستم یوں ہی ہوئے جائیں تم طرہ طرار کو دو اور یوں ہی جسم دل بات میں ہے آپ کے اور دل میں ہے امید تم فوج کئے جاؤ چہری کن چلی جائے دیکھیں تو سہی کعبہ و تھانے میں کیا ہے مستانہ نگاہوں سے کئے جاؤ اشارے وعدے ہی کئے جاؤ اگر آہنیں سکتے مرنا تو مسلم ہے نہ یہ مرگ ناماشا کس کس کے تصور میں فنا جان کو کر دین کچھ کام نکل آئیگا یوں ہی کبھی لیدل باقی رہے کوئی ستم کوئی تعاف آفت کا تبسم ہے غضب کا ہے اشارہ	کچھ چہرہ چلی جائے کرم یوں ہی ہوئے جائیں قربان نگاہ ناز کے ہم یوں ہی ہوئے جائیں ہم بستہ زنجیر ستم یوں ہی ہوئے جائیں تم بات ملے جاؤ ستم یوں ہی ہوئے جائیں ہم داد دے جائیں کرم یوں ہی ہوئے جائیں کیون مقتدا اہل حرم یوں ہی ہوئے جائیں لاکھوں سر عشاق قلم یوں ہی ہوئے جائیں تسکین تو ہو کچھ وراطم یوں ہی ہوئے جائیں انگشت ناخیر کے ہم یوں ہی ہوئے جائیں کس کس کے تصور میں عدم یوں ہی ہوئے جائیں خونابہ فشان دیدہ ہم یوں ہی ہوئے جائیں تجکوتری نازش کی تم یوں ہی ہوئے جائیں مر جائے کوئی ناز ستم یوں ہی ہوئے جائیں
--	---

آہنگ ہے دلکش نہ زبان شوخ ہے راقم  
کیون محو سخن اہل کرم یوں ہی ہوٹے جانیں

دل بدگمان نہ ہو کہ مکان اور مین نہیں  
غیروں سے وعدہ کرتے ہو ہمیشہ نہیں  
دل ڈھونڈتا ہے پہر ہی تکرار گفتگو  
سچ ہے کہ بندگی کو کوئی تجھسا چاہئے  
کس کو بلائیں جسکو یہاں تک ہے احتیاط  
جب تم نہیں تو وعدہ سے شکنجہ دل کھانا  
اللہ کے چشم ناز تری سحر ساریاں  
اب قدر تیری دیدہ خوباں ہو چکی وہ  
مانا کہ آپ زہرہ بین غمغزے آہنگوں  
دیکھا ہوا ہے اپنا وہ باغ نعیم و خلد  
بے مائیگی نے اور یہی ہکوٹا دیا  
حسن و جمال شاہد خلد وار ضرور

راقم یہ کیا ہے گردش لیل و نہار میں  
اب بزم عشق میں کوئی مسند نشین نہیں

دیتے ہیں دل ہی ہم تو کوئی پوچھتا نہیں  
خنجر سے منہ چھپائیں یہ شرط حیا نہیں  
کہتے ہیں لوگ عمر زدہ ہے کام کا نہیں  
مرنے سے جی جڑائیں یہ رسم وفا نہیں  
وان تو در قبول ہے اب تک کہلا نہیں

<p>کہہ کہہ کے سہیہ چہا کوئی دوسرا نہیں          کچھ بندگی ذریعہ عفو خط نہیں          آرزو خاطر میں کسی کا گلا نہیں          میں جانتا ہوں خوب تم آشنا نہیں          یوں شکے مال دیتے ہیں گویا سنا نہیں          ایک بوند تھی اہو کی سوا دیکھتا نہیں          تم با وفا سہی وہ وفا آشنا نہیں          بی کر میرا ہو وہ تیر ہی انتہا نہیں</p>	<p>ہیٹنے ہی اوس کو اور یہی مغرور کر دیا          زاہد نجات کے لئے طاعت نہیں ضرور          میری شکایتوں کا منانے بڑا کوئی          غمخواروں نے اوسکی خو کو بگاڑا ہے اور          مطلب کی اپنے سنتے ہیں اور میرا دعا          پہلو میں دل نہیں کہ کسی سے لگائیے          دل فتنہ حب ہے آپ کا اور آپ ناز خو          میری شب فراق ہی کیا عمر خضر ہے</p>
---	--

رستم جنائے یار کا کرتے گلا مگر  
 مجبور ہیں کہ خاطر عشرت و فزا نہیں

<p>کہتے تھے آپ عشق کا خوگر نہیں ہوں میں          شایاں مہر گرتی دلبر نہیں ہوں میں          اغماض بوسہ کرتے ہو پر و انہیں مجھے          اس بخود ہی نے مجھ کو تماشا بنا دیا          تقریب تیری یاد کی ہے چاند دیکھنا          دن رات کیوں جلاتی ہے آتش فراق          خنجر کو روک لیتے ہو کیوں شوخوں سے تم          ہے عشق رہ نہا مجھے تہاں دوسری دوست          دشمن کی ضد سے تم نہ مجھے آنکھ سے گراؤ</p>	<p>وہ مضطرب معراج کہ مضطرب نہیں ہوں میں          کیا درخور تسم ہی تسم گر نہیں ہوں میں          آپ بقا کا تہہ سکندر نہیں ہوں میں          اندھ ہوں گہر کے اوپر ہر اندھ نہیں ہوں میں          مشتاق جلوہ مہ و اختر نہیں ہوں میں          ہوں نقشہ دل ضرور سمجھ نہیں ہوں میں          کیا آشنا کے لذت خنجر نہیں ہوں میں          محتاج دستگیری رہبر نہیں ہوں میں          در و خراب پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں</p>
---	--

نقش و نما ہوں حرف مکر نہیں ہوں میں ظالم غلام ساقی کوثر نہیں ہوں میں اکثر تمہارے دل میں ہوں اکثر نہیں ہوں نشیان شکوئے مقدر نہیں ہوں میں رستہ میں کچھ پراہو پتھر نہیں ہوں میں	وہ رنگ میں نہیں کہ مٹائے مجھے کوئی کیا تہرے مخان تری خشت شراب میں ریشک عدد نے دیکھئے ڈالیں خرابیان یار رب بان شکوہ ہے پر کہو تباہ نہیں بیٹھا ہوں رہ گرز پہ مجھے کیوں کوئی اٹھا
---	--

راحم یہ شوخ شوخ سخن اور کہتے ہو  
یو تباہوں میں اسد کا خون نہیں ہو

پہلے نہیں سوائے گل اپنے پیر میں اور دیکھتے نہیں ہیں گیسوئے پرشکون میں تصویر یار نکلی بستی ہوئی کھن میں دیتا ہوں ہی کوئی ایسی زبان ہن میں ہوتی ہوں آبرو میں غیروں کی آنچ میں اب ہونڈے کسی کو یاران ہوطن میں کام آگئی لمحہ میں صہبایی دہن میں میں ہی کہو نگا مطلب کچھ اپنے مست میں زقار سے کرو تم پا مال بانگین میں دل ہے لمحہ میں مضطر اور آرزو میں اشفہ خاطر می سے کیا بیٹھیں آنچ میں	آجاؤ چلتے پھرتے گلگشت کو چین میں دل مانگتے ہیں مجھے ایک طر شوخ بین سمجھتے نہ تہ فرشتے صورت پرست مجھ کو دی تھی شکر دن کو تو نے دراز ستی ہم دیکھتے ہیں کچھ دن اس لبط کا تاشا اسے تیرہ شام فرقت بس چوڑیاں دہن کہاتے دماغ ظالم منکر نکیر دونوں ہوتا ہے خوش وہ اکثر دیوانہ گفتگو سے گفتار سے دکھاؤ تم شوخیان زبان کے مر کر بھی ہم نہ چوٹے اس کشکش سے غم کے غیر کو ہنستا دیکھیں دل کہاں سے لائیں دل را تہ سے نہ دیتا کیا جانتا تھا راحم
جادو پہرا ہوا ہے اس حتم سحر فن میں	



کہلے نہائے الفت بیگانہ انجمن میں  
 میں ہی بنوں گا پہلے دیوانہ انجمن میں  
 اسے غزل کے آکاشانہ انجمن میں  
 رہنے نہائے کوئی بیگانہ انجمن میں  
 دیوانہ رہ کر میں فرزانہ انجمن میں  
 پروانہ جان دیگا مردانہ انجمن میں  
 ہر سو برس رہا تھا دیرانہ انجمن میں  
 تقلید عشق میری پروانہ انجمن میں  
 جب چہر گیا ہمارا افسانہ انجمن میں

دیتے نہیں وہ مجھ کو پانہ انجمن میں  
 پہتر ہے آج ساقی ستانہ انجمن میں  
 تو درد آشنا ہے میں درود لکھو لگا  
 ہنگام بے حجابی یہ شمع بھی بھسا دو  
 تیرے نظر میں اوسکے دونوں چہرے پر  
 ادھر وہ فاکیلے گی کچھ قدر میری ہوگی  
 تم کیا گئے یہاں سے مرنے چہر توں کے  
 جلتا ہوں اس فاجر کرتا ہے کفر غشی سے  
 افسوس تم کرو گے رو لگی شمع محفل

کچھ چہر جاؤ راقم انداز خوش بانی  
 یہ ہوتا ہے تمہارا افسانہ انجمن میں

جی جانتا ہے دیکھا ہے جو جو عقابتیں  
 ڈوبے ہوئے ہیں حسن کی گویا شراب میں  
 کیا بے حجاب بیان ہیں حجاب نقاب میں  
 وہ کام کر رہے ہیں جو دل الہا میں  
 لذت ہے الہاب میں رحمت غلبت میں  
 قاصد کو دیدیلتے کتر کر جواب میں  
 اب کچھ ہی تم کہا کرو خوش عقابتیں  
 بیتابیوں میں شب کے دن منظر میں

نگار لطف دے گئی دور شراب میں  
 کیا مستیاں ہیں او کو غور شراب میں  
 دل لیتے ہیں نظر سے نظر ہے حجاب میں  
 بجلی گرا رہے ہیں نگاہیں نقاب میں  
 جو شورشیں ہیں بھر میں فوج میں کیا  
 شوخی تو دیکھئے مے حسن طلب کا توں  
 ہم نے تو کام کر لیا اپنا کسی طرح  
 وعدہ وفا ہو خواب میں اسکے پیچھے

نالوں کی سایہ میں مکر اجاؤرات کو  
ظالم شیبہ صال میں اتنا تو کر فلک  
غیرون کو سات لائے ہوا اس سخن کی  
آزار یار و جو رزنا نہ بہکت چکے  
دورخ میں ہی یہ اگو ہوگی خدا گواہ  
اپنی تو مرگ و زلیست فرشتوں کی ہے  
میری سخی نہ اپنی کہی اٹھ کھڑے ہوئے  
سب کچھ کہا کہا نہ کہا اون سے مدعا  
کس پر گیا ہے دل نہ تو دیکھ کر دام  
اس مہر و کین کے ناز سے کیا وصل کی کیا  
پریش ہو جب گنہ کی برا کچھ کیا ہو کام  
کس کو غرض سنے جو تمہاری بُری پہلی  
کہہ دینگے یا د کس کو ہے ہنگام باز پرس  
آئی اگر شرم شب ماہتاب میں  
تاخیر ہو سحر میں و رنگ آفتاب میں  
گہر میں مرے نہ دل میں نہ چشم پر آب میں  
اب کیا دہرا ہے پرستش و حرابت میں  
گرمی سے گرمی ہے نفس شعلہ تاب میں  
جو چاہتے ہیں کہتے ہیں فرد حساب میں  
آئے تھے مضطرب گئے اضطراب میں  
کچھ مات پانوپہول گئے اضطراب میں  
مُنہ اپنا دیکھتا ہے جو خجری آب میں  
کینہ نظر میں جس کی تبسم عتاب میں  
آنکھیں فقط لڑائی میں کچھ دن شب میں  
جیسی کہو گے ویسی سونگے جواب میں  
کیا کیا کیا ہے پیری میں کیا کیا ثبات میں

راحم ستیزہ کاری صنم دیکھنا  
ایک ایک خدا بنا ہے جہان خراب میں

ہمیں کیوں یہ اہل حرم دیکھتے ہیں  
جہان کوئی بیت المصنم دیکھتے ہیں  
چلے جاتے ہیں روز شتاق تیرے  
رقیبوں سے ملنے کا انجام کیا ہو  
خدا جانے کیا چیز ہم دیکھتے ہیں  
بچتے تیرے سر کی قسم دیکھتے ہیں  
تماشا یہی روز ہم دیکھتے ہیں  
ابھی کوئی دن رنگ ہم دیکھتے ہیں

ہمیں کیوں یہ اہل حرم دیکھتے ہیں  
جہان کوئی بیت المصنم دیکھتے ہیں  
چلے جاتے ہیں روز شتاق تیرے  
رقیبوں سے ملنے کا انجام کیا ہو

جسے آج پُر پیچ و حسد دیکھتے ہیں  
 مجھے رشک سے سب صنم دیکھتے ہیں  
 عذو میرے نقش قدم دیکھتے ہیں  
 پیچھے دوستدار صنم دیکھتے ہیں  
 کئی دن سے پر چشم نم دیکھتے ہیں  
 کہ دل کو ہوائے صنم دیکھتے ہیں  
 وہ مڑھ کے تیغ و دودم دیکھتے ہیں  
 کسی کے جو زیر قدم دیکھتے ہیں  
 وہی شامِ عجم شامِ عجم دیکھتے ہیں  
 فراوان فراوان کرم دیکھتے ہیں  
 الم پر الم عجم پر عجم دیکھتے ہیں  
 کہ اب اپنی صورت کو ہم دیکھتے ہیں

یہی زلف آخر گلو گیسر ہوگی  
 کہی جانگنا ہوں صورت کدہ میں  
 بس اب اسکی خلوت کا جانا ہی چاہیے  
 نمانے گے اسے دل تری بات ہرگز  
 کئی دن سے پگڑی ہے پھر لگی دت  
 بلامین ہڈا لے یہ شوق طبیعت  
 غضب ضد ہے مجھے جہان محکوم کیا  
 قیامت کے فتنے وہ فتنے نہیں ہیں  
 کہی سراوٹھاتے ہیں اندوہ غم سے  
 نہیں یاد اب تو گناہوں کی گنتی  
 مزا اب تو دینے لگی نامیرا دی  
 مزا ہننے صورت پرستی کا چکھنا

وہ آنکھوں سے کیوں نکو دیکھینگے راقم  
 جو ہر وقت اپنے قدم دیکھتے ہیں

اب چہلک جاہینگے پانہ بنے بیٹھ ہیں  
 ہم سے جانا باز ہی پروانہ بنے بیٹھ ہیں  
 کیسے چپ چاپ خوشاں بنے بیٹھ ہیں  
 سر کھلے صورت دیوانہ بنے بیٹھ ہیں  
 کیا الگ غیر سے میگاہ بنے بیٹھ ہیں

مے پئے ایسے وہ ستانہ بنے بیٹھ ہیں  
 شمع سان آج وہ جانا نہ بنے بیٹھ ہیں  
 لوٹ کر محکوم تلخ دل و ایمان لیسکر  
 آج ان بن ہوئی دشمن سے جو شقہ تیرا  
 مجھ پر اب ہنودلاری دشمن کھل چکا

<p>مفت بلجائے تو کعبہ میں پئین یہ اعظ          ہم ہی کہنے کو ہیں کچھہ دل کی کہانی اپنی          اس تمنائیں کہ دیکھیں کہی صورت اونگی          آج بجائے گی دل پر کہ وہ آرش سے          اونہ اب قدر محبت کی کہلے گی وہ ہی          غیر پر غیر میں غیر وں سے وفا کی مہد          دیکھتے ہی کرم پیر معان کی وسعت</p>	<p>یاں حریف سے ویرخانہ بنے بیٹھے ہیں          وہ اگر سننے کو افسانہ بنے بیٹھے ہیں          پاس بان در جانا نہ بنے بیٹھے ہیں          مثل تصویر صنم خانہ بنے بیٹھے ہیں          دل دینے غیر کو دیوانہ بنے بیٹھے ہیں          آپ کس شمع کے پروانہ بنے بیٹھے ہیں          ہم گداسے درے خانہ بنے بیٹھے ہیں</p>
---	--

شامت آجائیگی راقم جو انہیں چھڑ دیا  
 وہ بہرے بیٹھے ہیں ستانہ بنے بیٹھے ہیں

<p>مشق جنائے نازش اہل جہا ہوں میں          بیتابی فراق سے گہوارا ہوں میں          صورت کے کوئی دیکھ لے صورت ال ہے          کچھہ ان تجہ میں دیکھہ کے کچھہ بات دیکھکر          غیر وں کو یہی نصیب ہو جب بکارت          تم اپنی چشم ناز کو افسون سکھا کہو          احسان چارہ ساری عیسیٰ تھا کون          ہاں چشم رخنہ ساز اشارات تیز تیز          تقریب وصل یا رستہ او سپر گلی دراز          راقم محبت ہے شکوہ بے مہر ہی صنم</p>	<p>وہ دروہوں کہ درد کی اپنے دوا ہوں میں          کتنا وفائے عشق سے نا آشنا ہوں میں          تصویر آرزو ہوں متنا لقا ہوں میں          کشتہ نگاہ ناز کا تیری ہوا ہوں میں          کیونکر رہیں منت باد صبا ہوں میں          مشتاق شونئی نگاہ سہرہ سا ہوں میں          نا خرچ سے اپنے زخم کی کرتا دوا ہوں میں          مان امتحان ہوں آج حریف ادا ہوں میں          کیا سادہ دل ہوں غیر کے جاکر ہوں میں          اپنے کئے کے آپ سزا بار ہا ہوں میں</p>
--	---

<p>جگر میں جمع تیرا لنگ کے پیکان ہو جاتے ہیں          خلت کو وین کے گردش کے سامان ہو جاتے ہیں          وہ اب گلگشت اپنے پشیمان ہو جاتے ہیں          جفا سے جو سہلے وہ شادان ہو جاتے ہیں          دعا ہی مانگنی چوڑی دعا کا رنگ یہ دیکھا          نشان کو کہن باقی نہ نام قیس صحرائیں          ہمیں بہانی ہے وہ صورت جسے دلگیر کہتے ہیں          نہ چوڑی گل خون نے بعد مردن جلوہ آرائی          خدا کہے سلامت جتنے تم گیسو میں پڑتے ہیں          نہیں ملتے وہ غیر و نسے تو پہر کیوں سیکر طنویر          کہے دیتے ہیں ہم تم سے تلافی چوڑ دوونہ          محبت تم سے کی عنے خطا کی دلو کہو بیٹھے          ہمیں شیدا ہے اب تک آپکے یادش بخیر اب تو</p>	<p>شہادت کو تم کی خوب سامان ہوتے جاتے ہیں          پہنچے دعوت خارج غلامان ہوتے جاتے ہیں          صبا کی شوخ دستی سے جو عریان ہو جاتے ہیں          اگر کہنے تو کہتے ہیں کہ ہاں ہن ہتے جاتے ہیں          مرے ارمان ل غمزدگان ارمان ہو جاتے ہیں          ہماری گرم نقاری کو میلن ہو جاتے ہیں          کہ کا چوڑ کر ایمان مسلمان ہوتے جاتے ہیں          لباس گل میں آئیں گلستان ہو جاتے ہیں          ہماری جان کو زنجیر زندان ہو جاتے ہیں          پریشان دل کو کرتے ہیں پریشان ہو جاتے ہیں          تہما کنگے پہلے دور احسان ہو جاتے ہیں          وہ دن بیا داتے ہیں بزمان ہو جاتے ہیں          مبارک ہو تہما کر اور خدایان ہو جاتے ہیں</p>
---	--

خبر ہے امتحان راقم کا لینے شوخ آئے گا  
 سوئے قتل ہزاروں جمع انسان ہو جاتے ہیں

<p>وہ سن منکر مرے نالو کو شادان ہو جاتے ہیں          سنا کر اب ہندو سے سلمان ہو جاتے ہیں          وفا ہوتی نہیں اور عہد و پیمان ہو جاتے ہیں          ستم کی حد ہی ہوتی ہو بس اب جانے دو باز آؤ</p>	<p>مرے نالے ہی اب مرغ گلستان ہو جاتے ہیں          ستم کے اور شایداؤ نکو ارمان ہو جاتے ہیں          خیال غیر میں اقرار انسان ہو جاتے ہیں          براحت بنکوہ سچ نوک پکان ہو جاتے ہیں</p>
--	--

<p>خرام نازکی مستانہ شوخی ایک کاشا ہے          گریبان کو سینہ میں کو دیکھیں جیب کو نالکین          شکایت میری کرتے ہیں گلہ مجھے ہی سنتے ہیں          خیال آتا ہے جب دل میں تری بے اعتنائی کا          مرے نامے تماشا ہیں مری تصویر بن کر          مراحل عشق کے پہلے بہت دشوار ہوتے ہیں          یوں ہی ن گرے جاتے ہیں خبر اون تک نہیں پتی          خرام ادسکا ادا اسکے کوئی پوچھے مرے دل سے          جلانا ہو زرد و اب جو ہر بیداد کہلتے ہیں</p>	<p>کہ داماں و صبا دست و گریبان ہو جاتے ہیں          گریبان میں اندام گریبان ہو جاتے ہیں          پریشان محلو کرتے ہیں پریشان ہو جاتے ہیں          جگر میں جن حسرت ل میں اداں ہو جاتے ہیں          نگاہوں میں کسی کی چشم حیران ہو جاتے ہیں          مگر دشوار بنتے بنتے آسان ہوتے جاتے ہیں          عبت ہم بند احسان زبان ہو جاتے ہیں          خدا نما قدم بردین ایمان ہوتے جاتے ہیں          پہلو دل کے جل جل کر چراغان ہو جاتے ہیں</p>
--	---

یہی چرچا سخن کا ہے تو کچھ ہو جاو گے راقم  
 دبستان کہلتے جاتے ہیں بخندان ہو جاتے ہیں

<p>قیامت سی قیامت سے بلاسی ہے بلا گریں          مہو کی اب وہ حالت ہے دل بیتاب مضطرب          نہیں کرتے اثر یارب منزل کینہ بردین          اوتار اتن سے سر قائل عادل سے نکلتی ہے          سنبھل کر قتل کرتے ہیں شہادت کو نہ چا          عبت خنجر اٹھاتے ہو مرے مرنے کو کافی ہے          ہیں تدبیر سوچی اتنی کسی دزن میں کہیں          کوئی مہمان رہا ساقی ہوئی ہر مجلس آبائی</p>	<p>شبِ فرت میں وہ مجھ پر ہے جو ہونہے محشر میں          کہ گل پر قص شبنم جلوہ خورشید النور میں          وہی نالے میں جو تاثیر کر جائے تے پتھر میں          سبک جاہیں گے مرقد میں بک اٹھیں گے محشر میں          کوئی دہسایو کا گوشہ داماں خنجر میں          اجل اس کج نگاہی میں قضا انقضت ہو میں          داماں نکلو ہزاروں خطا دہر ہر دزن میں          نشان صحت شب سے تری چشم خون گر میں</p>
--	---

کسی نے پی ہے ساغر میں کسی نے نہ لگایا ہے لہو تھوڑا چھوڑا وغیرہ کا تم اپنے خنجر میں یہی کہتا سا ظالم یہاں سوئیں وہ سوئیں تہا را واسطہ ہے جو سر تسلیم رکھتے ہیں	خط ساغر ہے یوں صہبا میں گویا بل غنیم مری عشرت تماشا ہو دم تکبیر خنجر میں یوں ہی گزری شب عشرت اہل ہند دہر میں وگرنہ سنگ در بہر ہے کیا کہا ہے بہر میں
--	--

ہوس پیشہ تماشاے ہزاروں لگے جاتے ہیں  
نہیں لگتی طبیعت اپنے راقم کوئی دل میں

محببت ہی تو ایسی کی محبت ہی تقدیر میں لہو کہتے ہیں جسکو وہ کہاں شیدائے مضطرب لب غیر آج تھا ساغر پہ درخشش ترین ہوا کرتی ہے نفرت ہی نہ نفرت قیامت کے بہنیں معلوم کس کس کا لہو خنجر نے چاٹا ہے سرت وصل کی کیا ہو جو گزیرے باتوں باتوں میں گوارا کو ہو ساقی یہ بوئے غیر صہبا کے گئے پہلو سے تم کیا گہر میں ہنگامہ تھا محشر کا سرت دل کی کہتے ہیں کہ نہ سے شمع محفل کے ہمار وصل کی شب ہی عجیب غریب میں گزری نہ تم ضد اپنی چوڑو گئے نہ سے وضع چوڑو لگی کچھ اوسکے دل میں نہ وصل ایسا چپکے بیٹھا ہے نقادان کے کہتے ہیں یہ صورت ہے بکائی کی	سہ نو دیکھ کر دیکھی جو صورت آپ خنجر میں برنگ خون چمکتا ہے غم دل دیدہ ترین کہ موج سے گزیرا ہے لب ساغر سے ساغر میں کہ سایہ مجھے رہتا ہے گزیراں کوئی دل میں کہ ہر جوہر برنگ گل ہے موج آپ خنجر میں خیال شام وقت میں پیام صبح خاوری میں کسی نے پی ہے ساغر میں جو بوئے غیر ساغر میں چرخ صبح گاہی میں جمال شمع انور میں برابر پہول چہرے ہیں کوئی آنیکو گہر میں تلاش وصل میں دل تھا نگاہیں صبح خاوری میں چلو بس موچکا ملنا نہنیں ملنا تقدیر میں وفا مضمحل معانی میں معانی قوت مصدیر میں کوئی نہ پہلے بنائے بلا پہر بہن گہر میں
--	--

<p>ہولے فوق ایشیں کا پہرہ جس ارا کو اگر تم سلامت ہیں کہی کہل جاگی قسمت جلالتا ہے مجھے یہ ماہ سے مہتاب بن بنکر</p>	<p>کوئی دیدے اٹھا کر آئینہ دست سکندریں اسی درلیالی میں اسی گرد و کچھکچھک میں گزرتی ہے قیامت چھپیدیا در و دل برین</p>
<p>ہمیں نسبت جنت کے کہ ہم بھی نسل آدم ہیں ہمارا حصہ راقم ہے آرم میں حوض کوثر میں</p>	
<p>کیا امیدان سے یہ کیا اہل جفا دیتے ہیں کہتے ہیں دینے کو وہ دیکھئے کیا دیتے ہیں روز اقرار کیا کرتے ہیں جو ٹھٹھے سچے اے اچھون سے تو بوسہ پہنی مانگے کوئی آج کہو لے ہوئے بیٹھے ہیں وہ لفظ شکن ہمتو ایک چیز کے سائل میں اگر تم دیدو شعخ باتیں ہی کیا کرتے ہیں معشوق مگر جی میں ہے ادن سے کہیں وصل کسی نہ ہر ہمتو ناکام چلے تم کو مبارک عشرت نامہ بررات کو جا رزن دیو آگ جہانک کچھ غضب چال چلا کرتے ہیں مجھ زقار</p>	<p>ہم سے دل لیکے ہوا ہکو بنا دیتے ہیں وہ یہی بان دیتے ہیں یار و خزا دیتے ہیں ٹالے بالے یوں ہی دن ایتل دیتے ہیں دن میں سو بار جو حسان جفا دیتے ہیں مردہ تجھ کو نفس باد صبا دیتے ہیں کچھ نئی بات نہیں اہل سخا دیتے ہیں تم سے شاہد نہیں جو دل کو دکھا دیتے ہیں دیکھئے کچھ جواب اسکا وہ کیا دیتے ہیں خالی میدان ہمیں اہل جفا دیتے ہیں دیکھو وہ کسے آغوش میں جا دیتے ہیں ہر قدم خاک میں عاشق کو ملا دیتے ہیں</p>
<p>ان حسینوں کی خوشام نہ نہیں اچھی راقم جانتے ہو کہ یہ کچھ دم کی سوا دیتے ہیں</p>	
<p>ہمنشین آئینہ جب او کو دکھا دیتے ہیں</p>	<p>ادریبی صورت تصویر بنا دیتے ہیں</p>



<p>جس سے ہم بات کریں اسکو ہنسنا دین خواب میں اون سے طین فال مبارک بھیجیں جان پیاری ہے تو الفت کبھی پس نہ چکا سننے میں نالوں سے تسکین ہو کر تھی ہے جانے کا ڈھونڈتے ہیں وہ تہا شب بھول بیوفا ہیں نہ وہ بدعہد مگر سفلہ مزاج ہم انہیں اہ پہ لاتے ہیں مگر محرم راز گمے بھر سے وہ آگ لگی ہے دل میں بے خبر ہو کے شب عیش وہ سو جاتے ہیں</p>	<p>اون سے جب ملتے ہیں وہ ہکو ملا دیتے ہیں لوگ تجیر گر الٹی بات دیتے ہیں غیر ہو کوئی ہو ہم عام صلا دیتے ہیں یاں تو کجخت سوا آگ لگا دیتے ہیں خوش نوا یاں سحر شور مچا دیتے ہیں دل سے کرتے نہیں جو کچھ سنا دیتے ہیں شاخ میں شاخ نئی اور لگا دیتے ہیں کہ بچانے کو خضر آب بقا دیتے ہیں کو سنے ہم تجھے بہر باد صبا دیتے ہیں</p>
---	--

روک تو خامہ گفتار کو دیکھو رستم  
جتنے کچھ داد سخن ہی شعر ادا دیتے ہیں

<p>اس آسمان سے ہکو وفا کا لگان نہیں وہ خوب جانتا ہے مجھے دل گران نہیں پروا نہیں ہے سینہ اگر ہو گیا فگار ہے کس قدر حباب کو نازش حیات پر و احسب ترا کہ خاک ہوئی پر یہ مشیت خاک ہے ناز شاہدانہ جفا گر نہیں ہے وہ مرنا ہے ایک بار قیامت ہی کیون نہ آئے دل کیچھتی ہے آج تو نصیر نامہ بر</p>	<p>بے خانان ہے جکا کہیں خانان نہیں مجھ پر فریب عشق کا اوس کو لگان نہیں اچھا ہوا احاطت زخم نہان نہیں اندیشہ تلاطم موج رواں نہیں تسلیم باد و غارہ رو چہاں نہیں کرتا ہے مجھ پر جرم ادا سخاں نہیں شکوے زبان پہ آگے رکتی زبان نہیں یہ اور کا بیان ہے اسکا بیان نہیں</p>
--	--

منزل کی ہے تلاش پہ کس سے پوچھنے  
رہ رو نہیں غبارِ سپر کا روان نہیں  
اب یہ کہلا کہ نام کو دل میں نہیں ہو  
انگھون میں دیکھنے کو بھی رنگ انخوان نہیں

راحم نگاہ یارِ پیری دیکھتے ہیں ہم  
جو نامہ و پیام کہی ارغوان نہیں

مانا وہ مہربان نہیں نامہربان نہیں  
آخر ہمارا دوست کچھ آسمان نہیں  
طرزِ جھانے یار کی شہرت کہاں نہیں  
کس کی زبان پہ زمرہ الامان نہیں  
وان کل کا وعدہ وہ کہ وفا کا لگان نہیں  
یاں غم کی رات یہ کہ سحر کا نشان نہیں  
بیان کی اوسکی جگہ نہ وعدہ کی انتہا  
ہکوا امیدِ زندگی جاودان نہیں  
بیٹھے ہیں کوئے یار میں اب آسمان کا تھا  
یا ہم نہیں زمین پہ یا آسمان نہیں  
تم ہکو نامہ سزا کہو ہم سن کے چپ ہیں  
اب کیا رہا کہ دعوتِ زخمِ جگر کرین  
وہ خنجرِ آزما نہیں کہلتی و فائے غیر  
دل میں تو دیکھنے کو ہو کا نشان نہیں  
بس خیر ہے اور سے نظرِ امتحان نہیں  
ہے پہاںس سی کلچے میں جیتی جو بار بار  
نوکِ مژدہ ہے کوئی یہ نوکِ سنان نہیں  
ہم تو فائے لذتِ آزار ہو چکے  
اون کی ابھی گئی ہو س امتحان نہیں  
اچھی ہے بخود کی ملاقات ات دن  
اندریشہ رقیب و غم پاس بان نہیں  
الچی ہوئی ہے ات سوال و جواب میں  
میری اگر زبان ہے تو اونکے دماں نہیں  
وان ذکر میرا کیوں سنے وہ بھی ذکر درد  
سنے جہاں الم کی کوئی دہشتان نہیں

راحم گلہ دراز ہے اور یارِ شعلہ خو  
افسوس ہم صغیر نہیں ہم زبان نہیں

کچھ ہم کہیں کچھ اوس سے سنیں گفتگو کریں  
 اتنی ہی بات کہو میں تمہیں ہم عدد کریں  
 وہ ادیر میری دعوت چاہم و سب کو کریں  
 مجروح کیوں فغان سے ہم اپنا گلہ کریں  
 ایسے کی وصل کی ہوس دآرزو کریں  
 برباد اوسکے شوق میں کیوں آبرو کریں  
 تقلید اونکی بزم میں میرے عدد کریں  
 کوثر پہ بیٹھ کر لب کوثر وضو کریں  
 اب ادنیہ امتحان ہے مشکبو کریں  
 اب وہ بہانے سینکڑوں پیش عدد کریں  
 کیونکر خیال الفت بیگانہ خو کریں  
 ہم روئیں کس امید پہ ضائع ہو کریں  
 تم ہم سے اور سے تغافل عدد کریں  
 ورنہ وہ ہم سے غمہ کی یوں گفتگو کریں

جی میں ہے بات یار سے ہم دوبعد کریں  
 سودا ہے ہکو تم سے کوئی آرزو کریں  
 اس میں بھی کچھ فریب ہے ورنہ کہاں نصیب  
 فرقت میں ہمتور و میں کسی کو خبر نہو  
 دانستہ جو تغافل بجا کیا کرے  
 دل ہی پچا ہے ملنے کو جس کا تو اسے ندیم  
 وہ منہ کسی لگاتے ہیں جا کر ہزار بار  
 ہم وہ ہیں بادہ خوار ارم میں شراب سے  
 ہم جو سوال کرتے ہیں وہ مانتے نہیں  
 ہم نے بھی کام کہی لیا سو فریب سے  
 ہم جبہ جان دیتے ہیں سودا شناس نہیں  
 آیا ہے اوس کو رحم نہ آئیگا عمر بہر  
 اب یہی کہلی نہ آپ پہ قدر و کا عشق  
 دل دیکے ہمنے آپہ دبو دی رہی ہی

راحم گلہ دراز کریں چل کے یار سے

آزادہ لاج خاطر بجانہ خو کریں \*

کہ میرے لفظ عشرت بے لفظ تحریر ہوئے ہیں  
 یوں ہی برباد اکثر گوہر تقریر ہوئے ہیں  
 تہہ گردوں ہزاروں نالہ شکیں ہوئے ہیں

ازل میں ہی مگر حرف غلط تقدیر ہوئے ہیں  
 ہزاروں غمناک ہیں اپنی ہزاروں مدعا دل کے  
 وہ شب کو آئیگا تنہا ہے یہ وہم آتا ہے

گلوئے حرف لب پر جو دم تقریر ہوئے ہیں  
 جہان ترکش میں ابرو ہزاروں تیر ہوئے ہیں  
 کہ وہ حوجہ جال جلوہ تصویر ہوئے ہیں  
 کچھ ارمان تشنہ آب دم شمشیر ہوئے ہیں  
 جہان دست و گریبان شاہ تصویر ہوئے ہیں  
 لپٹ کر ناز کرتے ہیں گریبان گیر ہوئے ہیں  
 ہمیں ناکہ ہی ملتے ہیں تو بے تاثیر ہوئے ہیں  
 صنم خانے ہزاروں دہریں تعمیر ہوئے ہیں  
 گرفتار بلائے حلقہ زنجیر ہوئے ہیں

زبان کو روک لیتا ہوں کل طاؤسین پرست  
 فقط دل کے بہرہ پر چلے ہیں دیکھنے کس کو  
 کوئی لوگوں سے یہ پوچھے صنم خانے میں کیا دیکھا  
 نہیں شوقِ تم حکو کہ اسکو چھیر دین لیکن  
 حسد آگین نظر سے دیکھتا ہوں اور تار ہوں  
 خوشی سے ہول جاتا ہوں کہی وہ خوشی تھی  
 کوئی ہو گا کہ جسکے کام بے تدبیر بنتے ہوں  
 نہیں اونہیں اگر جلوہ تو پہر کوئی جا بجا عطا  
 ادھر گیسو کھلے اسکے ادھر لاکھوں تماشے

چلے ہیں آئینہ خانے میں کسکو دیکھنے راقم  
 جہان ارمان بیائے جلوہ تصویر ہوئے ہیں

تلاش یار میں جب رہبر اختیار ہوئے ہیں  
 ہمیں دن زندگی کے کاٹنی دشوار ہوئے ہیں  
 کسی کی یاد میں پہنکر سو سو بار ہوئے ہیں  
 ہزاروں چہوٹے رات دن اقرار ہوئے ہیں  
 کہ باں خواہان دنوں کے شاہ بازار ہوئے ہیں  
 غضب ہے حسن کے سود سہارا ہوئے ہیں  
 کہ سرد تپے ہیں اور نت کش آزار ہوئے ہیں  
 دباے دیتے ہیں قد کو کر پیرا ہوئے ہیں

مری زقار سے نقش قدم ہزار ہوئے ہیں  
 ہتھار کیا ہے تھکوا دیکھ اقرار ہوئے ہیں  
 شبِ غم اور ہم گہر کے در و دیوار ہوئے ہیں  
 بہرہ و سا کسکو ہے اسکا یقین کسکو ہر آئین کا  
 کسی دل ہم اٹھالائے ازل سے گر خبر موتی  
 قیامت ہے زینجا اور یوسف کی خریداری  
 عجب کچھ فائدہ لوگوں نے دیکھا سرخروشی میں  
 نہ کہو لو دوش پر گیسو ہماری جان جاتی ہے

ہیں فرحت کمانِ غم سے کہ ہم بے فائدہ ہوں  
یہ انوکھا کام ہیں وقت میں جو بیکار ہوتے ہیں  
زبان ہم یہی تو کہتے ہیں کوئی ہکوستا کیوں  
گلے ہم یہی کریں گے کسی کو خار ہوتے ہیں

کوئی وعدہ ہو کچھ اقرار ہوتے ہیں راقم  
ہیں کو خواہے جو شاق ہم ہر بار ہوتے ہیں

نئی آفت ہے رشکِ غیر سے بیاں ہوتے ہیں  
زبانی مرے والے سینکڑوں اغیار ہوتے ہیں  
غضبِ دلکش کرشمے ہیں کہ عالم ہے تماشائی  
بہتین تو بکھیل ہے رونا تہا را کیا بگڑتا ہے  
نہ فکر دروہے ہکو نہ رشکِ غیر ہے دل میں  
رہے زیر زمین یہی خود نافی گلِ غداروں کی  
سزا اغیار کو دیجے انہی کو جانِ پیاری ہے  
بہت دیکھا حسینوں کو قلعہ اُٹھ گئی دل سے  
مہی پہ جو چین گسائل تک جو یک رنگ محبت ہیں  
دعائے وصل وہ نامی کہ جسکے ات خالی ہیں  
ادامین اوسکے فوہن لگا ہوں میں آجاد ہے  
یہ کیسا روگ ہے منت کش عطار ہوتے ہیں  
محبت کرنوالے لاکھ میں چار ہوتے ہیں  
یہ کس جادو و فطر کے جلوہ انوار ہوتے ہیں  
عجبت بنام ہمتو دیدہ خونبار ہوتے ہیں  
کچھ ایسے شام سے محو خیال یار ہوتے ہیں  
جال گل میں کیا کیا زینت گلزار ہوتے ہیں  
مہی اچھے میں اونکو ناز ہی آزار ہوتے ہیں  
یہ مطلب آشنا میں لوگ کس کے یار ہوتے ہیں  
انہی کی سحر الفت میں یہی شیر پار ہوتے ہیں  
میرے ماتون میں ان خیال یار ہوتے ہیں  
کہ کافر بھی مسلمان تو مرکز زار ہوتے ہیں

حرم میں کل چلنے کے آج دیکھو بتکدہ راقم  
سنا کرتے ہیں یاں یہی حیرتی اسرار ہوتے ہیں

مل جائے ٹھکو خضر اگر کاروان کہیں  
تو لا کہہ نام و دانہ چھا آسان کہیں  
کہنا کہ رہ گیا ہے کوئی تاج کہیں  
دل ماہینسا مرغِ بلندِ شان کہیں

<p>ایسے جہان میں چل کچھ پرین جان کہیں  دل سانبھیں لیگا تھیں زبان کہیں  ساحل گل ہی جائیگا آخرت کہیں  دیکھا نہ شادمان کوئی بیڑ جو کہیں  نالہ کہیں تہا نہ کہیں تہی خفاں کہیں  لا کہوں ملے ملا نہیں اداس کا نشان کہیں  آباد اور جا کے کر سینگے جہان کہیں  تم سا نہوگا اور کوئی بدگمان کہیں  میرا ہے وہ فسانہ سنو گے جہان کہیں  کچھ کسی کے رگتا ہے شوق فغان کہیں</p>	<p>مٹی کا آسمان ہو مٹی کی ہو زمین  میرا غم گسار ہے تم ہی رکھو عزیز  کشتی کو لین ہی چوڑو واللہ کو منہ دے دو  اپنے جہان میں اپنے خوشی کا بنایا نام  تھے ہی اوکے ہو گئی کا فور سا زور و  آخر کو تھک کے بدبہ گئے خاک چھا کر  تنگ آگئے ہیں ہم ستم رزگار سے  دلا لہ کام کی تھی او سے منع کر دیا  مجھ کو کو کہن کی کہانی ہے غلط  بے چین کوئی ہوتا ہے میری بلا ہو</p>
	<p>راحم رہو اب ایسی جگہ چلے با فراغ  ذکر زمین نہ نام کو ہو آسمان کہیں</p>
<p>مصیبت وہ ہے جو مصیبت نہیں  قیامت ہے انکار آفت نہیں  مراد دل ہے اوس کی طبیعت نہیں  سچے پیشہ سستی کی جرات نہیں  ہماری خوشامد کی عادت نہیں  ابھی عشق کی میری شہرت نہیں  وہاں پرشش دین و ملت نہیں</p>	<p>شکایت ہے اور پر شکایت نہیں  بلا نہیں اونہے ہم یہ جرات نہیں  ملاقات کی کوئی صورت نہیں  خوشی کا ایسا ہے ان مات ڈال  کرین التجا اوس کی ہم لا کہہ بار  تفاضل تو ہو گا معتبر اوس سے  پسندیدہ ہیں اذ کو یک رنگیان</p>

<p>ہمیں یہ بھی دیتے اجازت نہیں شبِ عم سہی گر قیامت نہیں کہ بیکار ہیں اور فرصت نہیں مروت ہے اور پھر مروت نہیں چلے جائیں گے اگر اجازت نہیں کوئی دوسرا خوب صورت نہیں کہ میری بھلتی طبیعت نہیں مجھے گویا کچھ اور حسرت نہیں ہمیں اپنے عم سے ہے فرصت نہیں</p>	<p>اگر اول سے پوچھیں کہ مر جائیں ہم ہمیں موت کو ایک دن چاہیئے بری کیا ہیں فرقت میں بیکاریاں غضب آنکھ میں اوسکی ہے ہر دیکھ تہمین دیکھتے ہیں بگڑتے ہو کیوں تہمین حسن اے ہو کیا شہر میں شب وعدہ مضطربوں کچھ بات ہے گلے مل کے کہتے ہیں لونخوش ہوئے شکایت کسی کی کرین کیا عرض</p>
---	--

ہلکے کیا کوئی اس زمین میں غزل  
کہ راقم سحافی میں وسعت نہیں

<p>بھڑکی شام سے اندیشے ہو کر تے میں نارسانا لون کو خود میرے رسا کرتے ہیں آپ لوگوشت سے ناخن کو جدا کرتے ہیں آپ خوش ہوتے ہیں پردانے جلا کرتے ہیں عم میں آرایش عم خانہ رما کرتے ہیں کتنے بھولے ہیں سمجھتے نہیں کرتے ہیں تازہ بو سے لفس باد صبا کرتے ہیں ہر لب زعم کو ہم اپنے سدا کرتے ہیں</p>	<p>مضطرب وصل میں ہی ہمتور مار کرتے ہیں چمپڑ کر وہ مجھے شفق کیا کرتے ہیں منع کرتے ہو مجھے ملنے سے ناصح کیا خوب واہ رے شوق تم شمع جلا کر گہر میں نالے بیکار نہیں میں شب تنہائی کے پوچھتے مجھے میں تم بھر میں کیا کرتے ہو ایک تم جلوہ سے اغماض ہے ایک شاہ گل شکوہ تیغ تم ادکانہ لکھنے منہ سے</p>
--	---

پوچھہ لیتے ہیں وہ بیگانہ روش نیکے مزاج  
 شرم عصیان سے ہمارے نہوتی کو جہت .  
 ہم ہی کاٹھن پہ بستر نہوا اور سنگ پر  
 ہم اسے زانو پہ سر رکھتے ہیں کیا کرتے ہیں  
 ہم ہی کہہ دیتے ہیں اچھے ہیں عا کرتے ہیں  
 مفصل اسلئے ہم آپ رہا کرتے ہیں

ہم کو کچھ ناز نہیں فن سخن میں رہتے  
 ہاں مگر خاطر احباب کیا کرتے ہیں

لطف آئے شکوہ کا گفتار میں  
 مر گئے ہم حسرت دیدار میں  
 پہر ہی وہ کا فتنہ آیا راہ پر  
 مجھے چپ چاہتے ہیں دیکھوں نہیں  
 غیر ہے اور غیر کی تقدیر ہے  
 غیر دیکھیں میں نہ دیکھوں فال و  
 وہ ہی دن ہوگا سنوں میں کائنات  
 جان تک ہمتو کرین تم پر نشان  
 بحر میں سکین ہو رو نا تو جانے  
 دل میں قربان مجھے تم ہوگی ضرور  
 میری ناکامی اسے دے دے بڑھے  
 کچھ گریبان ہی پیشین نگرار میں  
 ہائے رفل ہی نہیں دیوار میں  
 ماندہ کرایاں پہرے زنا ر میں  
 ضد سے میری دیدہ خونبار میں  
 کیا ساما ہے نگاہ یار میں  
 خاک میری دیدہ خونبار میں  
 رشک اپنا خاطر اغیار میں  
 تم اگر چکے رہو اسرار میں  
 آن بیٹھو چشم دریا بار میں  
 دیکھ کر شوخی میری آزار میں  
 کو کہن مجھے ملا کہسار میں

سست ہے اتم غزل ایک لڑکھ  
 کچھ تو ہو رنگ سخن گفتار میں

یہ جو شوخی ہے مری گفتار میں

دیٹی ہے او کو مدد و آزار میں



غلب لکھے جستجوئے یار میں • خار و امن میں ہے دہن کار میں  
 کیا کرینگے جا کے ہم گلزار میں دل لگا ہے اپنا کوئی یار میں  
 کیا دہرا ہے نرگس یار میں سعتیان میں اور شہم یار میں  
 لطف اوس سے پوچھئے آزار کا جس کا دل انکا ہوزلف یار میں  
 وصل میں جب بت بنے بیٹھے رہو فرق کیا ہے آپ میں دیوار میں  
 کاش ہوتے شاید بازار تم ہم نہ مرتے حسرت دیدار میں  
 ورد ہے یا تیر ہے کچھ ہے سہی چب رہا ہے زخم دامن ار میں  
 آزمائیں نالہ کو شاید کبھی کچھ اثر کر جائے خولے یار میں  
 آپ کیسی شوخیان خنجر میں ہوں عشرتیں دیکھو میرے آزار میں  
 حسرتیں اتنی ہیں مرنے کی سبھے جتنے جو ہرین تری تلوار میں  
 دل کو دل سے یوں ہی ہو جاتی ہو رات فرقت کی کٹی اچھی طرح  
 داغ دل تنکو دکھاتے ہم مگر رنجو دی کچھ ہو خیال یار میں  
 مست آنکھیں اور جیائیں واہ وہ حسرتیں ہیں سینہ افکار میں  
 ہمتو اپنی آرزو میں ایک دن یہ کہان ہشیار یا ہشیار میں  
 طول فرقت کچھ مرا حصہ تھا دفن کر آئیں گے کوئی یار میں  
 ہجر کی وہ لذتیں کس کو نصیب یہ تو ہوتا گیسوئے خدار میں  
 بھر کی وہ لذتیں کس کو نصیب آرزو دل میں ہو دل آزار میں

ہنسی بہت ہشیار راقم آگئی  
 تم فریب محرم اسرار میں

نہیں بنتی بنا دیکھے یہ شکل نازنین برون  
 رہے ہیں بھر میں ہم استعدا ندو گین برون  
 شا یا مشغلہ فرقت کا او سکی سرد نہری نے  
 کہاں تک تم پہنچو گے ہمیں ہی کیا یہ ہے  
 اشارے روز اور دن تبسم روز وغیرہ سے  
 ہر نردون خوشین نکلیں نکلے ایک ہوش  
 تری صوت کے ہم شیدا تری باتوں کی دیوانے  
 ہیں تو ایک شب کو چاہیے ہے تم اگر دیدو  
 کچھ ایسی بن گئی تصویر اسکی شو قدرت سے  
 مہیا کر وصل کی امید رکھے اور وہ رکھے  
 کیا وعدہ قیامت کا ڈمائی ہے ڈمائی ہے  
 قصدا تو جان نہ لے میری صبا کی لیاقت ہے  
 نہ لے ہو بلانے سے نہ خود آنے کو کہتے ہو  
 ہمیں کیا ننگ ناصح خانہ زلف جیسے ہے

کہ خود دیکھا کر صوت کو صورت آفرین برون  
 نہیں بھی کہاں ہم میں کدہر جان جین برون  
 نہیں آنا خیال نالہائے آتشین برون  
 اسی در پر رہیگا سراسی در پر چین برون  
 پہرے جسے رکھ لیکن نگاہ ہر کین برون  
 کہ جسکے واسطے کہو یا کئے ہم نقد دین برون  
 قیامت سے دین محروم ملنے سے ہمیں برون  
 قسم لیلو جو کہیں آپ کا عرش برین برون  
 رہا حیران بنا کر آپ صوت آفرین برون  
 قضا سے عہد کر لے اور جئے اندو گین برون  
 رہے گا صبر سے کیونکر دلج حسرت گزین برون  
 کہ پہنچاتی ہی ہے کونکے زلف غبرین برون  
 تمنا میں کہو کیونکر رہے جان جزین برون  
 گریبان عمر پہ پہنتا ہے اور پتین برون

وفا پالی نہیں راقم حسینان جفا گر میں

یوں ہی ٹالا کئے وعدہ پڑے ظالم میر جین برون

مجھ پر کرتے ہوئے احسان چلے آتے ہیں

اور کہوتے مرے اوسان چلے آتے ہیں

اپنے گھر کو کئے ویران چلے آتے ہیں

بے بلائے مرے مہمان چلے آتے ہیں

وہ کئے بال پریشان چلے آتے ہیں

جانشین قس کے ہم ہوتے ہیں سودا یکھو

<p>             جب نہیں دیکھتے دیوار میں رخسار کوئی              جان پیرائی قیوں کو تو جانتے کیوں ہیں              تم اگر عہد کر دہے ہم آغوشی کا              مہربان ہو کے جو تم ہلکو بلاؤ بہرہم              خط کے پرے لئے آتا نہو پیغام رسان              گر یہ سجدہ نہیں دیر و حرم کیوں دن ات           </p>	<p>             اولے پہر کر مرے ارمان چلے آتے ہیں              جو پشیمان پشیمان چلے آتے ہیں              ہم مبتلی یہ دہر جان چلے آتے ہیں              جان کرتے ہوئے قربان چلے آتے ہیں              بے سبب ہم جو ہر آن چلے آتے ہیں              شوق میں گبر و سلمان چلے آتے ہیں           </p>
---	---

ہلکو سمجھائیں گے کیا صلح نادان راقم  
 روک دو جان نہ پہچان چلے آتے ہیں

<p>             کچھ تو ہے وہ لئے قرآن چلے آتے ہیں              آج بے پردہ میری جان چلے آتے ہیں              کہو تم میں ہم ہی وقار اپنا تمہارا کیا ہے              ما جسہ کیا ہے الہی یہ تماشا کیا ہے              آج برسائیں امیدیں میرے گھر پر یارب              آہ و فریاد کی معلوم رسائی ہوئی              اب تو زنا ربنا نے پڑے ایمان گیا              اون کی مستانہ خرامی کو نہ لگ بکا نظر              مجھے یہ پردہ ہے بالاک نقاب ادب ہی وہ              کچھ محبت کی تلافی بھی ہے اے مایہ ناز              ہم میں کس گنہی میں آتے ہیں کدھر ہو کر           </p>	<p>             مجھے کرنے کوئی چہان چلے آتے ہیں              خیر ہو یوسف کفان چلے آتے ہیں              بے بلائے ہمیں نادان چلے آتے ہیں              آج کیوں خواب پریشان چلے آتے ہیں              یہ جو بادل پہرے باران چلے آتے ہیں              تالے ہو ہو کے پریشان چلے آتے ہیں              نکلے خود تار گریبان چلے آتے ہیں              فتنے ہی سات نگہبان چلے آتے ہیں              منہ بہ ڈالے ہو ڈالمان چلے آتے ہیں              ہم جو دل میں پہر ارمان چلے آتے ہیں              غیر بھی جوان سے پشیمان چلے آتے ہیں           </p>
---	---

مجھ کو معلوم ہے مشتاق تماشا تیرے | چہانتے خاک بربابان چلے آتے ہیں

اون کے آنے کا بہرہ سنا کر دم راقم  
ایسے کافر کہین ہسان چلے آتے ہیں

شرم سے سر جھکائے جاتے ہیں	اور مجھ کو مٹائے جاتے ہیں
ناز سے چہپائے جاتے ہیں	آئینہ کو دکھائے جاتے ہیں
درد و ہمت چہپائے جاتے ہیں	نلے خاک اڑائے جاتے ہیں
وعدہ جو ٹاٹا نہیں دل بیتاب	صبر کربا وہ آئے جاتے ہیں
کام مگر بڑے بنے یہ دیدہ تر	اپنے آئینہ یہائے جاتے ہیں
رشک کس کس کا ہوا نئے غیار	آنکھوں آنکھوں میں جہاں جاتے ہیں
شوق میرا سنا سنا اوسکو	غیر دشمن بنائے جاتے ہیں
ہو نہو عشق سازگار ہمیں	خاک ہم ہی اڑائے جاتے ہیں
سیکھ کر مجھے شاہدی کے ناز	ہم پہ پہر آزمائے جاتے ہیں
ہم بلائیں تو ہم سے ہوا غماض	ہاں کہیں بے پلائے جاتے ہیں
زخم ہو بخیمہ گر رفو کر دیں	جوڑ دل میں لگائے جاتے ہیں
ہم کو ارمان اون کی نظروں میں	اور ہلکا بنائے جاتے ہیں
سچ والے ہی بد بلا میں لوگ	دونوں جانب رک جائے ہیں

مٹ چلا نقش آپ کا راقم  
غیر نقشہ مجائے جاتے ہیں

بہو بچائے ہو دیکھئے عزم سفر کہاں | شام وطن کو کرتے ہیں خستہ بحر کہاں

عمر عزیز گہتی ہے صبر اس قدر کہاں  
 الفت میں کس کی انگلی ہم بے خبر کہاں  
 ملتا نہیں سراغ وہ ہے جلوہ گر کہاں  
 جسکی ہمتیں تلاش ہے وہ میان بشر کہاں  
 کیا جانے کس لباس میں ہے جلوہ گر کہاں  
 عالم ہے چل چلاؤ کا کچے بسر کہاں  
 ہم جان بول بچا کے رہینگے مگر کہاں  
 وہ بے خبر ہے اوسکو ہماری خبر کہاں  
 یان عمر شام کی نہیں عمر سحر کہاں  
 پہر تو کہاں یہ جلوہ برگ و شجر کہاں  
 جو وقت مات سے گیا بار دگر کہاں  
 جنت میں لطف جلوہ شام و سحر کہاں

جی چاہتا ہے سیر جہان کو مگر کہاں  
 رہا حسن اتفاق ہمیں کچھ خبر نہیں  
 آنے پہر جکے واسطے اوسکا پتہ نہیں  
 جس جس سے پوچھتے ہیں وہ کہتا، خیر ہے  
 ہو گا کسی جہان میں کسی کا رگاہ میں  
 بچپائے ہوتا کے جد ہر کرتے ہیں نظر  
 کچھ دن ہرین ہی پہر ستم روزگار سے  
 پہر ہی نہیں امید وہ پوشیدہ رولے  
 ایک عمر چاہیے کہ میر ہو وصل یار  
 اسے عمر خوش گزارے فرصت ملے اگر  
 جو کام آج بن گیا مشکل ہے کل بنے  
 جو کچھ ہوس ہو دل میں یہاں نکال لے

راقم ہمتیں تلاش ہے جسکی خبر نہیں  
 بیٹھا ہوا ہے وہ پس دیوار و در کہاں

کس کو دیا ہے کس نے لیا چین کر کہاں  
 چہرہ کارنگ فقی ہی رہے رات بھر کہاں  
 اس کا ڈر نہیں ہے تو ناصح کا ڈر کہاں  
 رشک رقیب کے لئے اپنا جگر کہاں  
 پہر کہئے ارتباط رگ و ریشہ کہاں

دل کی خبر نہیں کہ گیا بے خبر کہاں  
 ستم برہوائی اُڑتی ہے تم ہی مگر کہاں  
 دل تہا ہمارا ہمنے دیا پہر کسی کو کیسا  
 لاکھوں ستم ہزار جھلار کی سہین  
 جب چہرہ ہی نہیں رہے دل سے نگاہ کے

<p>رونے کو جو فریب کہے اور فریب عشق ہم کو حال یار ہوا یا کہاں نصیب غارت گری کا کیل ہو جس چشم شمع کا سچ ہے ستم گری میں نہیں یار کی نظیر جلتے ہوں پر فرشتوں کے جاتے ہوئے جہان عاشق نواز بن کے اگر آپ آئیں گے غیر ان کی تم نظریں تمہاری نظریں غیر</p>	<p>اوس سیر فریب گریہ ترا چشم تر کہاں اوس کی نظر نظر سے ملے وہ نظر کہاں اوس سے بجائے دل تو چہچہا جگر کہاں ہے فتنہ گر فلک بھی مگر اس قدر کہاں ہم جائیں اوس کی بزم میں ایسا جگر کہاں جو مجھ سے پوچھتے ہو کہ ہے تیرا گھر کہاں میں کس نظر سے دیکھوں تمہیں وہ نظر کہاں</p>
<p>جب ایک مرد سر کی ہی ساقم دو انہیں داروئے وصل دلیہ نازک مکر کہاں نہ</p>	
<p>رویف الوائو</p>	
<p>مرے دل سے کوئی پوچھے کہ تم ہوا در کیا تم ہو نہاں ہمسے ہی ہستے ہو ورنہ جا بجا تم ہو بلا ہو قبر ہواقت ہو جو کچھ ہو نہیں جب اسطرح سے تو پہر غماض کیسے ہیں سنا دوں جہاں قائم کہی ہو جا ریگا ملنا کے جاتے ہو نظر دن سے مرے سچے آئے ہو وفا پر ناز کرتے ہو دکھاؤ کچھ وفا کر کے ملو گے ہم سے تم اگر یہ سب کہیں باتیں ہیں آدیتے دل کہی نکو اگر پہلے سمجھ لیتے</p>	<p>نصیب دشمنان ہو دشمنوں کا مدعا تم ہو گلوں میں رنگ آراغجون میں نگہت خاتم ہو غرض میرے لئے ہوا اور میرے دلر باتم ہو کر و اغماض ہی اوج ہے کہ جبکی آشتام ہو ہمارے دم میں مہم باقی ہے اور نام خاتم ہو ہر ایک چشم تماشا کا تماشا ہو گیا تم ہو اسی بیگانہ داری پر کہیں ہم با وفا تم ہو کرو گے اوس کا دل ٹھنڈا کہ جسکے مستلتم ہو کہ ایسے بیوفا ہوا و غرض کے آشتام ہو</p>

یاری از زودل کی تمہاری چلتی لب پر تہ نکلے کام جسے تمہاری پہ خوشاد کیون صنم ہی تم نہیں بت ہی نہیں جو کچھ تم تمہارے گھر سے ہم نکلے خدا کے گھر سے تم نکلے جب اکہمیں چار ہوتی ہیں کدورت جاتی رہتی ہے زمانہ کو بدلنے دو خدا وہ دن ہی کر دیگا یہ سب اڑ جائیگی نخوت گلے سے ترے	تساب بر آتی ہے اگر کچھ لب کشا تم ہو جہان میں اور یہی شاہدین کیا ایک لڑا تم ہو تمہارے نازاٹھائیں کیا خدائی میں خلیع تم ہو مہتہن ایمان سے کہدو کہ کافر ہم میں اتیم ہو ہنیں ہوتے مگر تم صاف وہ کافر ادا تم ہو تماشا دیکھ لینا جسے کرتے التجا تم ہو بتا دیجئے تمہیں ہم ہی کہ کیا ہے کیا کیا تم ہو
---	---

غزل یہ در جاگی لکھو اس رنگ سے راحتم  
کہ ہر انصاف پر در کی زبان پر مہ جاتم ہو

بوچتے ہو اس طرح مجھے کہ کچھ بیار ہو خوف گر یہ اوسکو تیرا چشم دریا یار ہو تم دیکھاؤ روز جلوہ گرے بازار ہو شوخیان کم ہوں ادا دین میں تو ہے مانگ ل کفر و دین کا آج منٹ جاتا ہے سارا فرقہ نالا ہے میرا رسا میں خود رسا کرتا ہنیں کیا دوا اوس درد کی جو منقلب ہی نہ ہو ہو چکا جب نام رونے کا تو رُو دل کھول کر میرے شکوئی شکایت ہے سچہ اتنی نہیں غم سے جب گہرائے انسان سر پہ چھو گیا کرے	تم میحاجن کے آئے کہوئے کیا آزار ہو جس کے گہر میں در ہو باقی اور کوئی دیوار ہو کوئی جل جائے تجلی کی مگر ٹکرا رہو دل سے شوخی نالہ سے گرمی اگر وہ کار ہو ایک دن ہی گر تمہارا جلوہ دیدار ہو خوف ہے دل پر کسی کے نالہ غم بار ہو کیا علاج اوس غم کا جو زخم دامن دار ہو بہ کچھ ہمارا جی ہی ہلکا دیدہ خوبار ہو وہ کر لگا شکوہ دم لینا جسے دشوار ہو زندگی سے میرے جو چہنے سے ہی سیرا رہو
--	--

ہم سے لکھو الو اگر خواہش کریں ہم صل کے	جو تمہارا روز ہو جلوہ دیدار ہو
خاشی ناز رضا کے یا رہے یہ وقت ہے	حوصلہ بگلو اگر کچھ ہمت دشوار ہو
یہ نفاق باہمی قسمت کا ہے ڈالا ہوا	میں ادھر آرزو تھے مجھے تم بیزار ہو
کیا فریب اور سپر چلے سو یاد ہوں جبکو فریب	رحم کی باتوں میں جسکے تلخے گھٹا رہو

یار سے ملنے چلے راقم بری سوچی نہیں  
بے بلائے جاتے ہو ایسا ہنو تکرار ہو

ترکیب درد کہتی ہے زخم نہان ہو	صورت غلش کی یہ ہے کہ نوک سنان ہو
فرقت کی آج شب ہے رعایت نشان ہو	یا ہم ہوں زمین پہ یا آسمان ہو
ڈرتا ہوں آتشیں میں روز روز کی	اس امتحان میں اور کوئی امتحان ہو
وعدے تمہارے روز کے میں اثنا نہیں	جب تک قسم نہ کہا وعدہ ادیان ہو
کیا لطف جو شصا عقدہ دایرہ باد کا	پینے کو جس کے پاس ہے ارغوان ہو
ہر وقت زیر مشق ہیں او سکی جھکا ہم	اور سپر تم یہ ہے کہ ستم کا بیان ہو
مانا دانا نہیں ہے تمہارے زبان تو ہے	حیرت ہے خواہشوں پر میری لبے ان ہو
قدرت وہ چاہے قدر انداز بات میں	سو زخم تیر دل پہ ہوں تن پر نشان ہو
قاصد کی بات کا مجھے آنا نہیں یقین	کہتا ہوں پہر کسی کی زبان کا بیان ہو
وہ مرغ میں نہیں ہوں کہ دانہ پر نہیں	جب تک نفس قریب سرشتیان ہو
سعد و رآپ ہیں کہ چلے لے خالی بات	محبوب میں ہوں جب مرے منہ میں زبان ہو
کیا تھر ہے خدا مری کو شش ہو راہگان	مقصود دعائی کا کوئی راہیگان ہو
راقم تکرار سے شکایت فراق کی	ہے دوست پرگان آؤ کچھ بنگان ہو



محررم وصل یار تو پیر و جوان نہو یلدب شرب وصال سحر کا کمان نہو فرقت کا غم وہ غم ہے کہ جسکی دو نہیں مدت میں وصل یار کا موقع ملا ہے آج وہ آئے یا نہ آئے شکایت نہیں ہمیں اقرار دل فریب وہ بدخوستیزہ کا وہ آرزو ہے کیا کہ ہمیں ہے ہمیں نہیں ہے ابتدا سے عشق ابھی سے یہ بخودی	دستہن کو بھی نصیب غم جاودا نہو جب تک شاد خاطر ناسا دمان نہو عیسے سے ہی علاج تپ استخوان نہو مرغ سحر کی تنہ میں آہی زبان نہو بے مہر مہربان رہے نا مہربان نہو ڈرے کہ پر فریب سراستخان نہو وہ شوق شوق کیا کہ یہاں ہو دمان نہو انجام بخودی کہیں خواب گراں نہو
--	---

اوجھا ڈھڑتے جاتے ہیں جو وصل باہین  
راحم خرابوں میں کہیں آسمان نہو

کیون کرتے ہو خراب دل وصل خواہ کو جی چاہتا ہے دیکھئے چشم سیاہ کو پاکر وسیع دامن عفو الہ کو امید داو خواہی بخشہ ہی اب نہیں منظور امتحان ہے تو اپنے تم کے ستا دل چانتا ہے ناز کی شوخی حجاب میں روز ہزا کو طول اگر ہو کسی سدا کہتے نہ اوسکو جان وہ بنتا نہ یوفا گوشہ میں ایک دامن رحمت کی لگا	کیون کرتے ہو تباہ اسیر نگاہ کو رکتا ہوں کیون پہنائوں فلج گناہ کو ہمے بڑا دیا ہے شمار نگاہ کو اوس نے ملا لیا ہے دل داد خواہ کو کر دوشریک تم فلک کینہ خواہ کو انگھیں ہی جانتی ہیں ستم کی نگاہ کو یہ ہم شنائیں قصہ شام سیاہ کو ہمنے دیو یا آپ وفا کے نباہ کو بذام کر کہا ہے چارے گناہ کو
---	---

یہ اور شام بھر کے پیچھے بلا گئی	روتے تھے ہمتو پہلے ہی روز سیاہ کو
اسے خضر تکو عمر ملی ہے اسی لئے	رستا بناؤ راحم گم گشتہ راہ کو
<p>کہتے نہیں ہم اونے ایسی اپنے چاہ کو  شوقِ ستم نہیں نہیں سب نگاہ کو  اب چھوڑ دینے عشق کی ہم رسمِ ملاہ کو  ایک ایک سے پوچھتا ہوں دیر سے کدھر  جس دل میں بیٹھتا ہوا دیکھو جگتا ہو  اوسکی نگاہ مہر پہ بیولا ہوا ہے غیر  ناز و ادا و غمرہ سے روکا نہ جائیگا  اس وصل کی خوشی ہی قیامت کے کہ نہیں  دل سے تمہارے دل کو نپایا ملا ہوا  کہ ہے زمانہ وصل کی شب کا ذرا نسیم  تہا پاس غیر آپ کے یا میرا شک تھا</p>	<p>خضر سے سنا دین وہ نئی رسم و راہ کو  طرزِ جفا سکھاتا ہے چشمِ سیاہ کو  دیکھا خدا بنا ہوا ہر کج کلاہ کو  دیتا نہیں پتہ کوئی گم کردہ راہ کو  بر باد آپ کرتے ہو تم جلوہ گاہ کو  دیکھا نہیں ہے گردشِ چشمِ سیاہ کو  جو وقت ہمنے چھوڑ دیا تیرا راہ کو  جب پوچھتے ہو جانے کو تم صبح گاہ کو  سیدنا کبھی نہ دیکھا تمہاری نگاہ کو  دامن سے روٹے رہو ابھی صبح گاہ کو  نکلا تمہارے گہر سے کوئی صبح گاہ کو</p>
راحم امید وصل کی اوس پر فریبت	سبھے فریب عشق جو حسرت نگاہ کو
<p>کچھ تو شرمناز کہ اکثر تکو  لطف ہونا جوازل میں ملتا  تم تو بت بھی نہیں کام آجاتے</p>	<p>غیر کیا کہتے ہیں منہ پر تکو  کسی مضطر کا مقدر تکو  پوچھتے عاشق مضطر تکو</p>

<p>عجبکو محزون نکھو چہرین گے          کیا مرانا لہ رسا ہے اتنا          کہو دیا ہنسنے ہی مطلب اپنا          کہتے ہو ربط نہیں غیروں سے          قیس ہوتا تو دکھاتا اوسکو          داد آئستہ کی اپنی پاتا          وعدہ بچا کر لے آتے ہمیں          تم بہر وسہ نہ کہو غیروں پر          ہم تو اس کشمکش ہجر میں ہیں          کیوں کرتے ہو پسینا پوچھو          بے بلائے چلے آگے کہیں          قید میں تم تو ہو دربانوں کے          گیس ہی جاتا تو بگڑا کیا تھا</p>	<p>لوگ پہرے لے بنا کر تمکو          شب کو کرتا ہے مکر تمکو          بہر کے دینا تھا ساغر تمکو          اگیا ہو گا یہ باور تمکو          پاس لے کے بٹھا کر تمکو          دیکھ لیتا جو سکندر تمکو          اپنی آنکھوں پہ بٹھا کر تمکو          دھوکہ دین گے یہ مقرر تمکو          یاد کرتے ہیں برابر تمکو          آج گزرا کہیں دن بہر تمکو          پہنچ لایا جو مستدر تمکو          ہم بلائیں یہی تو کیونکر تمکو          در پہ ایک کہنا تھا پھر تمکو</p>
<p>یہ غزل دیکھ کے راقم ہنسی          داد کیا دین کے بخور تمکو</p>	
<p>کیوں دیا دل خوگر بیدا کو          خوب سوچی خاطر ناشاد کو          عشرت دل دیکھنا کہتا رہا          امتحان کیجئے نہ اس امتحان</p>	<p>کیوں کیا دشمن تم ایجا کو          وصل کا سامان کرو فریاد کو          مرتے مرتے مریجا بلا کو          آگ پر کہو دل ناشاد کو</p>

-	مرگِ عشرت ہو دلِ شاد کو اب بُرا کہنا پڑا صیاد کو ہے کچھ ایسی ضدِ ستم ایجاد کو تم گلا سمجھا کر وٹسرایا کو	مثل کرنا لیکن اس انداز سے طاقت پرواز کیوں آتی چلی وہ تصور میں مرے آما، نہیں میں تو کہتا ہی ہوں گاکا حال دل
	بس کرو راقمِ زمین چہی نہیں تم غزل دید کسی اور سلا کو	
انکھ میں قطرہ قطرہ کو گھر ہوئے دو یار بے پردہ ہر دم گرم نظر ہوئے دو او کو کچھ شوق تماشا کے نظر ہوئے دو اپنی عادت سے سوا صبرِ نظر ہوئے دو دل کی خواہشیں کہ تمنا میں بسر ہوئے دو کوئی دن اور یوں ہی عمر بسر ہوئے دو دیکھہ لبِ گیسو شیبِ فرقت کی سحر ہوئے دو نالہ آرایشِ ایجابِ شر ہوئے دو ایک دن عمر کو فوقت میں بسر ہوئے دو	طرزِ گریہ کی نئی دیدہ تر ہوئے دو ایک دم دیدہ تر جلوہ نگر ہوئے دو رفیقہٴ یون ہی بڑبڑایا گارِ لطافت تم آؤ انکھِ مست میں غفلت نہ کرو ناتوانی کا یہ ایما کہ بس اب مر رہے رو کر وعدہ دیکھ اچھا ہے اگر یہ کہدو ہم کو کیا بخت کہ جہنگارِ شہر ہو گا ایک دن اپنی شبِ غم میں تماشا ہو گا نکو چینے کا فر آئے اگر حضرت خضر	
	نالہ بیکارِ نہیں کام کر لگا رستم کچھ سا ہو دو اعجاز اثر ہوئے دو	
دل کسی کا تو گرا نبار اثر ہوئے دو کتنے بہتے ہیں ذرا بارِ کمر ہوئے دو	ضبط ہوتا نہیں فریادِ جگر ہوئے دو ابھی وہ بال میں گیسو نہیں سجھ دیکھو	

<p>تم مست گار سہی مین ہون تم کا خوگر دل مین حسرت رہی تکرار مین گذری چل مین بلایا کروں اور تم ہی کہے جاؤ کہ مان عمر جاوید نہ مانگوں مجھے کیا کرنی ہے پہچے اچھو نکو دکھا دیں گے تہ تیغ ہوئے ایک مین ہی نہیں آزار کے حصے کیجے</p>	<p>او مقتل مین جلو جنگ دوسر ہونے دو وہ یہ کہتے رہے سونے دو سحر ہونے دو عمر کٹ جاؤں ہی شام دوسر ہونے دو بخود ہی مین نفس چند بسر ہونے دو اون کی شمشیر ستر زیب کمر ہونے دو مستی غیر ہی ہے نصف اود ہر آنے دو</p>
--	--

دیکھ لینا کہی رفتار کی مانت پر قسم  
یار کو گرم رو راہ گزر ہونے دو

<p>روئے کا مزا دیدہ خونبار سے پوچھو جب درد کی لذت دل بیار سے پوچھو فرقت مین تماشاً دل بیتاب کا دیکھو ہم کیوں کہیں اُترا ہوا چہرہ ہے کسی کا تم کہتے ہو آئے کو چلے آؤ کسی وقت مجھے نہ سنو شوخے رفتار کی شہرت دل کا مرض اور سیجا کی دوا اور پوچھا جو کہی مینے کہ تم آؤ گے کس دن دیکھو نہ مرے دیدہ خونباہ فشان کو دانستہ تڑپنا دل مشتاق کو چھوڑا بیان دم ہی نکل جائے پوچھو کہ ہوا کیا</p>	<p>مرنے کی حلاوت دل بیار سے پوچھو کہتا ہے دمان جاو دل آزار سے پوچھو دن رات تڑپنا درد دیوار سے پوچھو خود آئینہ مین دیکھو لود و چار سے پوچھو ہر بات کو کیوں محرم اسرار سے پوچھو بازار مین نکلو کہیں دو چار سے پوچھو تم چارہ آزار دل آزار سے پوچھو کہتے مین کسی شاہد بازار سے پوچھو زخون کی غلش سیدہ زنگار سے پوچھو بے ہریان اپنی کہی تنوار سے پوچھو خاطر شکنی غیر کے سو پیار سے پوچھو</p>
---	---

تم مجھ پر ٹپنے کا نہ الزام لگاؤ جاتا تھا بہت دیکھنے ناز بیت طناز ہر طرز جفا شاہد بازار سے لیکھو مجھے نہ سہو تم شیب و شینہ کا قصہ جو وصل کی خواہش کرو اس کے گروغما	انحاض یہ تلوار کا تلوار سے پوچھو اب کوئی بحقیقت دل بیار سے پوچھو اور میرے لئے چرخ مہم گار سے پوچھو شرماؤ گے تم خود لب خوار سے پوچھو شوق طلب جنس خریدار سے پوچھو
---	---

بہر چل کے گرانبار می اندوہ کو راقم  
ٹل جائے تو ٹالو نہ دل آزار سے پوچھو

کوئی فرقت میں نہیں درو کے پہلانے کو اے میں حضرت ناصح کے سمجھنے کو گو وہ اظہار تعلق مگرین میں خوش ہوں بے بلائے وہ چلے آئیں کچھ لیا ہو جائے روز کے وعدے نہیں وجہ تلی نہی سخت جانی مجھے دی روز مروں اوچوں چارہ فرمائے جنوں لاکھ ہو وحشت میں کیون ہوئی بے سبب آزاری کافی ہے دیکھہ برہمزن ہنگامہ عالم ہو گا حوصلے عشق کے سبب پوئے جاتے ہیں رشتے یہ ہی نہ چاہا کہ وہ آئین م ترع قطرہ اشک نہیں ہوں کہ ہوں مرگان پر	غیر سودا سے جنوں پاس مہم کہانے کو دل تہیہ کئے بیٹھا ہے نکل جانے کو ستے رہتے ہیں وہ اکثر مرے افسانے کو غیر کا گھر ہے سمجھ کر مرے کاشانے کو شغل آزار تو ہے درو کے پہلانے کو تھا جو انداز و فادید یا پروانے کو کوئی ناخن نہ بڑھا زخم کے سہلانے کو ایک دزدیدہ نگاہی مرے مر جانے کو ناصحا چیر دیا مجھے جو دیوانے کو وسعت دشت نہیں پانوں کے پہلانے کو سربالین ملک الموت کے دکھلانے کو رشتک اغیار یوں لاکھ سے بڑھانے کو
--	---

ایک قیامت شبِ رخصت تھی پوچھو مجھے

اوس شب تامل کی آنکھوں میں گرز جانے کو

نقشِ نگہ بھی نہ فرشتہ میں ہر راقم  
سہل سمجھ ہوئے تھے عشق میں مہر جاگو

کیون دیکھ لیا ناز میں پوشیدہ تون کو  
بلے مرزد شکایت ہے تم گارے ہنسنا  
وہ بات میں رکھتے ہیں اگر دل کو ہمارے  
بس پیونک دیا برق نے کاشانہ تمکین  
شورش میں ہوا پھر دل دیوانہ ہمارا  
سیکھی ہے قلم نے مرے رفقار کی شوقی  
یاں ناز بھی سمجھا کئے ہر رنگ ستم کو  
ہے قابلِ طاعت کوئی پوشیدہ نظر سے  
کچھ جلوہ مکتا ہے یہی دیکھیں اگر انھیں

کیون چھپیر دیا فتنہ خوابیدہ تون کو  
ہم خود ہی کیا کرتے ہیں رنجسیدہ تون کو  
ہم دل میں لے بیٹھے ہیں پوشیدہ تون کو  
جب دیکھ لیا بزم میں خندیدہ تون کو  
دیوانہ گردے کہیں رنجسیدہ تون کو  
دیکھا ہے کہیں اس لہو امیدہ تون کو  
وان ایک تماشا ہے پسندیدہ تون کو  
یوچہ نہیں سجدہ تراشیدہ تون کو  
لے جائیں صنم خانہ سے دزدیدہ تون کو

دو لخت جگر آنکھ میں ابھی رہیں راقم  
پہر جانے دکھائیں جگر دیدہ تون کو

دھر در بان مرا دشمن رسائی ہو تو کیونکر ہو  
کہ دستِ او کی دل میں صفائی ہو تو کیونکر ہو  
ہو تو کو دے چکے جب آپ قدرت خود نمائی کی  
ہیں ناصر ملتے کا انہی انکار آنے سے  
ہیں شوقی ہم اتھو شوقی انہی تمکین قیامت کی

او ہر دشمن بُرائی میں صفائی ہو تو کیونکر ہو  
صفائی ہوئے جیتک سائی ہو تو کیونکر ہو  
تمہاری رونق حسنِ خدائی ہو تو کیونکر ہو  
جہاں باہم یہ جگہ ابو صفائی ہو تو کیونکر ہو  
غضب میں جان ہے شکل کشائی ہو تو کیونکر ہو

<p>نہ یہ پائے نہ وہ پہچھے سوائی ہو تو کیونکر ہو          ابھی ٹٹنے کی ساعت سی آئی ہو تو کیونکر ہو          کدورت جب نہ بدل میں جدائی ہو تو کیونکر ہو          اجل پس نہیں چلتا نہ آئی ہو تو کیونکر ہو          نہور بخش کی گر حوت آئی ہو تو کیونکر ہو</p>	<p>نہ دل کا کل کو چھوڑ لگانہ کا کل کو چھوڑ گئی          ہماری کوششیں اون کے ارادے سب ہی لیکن          نہ رو ہو تم اگر ہے نہ بگڑیں ہم کہی تم سے          مرے مرنے سے تم خوش ہو نہ جگو عہد شکن          نہ ہو تکرار پس میں مزا الفت میں کیا نکلتے</p>
---	---

دہرا ہے سر یہ را تم لیک بیاری عرصہ کا  
 چمکین مجھ سے میں کیونکر جبہ سائی ہو تو کیونکر ہو

<p>فرقت میں ہو نغمہ سحرانہ سرا ہو          یہ شوق ہے دل کو کسی ایسے پہ خدا ہو          آرام سے چہٹ جائیں جو دل ہے جدا ہو          مطلب کے طے یار نہ ایسا ملا کوئی          میں اور شیب تار ہے اور غم کی حکایت          نغمہ کا اسے شوق ہے مرغوب ہی لرب          کیا خواب کی تعبیر ہے مقصود ہمارا          ایمان سے کہتے ہیں خوشامد نہیں کرتے          افسوس لگا دے نہ گرہ بند قبا میں          قاتل کا بڑھے حوصلہ کچھ لطف آگئے          کیا ہو گا سچا سے کسی اور کو لاو          آزار دے جاؤ تم ادن سے کہو را تم</p>	<p>گدے شیب غم لطف سے گو بزم عرا ہو          انداز ہی جانا نہ ہوتا نہ ادا ہو          دل نے ہی پھنسا یا بہین اس دل کا بڑا ہو          عادت ہو ہارتی سی ہماری سی تا ہو          وہ آج نہ آجائے کہ ہنگامہ سپا ہو          میری ہے شکست دلِ غمگین کی صدا ہو          جو اپنے دعا ہو وہ حریفوں کی دعا ہو          تم وہ ہو طرح دار کہ انگشت نما ہو          اقرار اسے یاد رہا ہو نہ رہا ہو          خنجر ہو گلے پر مرے اور لب پہ گلا ہو          جس نے کہ عللج دل بیا کیا ہو          پرشس تو ہوئی جائے تعلق تو سوا ہو</p>
--	---



<p>             کیا عشق ہو ایسے کا جہان روزِ جہا ہو              جیتے تو مین امید پہ کب وعدہ وفا ہو              کیا بات مین ہے آپ کی تقدیر ہماری              اندر کے تغافل کہ دمِ شمع نہ آنا ہو              تم سے نہ کہین حال تو پہر کس کہین ہم              اوس بات کی خواہش ہے اوس کی کتنا              سو بار اوسے ہم تو تقاضے سے بلالین              جان دیکے لیے لیتے ہو کیا تہرے یار              وہ کام نہیں بیان کہ بنے چارہ گردن سے              انگنوں مین پہرا کرتا ہے وہ عالم تکرار              تم مجھے ملو یا نہ ملو جان یو میری              وہ خوب سمجھتا ہے مرا عشق کا ناصح              مدت ہوئی حسرت ہے وہ سالان نہیں دیکھا              اپنی تویشمت کہ بہلائی مین سے ہوں              کیا بات تمہاری ہے جہان مین نہیں سنا           </p>	<p>             یہ کچھ شرم محبت ہونے کچھ پاسِ وفا ہو              اندر کے عمر کو بھی اتنی بقا ہو              جب چاہو شاہِ گنجِ خدا فی مین خدا ہو              کہنا کہین مرے کا بہانہ نہ کیا ہو              بیا اوسکو بتاؤ کوئی شے ہی سوا ہو              آغوش بہ آغوش ہوں لب لب پہ دہرا ہو              کچھ حوصلہ تنگو بھی اگر آہ رسا ہو              کیا تم ہی مگر مجھے ہے بے یار خدا ہو              وہ درد نہیں بیان کہ میحاسے دوا ہو              بیزار کوئی ہو کوئی آغوش کشا ہو              تم میری تنہا ہو مرے دل کی دعا ہو              دل جس کا کسی کا کلن بچان نہیں پنا ہو              دلیر ہو شب نوز ہو صہبا ہو صبا ہو              غمِ رون کی یہ صورت کہ بڑائی مین پیدا ہو              دنیا سے نرالے ہو زمانہ سے جدا ہو           </p>
---	--

راجہ کہین ایسا تو وہ گہرین چلا  
 حیران ہوں اوسے دیکھ کے حالتِ مری ہو

<p>             صبا داس کی رو کے رہ نگاہ صبح چرخان کو              چہ پار کہا تھا اس پردہ مین ہنسے رازِ پنا کو           </p>	<p>             مرے اربان نکلنے دیکر ابھی سوئے دگر جانان کو              کیا ٹکڑے ہے آخر دستِ وحشت کے پیمان کو           </p>
---	---

<p>نہین جانا اگر بیان کو نہ سمجھا ہمنے دامان کو فسون کچھ یاد ہے ایسا کہ لے لیتا ایمان کو چہرانا غیر سے دامن کو اور مجھ سے گریبان کو سمجھ رہا ہے کیوں چہوڑیں نہیں کو جانان کو کہ بلبل رو گل کو اور گل بلبل کے ارمان کو کہ تم سے چہوڑ رہا مجھ اسیر زلف بچان کو خط تقدیر میں سمجھوں خط شمشیر بران کو بہت ہم یاد کرتے ہیں تکلف پاک زندان کو پڑ لگا لگاؤ کم کر نامری شبہاں سحران کو نہ صحرائے اوسے چہوڑا نہ محزون نے بیابان کو طبیعت میں طبیعت کو دل جانیں ان جانکو زیلچا کی زلیخا نے کو لیلہ کی شبستان کو</p>	<p>کچھ ایسے ہو گئے اول ہی چوڑی خوش میں ہوتے نہ اوس میں جس یوسف سا نہ رخا فی زلیخا سی بیان اغماض تم کو روانہ دیکھیں گے محض ترین یہ ہیں گے حشر لٹے گا یہیں ہوگی قیامت ہی مجھے تم دیکھتے ہو اور اوس حسرت سے میں نکلو جہان میں غماز زلف کو کیا چہوڑ دیتے ہیں میرے سینہ پر تم بیٹھو گلا تلوار سے کاٹو اسیری بکواسی ہی کہ عالم تھا تاشافی نہ چہوڑو دوش پر گیسو پر ہم کہلاتے گیسو کا محبت اسکو کہتے ہیں کہ تہی صحرا و محزون میں وصال یا حجب ہو گا ملاویگی کبھی قسمت مشایا اوس نے کس کس کو برا ہو اس محبت کا</p>
---	--

زبان سے کیوں کرین اپنی سنائیں آپ ہم راغم  
سخندان جانچ لینگے خود نگاہوں میں سخندان کو

<p>نواب فاتح پہونچاؤ تم روح زلیخا کو کہ تسکین کس طرح دین غم میں جان ناشکیبا کو نورین سنگ طفلان کو مبارک خار صحرا کو نہ اپنی وضع ہم چہوڑیں وہ اغماض بجا کو نہین کرتے گوارا ضد سے تقلید سچا کو</p>	<p>تغافل حضرت یوسف کا سیکو ہمیری ایذا کو علاج اسکا تو پہونچو یاد ہو شاید مسیحا کو یہاں ہے سر میں پہر سودا غلش پہرے کف پائین آہنے اغماض بایں اپنے سے ہکو داکچ جلنے سے جلانا نیم جانوں کا اپنے شکل نہیں لیکن</p>
--	--

<p>نہ بولوں دل نہیں ہوتا اگر بولوں بان سمن          بلا تسی ہلکی باتیں میں مگر مجھے مخاطب ہے          جو بھوتی دلیں کچھ سوت تہیں ہم دلیں بولتے          کنارہ تم کرو جسے خدا اپنا ہی ہے آخر          کمر کو یار کی ناپاچم گیسو میں آتی ہے          سرائی بائیں ہی زندان ہے بہر قید کی قیدی میں          نہیں جب وصل کی صورت تو بہر کوئی نظر نہیں</p>	<p>سمجھ جاتا ہے باتوں سے وہ کافر دلیے ایما کو          بہلا ہو جوش مستی کا دعا دیتا ہوں صہبا کو          کہ ہر کرداب کہ لیتا ہے موج آب دریا کو          کہ جس نے کر دیا پورا رزینا کی تنہا کو          نیا مضمون ہے ہنر بل میں باندھا ہے دریا کو          خدا کہے سلامت حلقہ زلف چلیسا کو          گھٹائیں تھر کو اپنے بڑا میں شوق پیجا کو</p>
--	--

تہیں کچھ خیر ہے راقم یہ شاید کچھ تلخ  
 عبت کہہ کہہ کہ حضرت کہوتے ہوا بنی تنہا کو

<p>کس منہ سے کہوں تم دل بیتاب میں آؤ          کچھ قدر ہو فرقت کی حقیقت کہلے تم پر          سو دل سے پسند آؤ گے جس حال میں نکلو          آنے کا بہانہ ہے فقط تیرہ شبی کا          ارمان بنو جانچ دل میں کر گہر          نرگس کی مٹا دو کہی تم مست لگا ہی          تم تفرقہ حیرت تشخیص کو کہو دو          تدبیر تو اچھی ہے کہ بے چین ہو نہیں          انکھ حیرت بنے ہر دیدہ عشاق          منظر ہوا نا تھی بھی صبح بھی شام</p>	<p>کس دل سے کہوں دیدہ پر آب میں آؤ          جو میری طرح عشق کی گرداب میں آؤ          اشفتگی گیسوئے پر تاب میں آؤ          جب دلپر رکھو تم شیب مہتاب میں آؤ          تم خواب بنو دیدہ بے خواب میں آؤ          ستانہ ادا گلشن شاداب میں آؤ          دودن کے لئے عالم اسباب میں آؤ          تعبیر ہی الٹی سنو جب خواب میں آؤ          یوں جام بکف بزم نے ناب میں آؤ          چاہو تو اسے گردش دولاہ میں آؤ</p>
---	---

<p>صورت نہ کہا وہیں تم آئینہ دیکھو          شرمندگی غیر ہو گر ملنے کے مانع          کیون وصل کے اسباب ہوں وصل کچھ دشمن</p>	<p>یوں عکس فلک خانہ جلیباب میں ہو          خط ہو لکھو شوخے القاب میں آؤ          اقرار ملاقات کرو خواب میں آؤ</p>
<p>ارزو گئے یار پہنچو دئے عشق          راقم سے کہو ہوش کے اسباب میں آؤ</p>	
<p>بند در ہے خیال ہے مجکو          اشتیاق وصال ہے مجکو          سیر سے ناہون سے وہ پہنچو ہم          خواب میں تم نہ آؤ میرے پاس          صبح کرنا ہی شامِ فرقت کا          سوچ رہے ہیں جواب پہلے سے          ماہ کا جلوہ دیکھنا گویا</p>	<p>کچھ تو ہے احوال ہے مجکو          ارزوئے محال ہے مجکو          کس قدر افعال ہے مجکو          شہرتوں کا خیال ہے مجکو          کاٹنا ایک سال ہے مجکو          تم سے کرنا سوال ہے مجکو          تیرا حسن و جمال ہے مجکو</p>
<p>غیر کے پیس میں ملو اس سے          سوچی راقم یہ حال ہے مجکو</p>	
<p>اے سنگ نہ چھوڑنا مجکو          آسمان گر پڑے زمین تل جا کے          دل سے بہا نہ ہے تیغِ قاتل کا          براہِ اہل کو اپنی کچھ پہچانی          اوروں کے غصے کا مار لیا کہنا</p>	<p>دیکھو مضطر نہ چھوڑنا مجکو          یار کا در نہ چھوڑنا مجکو          گلے لگ کر نہ چھوڑنا مجکو          شوقِ دلبر نہ چھوڑنا مجکو          سبک کر نہ چھوڑنا مجکو</p>

	میرا اکثر بگڑے اٹھ جانا مجھ کو ترپا رہی ہے عشرت قتل لاکھ دست اہل تجھے کہینچے حاکم ہوں نہ ہو کر وین ہوں مین ترپ کر گلے نہ لگ جاؤں مین ہی پیچھے ہوں ایک داند	اوسکا اکثر نہ چھوڑنا مجھ کو کہیں ڈر کر نہ چھوڑنا مجھ کو جان مضطر نہ چھوڑنا مجھ کو باد صرصر نہ چھوڑنا مجھ کو زیر خنجر نہ چھوڑنا مجھ کو میرے رہبر نہ چھوڑنا مجھ کو
	راحم تبتہ اور تم ساقی لب کو تر نہ چھوڑنا مجھ کو	
	ذوقا فیتین	
بیان شکستہ شکوہ بیان زبان سے ہو سا ان اگر نہیں قہر افغان فغان سے ہو کہتا ہے شوق انجمن یار میں چلو اوس گہر میں کوئی لکے رہے ہی تو کیا ہے یہ کیا ہی رنگ نہ دیتے اور لب ہی خشک یسے کا کیا علاج کہ استر خود کرے جس دل میں دشمنوں کی بہری ہو گئیں ترین وحشت یہ جاہتی ہے گریبان ہوتا راز تم ہی کیاں اوٹھاؤ اور ہم زبان ملائیں پہلا سے بانوں خوب سے دل کہوں کر خون	دیکھیں تو بعد کیا دل لان ومان سے ہو کچھ شادمان تو خاطر مہان مکان سے ہو چہرہ وہ ذکر آج جو بیان سے ہو جو گہر کہ رفد اہل کج بیابان فغان سے ہو تم تھے کہاں اوسکا پریشان کہاں سے ہو بہر جا ہی کہیے کچھ نہ بیان زبان سے ہو اوس دل میں ہنشین اران کہاں سے ہو واسن ہی ان میں سے گریبان کہاں سے ہو کچھ دعوت چراغت خندان سان سے ہو وسعت بین گزریا دہ پایا مکان سے ہو	

راحم غزل سنا زبان سے نمکشان  
وہ یہی فراخ رلب و دندان زبان سے ہو

پہلے تو امتحان اسی بے خانان سے ہو  
ان کے کام جو نہ ہو کیونکر فغان سے ہو  
جس سر کو افتخار ترے استمان سے ہو  
یار ب بہر ایوایہ ارغوان سے ہو  
بیاں شوق یہ کہ شورشن نالہ دہان سے ہو  
کچھ کر سکے زمین نہ کچھ آسمان سے ہو  
بہیجی ہوئی کسی کی ہو اور ارغوان سے ہو  
مجھے سنو جو شوق تہمین ہستان سے ہو  
جو کچھ خدا سے ہو وہ تہا میری زبان سے ہو  
باتوں میں دل کو لیتے ہو پہرے زبان سے ہو  
یہ رولستان ہو گئے ابھی بے زبان سے ہو  
اور جام جم کا شہر ہٹے ارغوان سے ہو

مان چہر چہار نالہ دل آسمان سے ہو  
نالہ سے دلفریبی دلبر کہاں سے ہو  
کیونکر نہ سر بلند وہ کون و مکان سے ہو  
آتا ہے ابر قبیلہ غضب جھومتا ہوا  
قدغن ہے اس کا ردین سر سے نہ نکلے آہ  
بننا بگڑنا کام کا سبب خدا کے بات  
ایسی تو مے حلال ہے واعظ اگر ملے  
کیا سنتے ہو حریف سے جھوٹی کہانیاں  
سقصد تہارے مات ہے قسمت خدا کے مات  
نظروں سے مار رہتے ہو کچھ جانتے نہیں  
کچھ مجھے سیکھو تم روش گفتگوی شوخ  
بدنام یہ سفال ہو میرا خدا کی شان

راحم حکایت غم و اندھ ہو سپہ حاکم  
اب ذکر تاب طرہ غبر نشان سے ہو

جو مجھے ہے مستیز اگر آسمان سے ہو  
مجھ پر ہے سب نزول بلا آسمان سے ہو  
نالے وہ کام کرتے ہیں جو باستان سے ہو

کچھ قدر اپنی آپ کو بھی امتحان سے ہو  
جو جو جھانہونی ہے وہ ناگہان سے ہو  
سو تو ان کو یہ چگاتے ہیں کنجوت ات بہر

<p>وہ لذتیں تو دشنہ و مخمرین ہی نہیں          اتنا نہ آزمائے مجھے جو فرط بیم سے          اقرار کا ہے شوق وفا کا نہیں خیال          آشفۃ میری بات سے تم ہو خدا کی شان          یہ مہر عارضی ہے ہمیں یہ نہیں پسند          قاصد سے کیا بیان ہو اسے کیا شعور ہے          بنم رقیب گرم ہو میں کان سے سنوں          ہلکوی ہی کچھ تلافی دردِ جگر ملے          گہرین ہمارے آؤ تو وہ داستان سنو</p>	<p>رگ لگ میں جو غلش نگہ دستان سے ہو          کچھ عذر کر اہوں گلہ تیر زبان سے ہو          کرتے نہیں ہو دل سے جو کہتے زبان سے ہو          مرغ چین تو محو مری داستان سے ہو          جو ضد سے آج غیر کے تم مہربان سے ہو          اپنا بیان درد تو اپنی زبان سے ہو          نازل بلا فلک سے نہ برق آسمان سے ہو          اسد کرے کہ تم کو ہی خدا آسمان سے ہو          گندری ہوئی جو ہمہ کسی داستان سے ہو</p>
---	--

حوران غلاد نکو ہی راقم پسند آئین  
 تاہر ہوا نکلے ناز سے واقف زبان سے ہو

<p>خوشامد سے بگڑا آپ نے اس کی عادت کو          نہ آئین وہ عیادت کو کہیں اپنی مروت کو          ستم کی کس لئے زحمت اٹھاتے ہو کفایت ہے          بجا جو ہے وہ بد خو ہے یہ میری بدگمانی سے          سچا جا و خست ہو خدا حافظ ہے ایسا بنا          لہرتی ہے زمین صحرا کی جب میں پاؤں دھرتا ہوں          بڑائی مجھے خدا اس کی بنایا دوست کو دشمن          سکون دم بہر نہیں اب لگو بھر گ کیا ہوگا</p>	<p>بنایا اپنا دشمن خود تھا کر نہ سے اہت کو          مرے کو اور ارین گ سلام ایسی غیبت کو          تغافل جان لینے کو نظر میری شہادت کو          میرے نالے پریشان کر تے ہیں اس کی طبیعت کو          اجل کا فردہ آپہنچا وہ آتے ہیں عیادت کو          سرک جاتے ہیں کلنٹے دیکھ کر سو طبیعت کو          بڑا ہو سخت جانی کا کیا رسوا نراکت کو          دل تفتہ کی بے تابی ہلا ڈالیں گی تربت کو</p>
---	--

بوقت عرض مطلب آگے لب نہیں کہلتی ہوتی ہکونا کامی خراب آباد عالم میں نہ اتنی گہر میں گنجائش نہ کوئی یار میں کئے جاتے ہیں عیدان اس دن ہم اس پر کہیں ایسا ہو ظالم نسیم بھر گل کر دے	اتھی کیا ہوا میری لب گویا کی حسرت کو ازل میں قاسم قمت کہا دیتا قمت کو جنون کو چاہے صحرا بیا بان پاد حشت کو کہ طغیانی پہ سنتے ہیں تمہاری بھر حمت کو پر پروانہ رو کے رچ چرخ شام عشرت کو
---	---

چلا یہ وقت ماتون سے بنا لے کام کچہر لقم  
غینمت جان کے نادان جہان میں وقت و فرصت کو

یار سے پہر چہرہ شکوہ کی دل دیوانہ ہو دھونڈتے ہیں دل اس کے جنین و داستا نہ ہو عمر کہوئی عشق میں لیکن نیکہار و نور عیش کون کر تا ہے ہمارے بعد دیکھیں نام عشق عاشقی آسان نہیں ہے عشق کا وہ نام لے یار سے پنجا مبر جا کر جواب نامہ لا درد آگین و داستان میری سنے اور وہ سنے ہجر کی ہچکوشکایت ہونہ فرقت کا گلا تم نہ چاہو جب کیسکو کون پہر چاہتے ہیں دل کی بہلانے کو لجا لے ہیں تھوڑی نہیں آپ سے عاشق فریبی دل فریبوں میں کہاں یار کی شہرت نہ فریاد سے رکتا ہوں میں	پہر اجل سے دل لگی ہو موت سے یار نہ ہو ہر ادا میں ناز ہوا ورنہ ناز معشوقانہ ہو جلوہ دلدار سے رونق فرا کا شانہ ہو گل پہ پیل ہو قد آیا شمع پر پروانہ ہو قیس سا سوا می ہو فریاد سامر دانہ ہو کچہر شکیب جان و سکین دل دیوانہ ہو جسکی خلوت میں ہمیشہ غیر کا افسانہ ہو دل اگر محو خیال جلوہ جانانہ ہو شمع کو روشن نہ کیے کیون خدا پرانہ ہو دشت ہو گلزار ہو یا کوچہ جانانہ ہو دل لگی ہو خشک ہے غیر سے یار نہ ہو دوست کیون بدنام ہو مشہور کیون افسانہ ہو
---	--



ایر ہو ہندی ہو اہو اور راقم سبہ زار  
یار ہو آغوش میں اور بات میں پیانہ ہو

### رولیف الہا ہوز

اگر باور نہ ہو دو چار سے پوچھ	منا محرم اسرار سے پوچھ
ترپے کو مری تلوار سے پوچھ	تغافل پوچھ اپنا اپنے خو سے
حلاوت درد کی بیار سے پوچھ	شکایت ہجر کی مہجور سے سن
پیر اپنی چشم افنون کار سے پوچھ	میری حسرت نگاہی آنکھ سے دیکھ
وہان زخم دامن دار سے پوچھ	کبھی تیر مرثہ کی پریشانی
کبھی اگر درو دیوار سے پوچھ	مرا فرقت میں بیتابی کا عالم
محبت بہر مری گھٹا سے پوچھ	شہادت کا تپ تقدیر سے لے
نشان ہائے لب خسار سے پوچھ	حقیقت بزم دشمن کی کہے کون
کیسکی خوے بد کردار سے پوچھ	مری ناکامیوں کا حال ہدم
کچھ اپنی ہمت دشوار سے پوچھ	مجھے بیتاب رکھنا اور نہ آنا
بٹھا کر پاس سن تکرار سے پوچھ	مری خواہش کبھی میری زبان سے

شفاعت کے لئے کچھ تو یہی راقم

جناب سید ابرار سے پوچھ

یٹھنا اٹھنا ہی محال ہے کچھ	نا تو انی سے اب یہ حال ہے کچھ
تم چہا وگر ملال ہے کچھ	صاف صورت پر انفعال ہے کچھ
کیا کجی کا خیال ہے کچھ	اُتر اُتر اپنی اوداس سے ہو

<p>دل سے دلبر پسند کرتے ہیں  بے کہے مدعا سمجھتا ہے  کوئی خواہش ہے تپہ مرتے ہیں  بندگی میں پہلا ہوا اللہ  یاد کرتا ہے وہ بدی کے سات  دیکھتا تیرا زندگی ہے میری</p>	<p>آج سمجھے کہ دل ہی مال ہے کچھ  گو یا صورت مری سوال ہے کچھ  ورنہ یہ جان زمین و مال ہے کچھ  رحم کا تیرے گھر میں کال ہے کچھ  بارے دل میں مرا خیال ہے کچھ  ورنہ میں اور مجھ میں حال ہے کچھ</p>
---	--

حسرتیں کام آئیں گی رستم  
اوسکو تیرا اگر خیال ہے کچھ

<p>صلائے عید ہے ساقی کہلا کر آج میخانہ  شکست تو بہ کا فتوا امام شہر دیتا ہے  ہنہیں لگتے وہ قابو میں تو ہم قابو میں کر لینگے  تکلف بر طرف اغماض چوڑو ہم سے ملجاؤ  وفا پروانہ کی کیسی وہ اس غیر سے جلتا  بہت شکل ہے بزم یار تک اپنی رسائی ہو  ہیں کیا کم ہے رہنے کو زمین کو چڑیا بان  لگا ہا یار کب چوڑے گی ہکو جس نے عالم میں  یہ وصل یار کی شب تکلف چاہیے ساقی  ہنہیں رنج کچھ بھو اگر ہے ہی تو یہ آؤں  جلا کر شمع کو گہ میں تماشا دیکھنا اوسکو</p>	<p>مہینا بہر کے پیاسے میں نہیں بہر بہر کے پیانہ  لگا کر برف میں دیو محو گلبو کا پیانہ  شراب مرد افکن کا پلا کر اون کو پیانہ  بہت کچھ کر چکے اغماض بچانا ز جانا نہ  کہ شعلہ سے کیا کرتی ہے شمع بزم بارانہ  مری صورت گدایا نہ ہے اوسکی شان شانہ  غرض کیا مثل مجھوں ہم کرین آباد ویرانہ  بچھڑا کوئی دیوانہ بچھڑا کوئی فرزانہ  مرے دل کا ٹکڑاں ہو مری آنکھوں کا پیانہ  بٹھا لیتے ہیں پاس بچے یگانہ اور یگانہ  کہ سر پر شمع کے کرتا ہے کیا کیا ترقص پروانہ</p>
--	---

حدیث درد و غم میری سننے اور دیکھنے راقم  
زمانہ کی ستم کا دل سے سنتا ہو جو افسانہ

<p>کیا کر لگا غنڈھے پریش دا اور آئینہ جان کا نشتر ہے میری دل کا خنجر آئینہ وصل کا دشمن مرے ہوگا مقرر آئینہ ہات میں شانہ ہے ہر دم آگے دن بکھر آئینہ درمیان کہہ لیتے ہیں صد اہٹا کر آئینہ کیا شراب ہوش زن کا ہے پہلے غر آئینہ خدا سے میری دیکھنا اون کو برابر آئینہ کیا ہلال عید ہے یہ ماہ پیکر آئینہ رات دن لوٹے بہا حسن دلبر آئینہ عکس سے گیسو کے ہوگا جب مگر آئینہ</p>	<p>خوگیاڑے یار کی یہ روز محشر آئینہ اب تو تم ہوا اور آرائش کو دن بہر آئینہ یہ تمہارا شوق دل کا ناز پرور آئینہ کیا غضب پیدا ہوا ہے شوق آرائش او سے جب مقابل اوکے بیٹھوں مجھے کر لے بیچ باب دیکھنے سے آئینہ کی سست ہو جاتے ہو تم یہ بھی ایک انداز ہے اونکا جلانیکے لئے تم جو ہر دم دیکھتے ہو آئینہ کو شوق سے یہ غضب اسد اکبر رشک سے مڑتا ہوں میں چھوڑ دینگے آپ آخر آئینہ کا دیکھنا</p>
---	--

اب تمہارے ملنے کی راقم نہیں پروا آگے  
وہ ہیں خوگر آئینہ کے اونکا خوگر آئینہ

ردیف الیاء

<p>آج برسا یگا صہبا کے سبوتا ہے دل کی اب خیر نہیں عریبہ جو آتا ہے قطرہ اشک لئے سات ہوا آتا ہے آج شاید میری گہر غالیہ ہوا آتا ہے</p>	<p>مزدہ اسے میکٹو با دل سو جوتا ہے لینے شکوہ دن کا حساب آئینہ رو آتا ہے آنکھ میں الجھا ہے شاید کو دل کا گڑا گہر میں پہلے ہے صبا اور صبا سے نگہت</p>
---	---

<p>آہ و فرادوس ہو تاکہ نہ تیرے کچھ          آپ کا سایہ ہی سات رکے آپ کے کیوں          اس قدر مجھے ہے نفرت اُن سے وہ کہتے ہیں          بخیہ گر کیا دل صدا پارہ کو دینگے ناز کا          نالہ کہے تو یہ مشکل ہے جگر جلتا ہے</p>	<p>کام بجا تا ہے جب وقت نکو آتا ہے          ہر قدم سات سمجھتا ہوں عدو آتا ہے          آنکھ میں خون اترتا ہے جو تو آتا ہے          ہلکوا اپنے بن ناخن سے رفو آتا ہے          ضبط میں گہٹے نفس تابگوا آتا ہے</p>
<p>مین تو با یوس ہوا وصل سے اوسکے راقم          خواب میں روز مرے عہدہ جو آتا ہے</p>	
<p>یا دہے کس کا کیا خون تنہا کس نے          تم ہی جاؤ کیا بدنام کسی کا کس نے          ہمتو کہتے نہیں کل بزم میں کیا کیا ہوا          غیر کے ناز اٹھاؤ گے تو ہوگی کچھ قدر          بیوفا کون پہرا کون وفا میں کس سے          دلربا اور زمانہ میں ہیں ایک تم ہی ہی          قیس اور عشق کجا بندہ جانان بنکر          شہرت عشق سے رسوا کیا میرٹج اچھا          آج ہے ہے بغافل ہی خدا کی قدرت          میں نے نکو کہا معشوق یہ مجھ پر الزام</p>	<p>ٹھاک میں خون تنہا کو ملایا کس نے          کون کس سے ملا کس کو کیا رسوا کس نے          کون تھا کس کو کیا آپ اشار کس نے          ظلم سہہ سہہ کے کیا ناز گوار کس نے          دل میں گہر غیر کے پیدا کیا اچھا کس نے          شاہدی کا مہین انداز سکھایا کس نے          کی ہے تقلید مری حوصلہ فرسا کس نے          جگو دیوانہ صورت کیا اپنا کس نے          منہ پہ کہہ کہ کے بنایا نہیں تنہا کس نے          میری گردن پہ رکھا عشق کا آرا کس نے</p>
<p>ہم وفا میں ہی رہے دوست کے دشمن راقم          دل میں گہر کیا آسان کیا پیدا کس نے</p>	

<p>دل لہ سے ل جل کر تقریر تو کی ہوتی          انوار سحر تو نے تاج سر تو کی ہوتی          تم پاس بہا لیتے تو قیس تو کی ہوتی          کیا تھا جو بگڑ جاتی تقریر تو کی ہوتی          ایک زیب کمر تھے شمشیر تو کی ہوتی          مرنے کی مرے نادان تکبیر تو کی ہوتی          کچھ تھے مری ثابت قصیر تو کی ہوتی          شاہ سے ہم آغوشی تقدیر تو کی ہوتی</p>	<p>کچھ کام نکلتا ہے تدبیر تو کی ہوتی          کچھ دیر وہ ہم جاتے کچھ اور ٹہر جاتے          ہتا دوست اگر دشمن بیگانہ تھے ہم ہی          وہ مجھے تھے آزدہ تجھے تو تھے قاصد          لڑنے کا مزا آتا کچھ پاس ہی تم رکھتے          ہتا فرج مجھے کرنا بہر فرج سے کچھ پہلے          تعذیر مجھے دیتے مین شکر ادا کرتا          ملنے کا کوئی رستا اللہ نکل آتا</p>
--	--

احوال سنانا تھا کچھ رحم اُٹھنے آتا  
 بیتابی دل سے تم تحریر تو کی ہوتی

<p>در و ظاہر کوئی ہوتا دس اچھا کرتے          ہم تنہا کو یہ آغوش تنہا کرتے          خونہا ملگتے اپنا نہ تھا صا کرتے          ہم رہ دوست مین نگہوں کا بچہ بنا کرتے          کوچہ یار مین جا کر کبھی غوغا کرتے          دیکھتے آپ کہ ہم شوق مین کیا کیا کرتے          روئے معشوق کا در زرت تماشا کرتے          دیکھنے کے لئے ہم یار کے ترسا کرتے          لذت کام و زبان تلخی صہبا کرتے</p>	<p>کیا علاج دل مجبار سیجا کرتے          ہے تم پوچھتے ہو وصل کون کیا کرتے          تھے اوچھے تھے ہم قتل کا دعو کرتے          وہ بیان آنے کا وعدہ بھی بچا کرتے          ناتوانی نے نہ رکھا ہمیں قابل اتنا          عکدہ مین کہہی آتے تو تماشا ہوتا          آئینہ بھی نہوئے ہم کہ مقابل رہتے          پاس ہوتی نہ تماشے کو اگر چشم خیال          ہائے وہ دن نہو کوئی کہ ہم تم ملکر</p>
--	--

وہ ہمیں بہن کہہ تین دن یاد کرے	تم اگر دیتے تو سوا بار تقاضا کرتے
شکوہ غیر سے وہ خوش تھی ہم اچھے رہتے	اونکی ہر بات پر راقم گلاب بجا کرتے
<p>آرزو وصل کی اوس دن دل مضطرب نکلے</p> <p>ہم ازل سے ہی برائے کے مقدر نکلے</p> <p>بوند ہی حوض میں باقی رہے کہنا کھڑا</p> <p>کہتے ہو غیر سے کچھ ربط نہیں ہے ہم سے</p> <p>آج سمجھ نہیں تقدیر میں وصل عشق</p> <p>ویکہہ لینا کسی تقدیر سے تقدیر ملے</p> <p>جسکے ہم شہ انداز تھے باری وہ ہی</p> <p>عندلیبوں سے سنے لطف اسیری خشک</p> <p>آرزو نکلے منا بھی برائے اپنی</p> <p>حوصلہ عشق کا جب تک نہیں نکلے کا خون</p> <p>دوست دشمن کی ہی تفریق نہ کی کا تہ نے</p>	<p>سینہ یار سے گر گئی نہ کافر نکلے</p> <p>ہات دولت پہ جہان ڈالا ہے پتھر نکلے</p> <p>ہم اگر تشنہ صہبا سوئے کوثر نکلے</p> <p>خیر سچ ہو یہی پر شک میرا کیونکر نکلے</p> <p>حرف تقدیر سے کم حرف مقدر نکلے</p> <p>غیر حجب انجمن یار سے باہر نکلے</p> <p>ابر دے غیر کی خود شہتہ خنجر نکلے</p> <p>حسرت جلوہ گل ہند قفس پر نکلے</p> <p>کچھ رسا عشق بنے یار مت در نکلے</p> <p>چاک دامن کا گریبان کی برابر نکلے</p> <p>عشق کی مدین لکھی دونوں برابر نکلے</p>
آؤ ملو اپن بہنیں دوست سے چلو راقم	دل کو تم تہام لویا ہوا مضطرب نکلے
<p>الفٹ دل کی نشانی اور ہے</p> <p>خضر عمر جاودانی اور ہے</p> <p>ربط دل سے نہانی اور ہے</p>	<p>وہ نگاہ مہربانی اور ہے</p> <p>اپنی طرز زندگانی اور ہے</p> <p>پر طبیعت آنی جانی اور ہے</p>

<p>بار ماہم ہو چکے ہیں ناتوان          نا امید صبر کر گہرا نہیں          منتیں ہم کر چکے سب ندرست          جست جوئے یار کر لیج گے یہی          مہربان نامہربانی چوڑ دو          مدعا کہدے گا قاصد یہی مگر          زخم سینہ ہو تو سی دین بخیزد          علم کا قصہ سن لیا یہی سنو          یار کی اشتغلی ہے ایک ادا          وعدہ سے شکنیں ہوتی ہے مگر</p>	<p>اب کے رنگ ناتوانی اور ہے          اون سے تقریر زبانی اور ہے          ایک نالہ امتحانی اور ہے          ایک بلائے مرگ آئی اور ہے          چارون کی زندگانی اور ہے          اپنے منہ کی گل فشانی اور ہے          دل کا ناسوز بہانی اور ہے          آرزو کی ایک کہانی اور ہے          صورت نامہربانی اور ہے          وصل کی کچھ شادمانی اور ہے</p>
<p>ہجر کی آلام سے راقم حیدر          موت کوئی ناگہانی اور ہے</p>	
<p>آج کس کے سات کہئے بزم آرائے ہوئے          سخی بے حاصل میں اپنے دشت پائی ہوئی          آپ وقت نزع آجاتے اجل آئی ہوئی          درد بے پوچھے چلے کیا چارہ فرمائی ہوئی          بزم میں جس نے وہ اٹکے تو اسے یارانِ بزم          بارِ علم کا اور یہی سر پر مری یارب کہا          رشک و مرم گیا میں جب میری گہر میں ہے</p>	<p>شکل مہر جھلے ہوئی ہے آنکھ نہ ٹرائے ہوئے          جسکے طالب ہم ہوئے دنیا تمنائی ہوئی          لئے پہر جاتی مری بالین سے بچائی ہوئی          جان اوٹھی لے چلے یہ کچھ میجائی ہوئی          دیکھنا کس کس کو پہر تاب شکیبائی ہوئی          منہ چب رونق مری آئی توانائی ہوئی          ہر نگاہ بواہوس اونکی تماشائی ہوئی</p>

<p>کوی تازہ عہد ہو بیان ہو وعدہ ہو کرو          بسے وقت میں چھوٹی عمر بہر کی خوشی          کل کا وعدہ آج پہر کرتے ہو تم کہا کرتے          قصہ طولانی ہوتا میرا سنتے سنتے تھکے          ابجا کا وقت آیا وہ ہوئے آتش مزاج          ایک دن میں نہ کیا ہم جین رکرا کئے          جسکو کرتے ہیں کسے وصل کی بیکار ہم          گہر میں نگار مے پہنے لگاں فریاد کا          ہکولے کی نہیں خواہش نظر کے سامنے          خوب وقت نزع تم آئے کہ صورت دیکھ کر</p>	<p>بات وہ کہتے ہوا گل پہ چلی فرمائی ہوئی          سب بسر اپنے مے صہبائے تنہائی ہوئی          اس تم کا کیا یقین اکثر یہ کہائی ہوئی          نامہ بر کی کہتے کہتے بند گویائی ہوئی          جب زبان اپنی کھلی وان شوخ گویائی ہوئی          رائگان سب عمر بہر کی ناصیہ سائی ہوئی          خود طبیعت جسکی مرعوب خوارائی ہوئی          مجمع محشر مری فرقت کی تنہائی ہوئی          اوسکی تصویر خیالی صاف پیدائی ہوئی          باقی ساقی جان ہی نذر سیجائی ہوئی</p>
---	---

باد فانیو نہ کہے نکو وہ را حق ہو قافہ  
 جب و فاپروانہ کی مشہور ہو جانی ہوئی

<p>آج خوش خوش جو نسیم سحری آتی ہے          صحبت خلوت معشوق جو یاد آتی ہے          ہائے کوتاہی تقدیر کہ وقت لغتیر          خاک ہم ہو کے رہے کوئی صنم میں پہر کیا          کوئی دکھ درد نہیں پہر یہ تماشا کیا ہے          ہجر کار روز تو کٹ جاتا ہے مرتے جیتے          تم کو ملنے سے اغماض خدا ہے اپنا</p>	<p>انگھت پیر میں دوست مگر لاتی ہے          انگہ کے سامنے تصویر سے پہر جاتی ہے          منہ سے بے ساختہ بس آہ نکل جاتی ہے          جہولیان پہر کے صبار دزلے جاتی ہے          چین سے رات گزرتی ہے نہ نیند آتی ہے          رات محشر کے تماشے مجھے دکھلاتی ہے          زندگی اپنے بسروں ہی ہو جاتی ہے</p>
--	---



دوستان کہتے ہر دلوں میں بھلائی ہے اپنے صورت پہ مجھے آپ ہنسی آتی ہے جو طبیعت کے دل سے مری گہرائی ہے	دوست اپنا نہ نکلا کوئی لیکن بلبل غم سے وہ بگڑی ہے صورت کہ الہی توبہ گل کہلا کوئی نیا انجمن یا زمین پھر
--	--

گہرین ناصح میرا دشمن ہے جن میں اہم  
بلبل تفسیر جگر مغز مرا کہاتی ہے

دینا تھا دل ہی کوئی ستم آشنا ہے سو بار جس کی بزم سے اٹھوا چکا ہے دیتے ہی روز نگہت زلف دو تار ہے انسان بند کے کس لئے رسوا کیا ہے جان عزیز کرنی ہے نذر صبا ہے فرقت کی کشمکش سے بچا دے خدا ہے تدبیر وصل کی کوئی ناصح بتا ہے اوسکو جہا پسند ہے خولے وفا ہے دہوکہ میں ڈالتا ہے یہ رنگ حنا ہے دل کہنہ پیچی ہے نامہ رسان بچ بتا ہے دربان کی روز کرنی پڑی التجا ہے رہتا نہیں ہے شوق میں پاس چاہے دیتے رہو ستم کا اگر خون بہا ہے کچھ شوق وصل تکو ہو متے سوا ہے	دی تھی ازل میں الفت اہل خواہ ہے پہر لے چلا وہیں دل حسرت فرسا ہے سمون ہوں صبا کا کہ غم میں صبا ہے جو ہر تو جگو سب ملکوتی دے خدا تو اور میری جان قضا تجھ سے واسطہ کر لین گے شکوہ دوست کا فرصت اگر تقریر سینہ سوز کو رکھا اور دقت پر کیونکر غم کی بار سے یہ رسم درہ عشق انکار وصل غیر تھا ارجاسہی تقریر دلفریب یہ کس کی زبان کی ہے تغذیر عشق یہ ہے سزا بہر وفا کی ہے خواہش نے وصل یار کی دیوانہ کر دیا واسطہ میں ستم کو تمہارے کرم کہوں افت کا لطف ہے کہ دونوں دون میں ہو
--	---

راحم سخن پہاں سخن شجے ارغمان  
قدح سخن سہلے نہ ملے مر حبا سہجے

سنا فریاد دل کی نادر شب گیر تھوڑی سی نکھر فریاد بجا عاشق د لگیر تھوڑی سی فغان پر کیا بہر وسہ ہوا اثر جبین نہیں اتنا خسوں کچھ کام کر جاتا فریب عشق چل جاتا ملا یا لب سے لب میں لٹخا خطا تھی جو مستی کی نیز جو طول باتوں میں مطالبہ نظر کہیو تمنا دل کی برائے مرا ذوق دل کی پوری تھن ادھر یہ سخت جانی ہے ادھر وہ ناز کی اندھی	کسی دل میں میری حسرت کی ہو تو قیر تھوڑی سی کہ اس فریاد بے حال کی ہر تاثیر تھوڑی سی کہ نکلے دل سے اور مدین کی ہر تاثیر تھوڑی سی اگر سنا زبانی وہ مری تقریر تھوڑی سی سزا و محکو لیکن دیکھ کر قصیدہ تھوڑی سی کہ وہ سنتا ہے قاصد درو کی تقریر تھوڑی سی ہم آغوش مقدر ہوا اگر تدبیر تھوڑی سی عقوبت ہوگا جو چل کر گئی شمشیر تھوڑی سی
--	--

سنا ہے ملتی ہے خدمت سے غفلت اب چھی ہے  
اگر سچ ہے چلو رستم کرین تدبیر تھوڑی

ہے اگر فرقت یہی اور ہجر کا آزار بھی یار سے بخشش یہی ہونے لگی تکرار بھی یوں نایتنگے تمہاری روز کے وعدے غلط نام بھی ہمتو نہیں لین کو چہ سفاک کا یار کو مرغوب ہو جائے کوئی شاید ادا اور بھی ضایع کرین عمر گر انا یہ کو ہم جستہ رو یا گیا رو کے تمہاری یاد میں	جان سے ہم یہی گئے ہم سے دل پیار بھی لطف ہے پہرینین کچھ تلخی گفتار بھی ہم سے ہو جائے شہتک وصل کا اقرار بھی دل لئے جاتا ہے وان اور سرت دیدار بھی ما تہمین شہجہ رکبین دوش پر ناز بھی اون سے ملنے کی نظر آئیں اگر آثار بھی روتے روتے تہا گئے یہ دیدہ خونبار بھی
--	---

<p>یا الہی کیا قیامت ہے کہ کوئی یار مین اضطراب دل پہ میرے برق ہی ہے بقرار اس کشاکش سے تو بہتر ہے کہ آجائے اجل ایک جھکو ہی نہیں ہے حسرت دیدار یار میری ناکامی نے کہو یا اشتیاق اقرار کا ہو چکا ہونا تھا جو کچھ جا چکی امید وصل</p>	<p>مجھے رہتا ہے گزیران سایہ دیوار بھی حال پر روتا ہے میرے ابر دریا بار بھی ہو گیا دشوار اب تو انتظار یار بھی روتی ہے دیدار گل کو غلیب نار بھی میری محرومی نے رکھا انتظار یار بھی یا الہی دل سے جائے حسرت دیدار بھی</p>
---	--

تغرفہ سنتے مین راقم صحبت اغیار مین  
وہ خفاغیرون سے مین اون خفاغیا بھی

<p>عشق کا داغ نشان عجم جان ہوتا ہے بوسہ کیا چیز ہے دینے بیچ غماض تہین ضبط ہوتا نہیں آجائے لب پر شکوہ اون کے جانے سے یہ ہو جاتی ہے میری موت تہک گئے پھر مین فریاد ہی کرتے کرتے رؤین انسو کی دل خون شدہ آیا شاید مثل فریاد بر آئے گی مت اپنی درد کا میرے بیان اور بیان ہی نگین خواب مین جب وہ دکھا جاتے ہیں صبح رات اپنی بارے اتنا تو ہے دشمن کی جلائے کیلئے تم کہو یا نہ کہو رات کو جاگے ہو کہین</p>	<p>سمع کی سوز کا سراپہ دھوان ہوتا ہے بس یہی ذائقہ کام و زبان ہوتا ہے نالہ جب سوز لب و کام و زبان ہوتا ہے جیسے گل محو تماشائے خزان ہوتا ہے اب تو نالہ ہی طبیعت پہ گراں ہوتا ہے گر یہ ہر بار جو خون نالہ فشان ہوتا ہے اون کے اقرار غلط سے یہ گمان ہوتا ہے کب زبان سے کسی قاصد کی بیان ہوتا ہے خوابِ راحت ہی مجھے خواب گراں ہوتا ہے جب بیان ہوتا ہے میری بیان ہوتا ہے نزدیٰ چہرہ سے ظاہر یہ نشان ہوتا ہے</p>
---	---

مجلو دعوائے سخن کچھ نہیں لیکن راقم  
لفظ میں میری مگر رنگ زبان ہوتا ہے

گران مین او کی خاطر ہر زبانی شوخیان کی  
سہی تقریر میں ابھی تمنائی بیان میری  
تغافل نے بڑا دی او کی آہنگ فغان میری  
نہ وہ کچھ میری سنتے ہیں نہ اونکا پاسان میری  
بیان درو آگین ہے کہے گا جا کے کیا قاصد  
بلکہ میں شوخیان اونین ہم آغوشی میں کیا ہوگی  
صلے حلقہ زنجیر در دل میں کھٹکتی ہے  
یہاں تک ابو شہرت ہے میری بیانی دلی  
بہر ہے مد عادل میں کہوں دل کہو لگا روئے  
خبر تہی تجکو یارب اسکی طول عہد بیان کی  
گیا فرقت کا روزناسات امید و تمنائے  
گلہ کا اب گلہ کیسا شکایت کی شکایت کیا  
یہ رخسار دور ہو جاتی کہی تم بیٹھ کر سنتے

اہی بند ہو جائے شکایت کی زبان میری  
نہ میں سمجھا گلہ بان کی نہ سمجھا پاسان میری  
نہ تاب ضبط ہے مجکو نہ تھمتے ہے زبان میری  
کشا کش میں متناس ہے تردد میں ہے جان میری  
حدیث آرزو میری پریشان دہستان میری  
تسم پر پی جاتی ہے جان ناتوان میری  
کوئی آتا ہے یا آئی ہے مرگ ناگہان میری  
نواج چین کہتے ہیں ہم کی داستان میری  
اگر دم بہر ہی ترک جاوے یہ چشم خون نشان میری  
حضر کی سی بڑا دینی اتی عمر جاوے میری  
وہ بیانی ہے اگلی سی نہ چشم خونچکان میری  
اود ہر بدلہ ہمارا دل اود ہر بدلے زبان میری  
ہرے غم کا بیان مجھے زبانی داستان میری

عبث کرتے ہو تم راقم مری تدبیر ملنے کی  
ہم آغوشی مقدراوٹنے یان میری نہ وان میری

رقیبوں سے ہنسنا ہنسنا بڑا ہے  
تم اچھے ہمارا تغافل ہی اچھا ہے

مری جان سمجھو زما نا بڑا ہے -  
یہ منہ پیر کر مسکرانا بڑا ہے

<p>کبھی مہربان ہو کے جسے نبولے  یہ کافر دائین پر بے مہربانین  تماشاے صورت میں ہے لطف لیکن  تہمین قدر کیا ہو کسی دل جلے کی  شب غیر میں شمع روشن نہ کیجئے  گلستان میں جا کر تماشا دکھانا  مرا عم کا قصہ نہ کہیو نہ کہیو  سناؤ نہ دل کو مہار ایسی دل ہے  سنا عم دل شکایت ہے اوسکی  کبھی تم نہ سمجھے ستانا برا ہے  زمانے کو گھنا زمانا برا ہے  نظر سے نظر کا ملانا برا ہے  جلے ہو تو جانو جلانا برا ہے  نہ ہنسے جلا کر جلانا برا ہے  یہاں بے حجاب نہ آنا برا ہے  کہ دل اوسکا قاصد دکھانا برا ہے  ستائے ہوئے کا ستانا برا ہے  تقاضا نہ سمجھنا برا ہے</p>	<p>کبھی مہربان ہو کے جسے نبولے  یہ کافر دائین پر بے مہربانین  تماشاے صورت میں ہے لطف لیکن  تہمین قدر کیا ہو کسی دل جلے کی  شب غیر میں شمع روشن نہ کیجئے  گلستان میں جا کر تماشا دکھانا  مرا عم کا قصہ نہ کہیو نہ کہیو  سناؤ نہ دل کو مہار ایسی دل ہے  سنا عم دل شکایت ہے اوسکی  کبھی تم نہ سمجھے ستانا برا ہے  زمانے کو گھنا زمانا برا ہے  نظر سے نظر کا ملانا برا ہے  جلے ہو تو جانو جلانا برا ہے  نہ ہنسے جلا کر جلانا برا ہے  یہاں بے حجاب نہ آنا برا ہے  کہ دل اوسکا قاصد دکھانا برا ہے  ستائے ہوئے کا ستانا برا ہے  تقاضا نہ سمجھنا برا ہے</p>
---	---

لگاتی ہو دل کو حسنیوں کا رحم  
سنبل کر چلو تم زمانا برا ہے

<p>نالاہ بیکار مرا حاصل تاثیر میں ہے  وہ نہ آیا نہ سہی غیر کی توقیر میں ہے  داسن انکا ہوا چہٹ جا کر چوٹے کیونکر  فرق نقطہ کا ہے ناکام کو با کام کہے  شکل غارت گریاں وہ ہوگی کیسی  تم سے بیگانہ مزاجوں سے بنے گی کیونکر  ہم و عا نامکے کہوتے ہیں عا کی توقیر  دیکھتے معجزہ منوں گر کو ہوتے مجروح</p>	<p>لفظ تاثیر لکھا ہی نہیں تقدیر میں ہے  موت کس کام میں کون سی تدبیر میں ہے  جان ناکی ہوئی ایک لہر گرہ گیر میں ہے  اتنی قدرت قلم کا تب تقدیر میں ہے  عالم حسن جو یہ عالم تصویر میں ہے  جو مرے دل میں نہیں آپکی تقریر میں ہے  شکل تاثیر چہی غیر کی تقدیر میں ہے  کسکو معلوم تھا یہ زہر ہر تاثیر میں ہے</p>
---	--

کچھ تو ہے شیشہ و ساغور جو ہر بین گئے  
اور اغراض نظر ہی کسی تدبیر میں ہے  
قل کرنے مجھے تم آتے ہو نازک ہو کر  
پہلے یہ دیکھ لو دم سینہ شمش میں ہے

ناز کرنے ہو اسی طرز سخن پر رستم  
اتنی شوخی بہین جو زمرہ میر میں ہے

کہتے ہیں کہ کو وہ آئین نہ آئین دیکھئے  
شوق میں کب تک سخن رسا کہا میں دیکھئے  
بناؤ و جھجھو جھان و ن پر جھان میں دیکھئے  
مجھے بھی ہونے لگیں گی اب خطائیں دیکھئے  
ابتداء عشق میں کیا کچھ ہوئے مجھ پرستم  
آگے آگے کیا پرین سر پر بلا میں دیکھئے  
آج اولئے گفتگو و وصل پہ کر نیکہ ہوں  
آرزو میں رائیگان ہوں یا برائیں دیکھئے  
جصل میں اغراض کرنا آپ ہی کر لینا  
پہر میری خواہش پہ بیگانہ ادائیں دیکھئے  
ہم نفس میں ہوں منت آزما میدار  
کس کو تنہا پاس اپنے وہ بلا میں دیکھئے  
اسخان نظروں میں کر لو پہر وفا کھائیگی  
میری الفت دیکھئے اپنی جھان میں دیکھئے  
دل پہر ہے انکی خوش اسقدر اپنا ندیم  
وہ بلا میں ہجوم جائیں نہ جائیں دیکھئے  
روکھے روکھے بولتے ہو یہ کوئی انداز ہے  
رنگ الفت کو شاید میں گی ادائیں دیکھئے

اولئے کرنے جاتے ہیں راجم تقاضا مل کا  
شاد ہو کر آئیں یا ناشاء آئیں دیکھئے

آج کیوں خاطر ہے برہم سقراریں میں ہے  
رشک کیوں رہ رہ کے جانا یا کی محفل میں ہے  
کوئی حاصل ہو نہوا تو قدم منزل میں ہے  
کچھ تو بے حاصل توقع سعی بے حاصل میں ہے  
ہائے محرومی کہ عرض حال بھی مشکل میں ہے  
لب پہرہ جاتا ہے مطلب جمع ہمار دل میں ہے  
وان وفا کی آزمائش میں نوا موز و فا  
یا آہمی خیر ہو خیر کف قاتل میں ہے

اونکے جو کچھ جی میں ہے وہ سب ہمارے دلیں ہے  
 جان بکف ہیں یوں کہہ کر خنجر کف قاتل میں ہے  
 لذت فریاد جو فریاد ہے حاصل میں ہے  
 کیا سہا یا آپ کے اندیشہ باطل میں ہے  
 یہ سیفینہ ڈوبنے والا لب ساحل میں ہے  
 دان و فاشل میں ہے یا ان آرزو مشکل میں ہے  
 اونکی عادت کینہ جو ہے کینہ آب گل میں ہے  
 رحم کر یا رب دل بیتاب کس شکل میں ہے  
 کیا تھکا رہی میں ہے اور کیا ہمارے دل میں ہے

جانتا ہوں خواہوں کا جو ملے واسطے جواب  
 مہر و کین کا ہے تاشا قاتل و مقول میں  
 کوئی باعث ہے کہ دل ہے شادمان فریاد ہے  
 وصل میں اغماض کیا شرم تنہائی میں کین  
 سات بین ناکامیاں اور سحر الفت بے کنار  
 وصل سے انکار او کو یاں تمنائےصال  
 کیوں کریں اظہار مقصد کیوں سبک نظر نہیں ہوں  
 درد فرقت شک دشمن خنجر ناکامی سوا  
 عرض حال دل معلیٰ ہے سمجھ جاؤ مہینیں

لذت مردن ہی راقم اپنی قسمت میں نہیں  
 جان خنجر میں ہے انکی اور دل قاتل میں ہے

وہی ہوتا ہے جو تقدیر خدا کرتی ہے  
 تازہ بوسہ نفس باد صبا کرتی ہے  
 لان و فاشل جو گراں نیا رنجا کرتی ہے  
 میری خواہش مجھے ناکام رکھا کرتی ہے  
 ہجر میں اور پریشان صبا کرتی ہے  
 صبح فرما دکا پہر کام لب کرتی ہے  
 خون پی پی کے جو عاشق کا بڑا کرتی ہے  
 مل ہی جائیگے اگر عمر وفا کرتی ہے

کام تدبیر نہ تاثیر دعا کرتی ہے  
 تم سے زلف اچھی ہے کچھ بابر وفا کرتی ہے  
 تازہ بے کا د مہاوسے نہ اٹھائے جاتے  
 او کی عادت نہیں اغماض کی اغماض کرے  
 نگہ بہت پیر بہن یا رسنگہا کہ مجھ کو  
 رات روپیٹ کے کٹ جاتی ہے فرقت کی مگر  
 کوئی شب طول میں ہوگی نہ شب غم سے راز  
 تم ہو عالم میں اگر اپنے ہی قائم امید

<p>کیا کہیں خستگئے دل کی حقیقت اپنی اپنا دل کہول کے ارمان شبِ تار کا اونکو فریاد فے بے چین کیا ہے میری</p>	<p>راہن گسی سینہ میں جلا کرتی ہے موت ہی سوتی ہے آرام قضا کرتی ہے اب وہ سمجھے کہ اثر آہ رسا کرتی ہے</p>
<p>صبح امید بھی ہو جا لگی راہِ محم کی ضرور جان بے صبر جدا ہوتی ہے کیا کرتی ہے</p>	<p></p>
<p>آہ کو سمجھے تھے تسکین کی دوا کرتی ہے جھوٹ ہے چشمِ منون کا رچا کرتی ہے کیون نہ ممنون صبا ہوں شبِ غم میں اکثر موت آئی نہیں اچھا نہ سہی تو نہیں اب تمنا کی یہ صورت ہے شبِ عدہ میں شوق کی بیاں تو یہ حالت کہہیں چین نہیں آزماؤں تو سہی آہ غلط کار کو ہم محتسبِ خیر ہے اس ابرو ہوا میں تنبیہ میں تو ضبطِ کردن درو کی فرقت کی لگے ہو چکا دل کا جو ہونا تھا خدا پر چوڑو بس خدا ہی نظر آجاتا ہے سچ تو یہ ہے اب سیحائی سیحائی سے ہوتا کیا ہے</p>	<p>کیسی تسکین میری حالت کو سوا کرتی ہے شرم ہی شرم میں عالم کو فنا کرتی ہے خاطر سوختہ کو شاد کیا کرتی ہے نزدکِ شغل میں اُلجھی ہے وہ کیا کرتی ہے مثل پروانہ سرِ شمع جلا کرتی ہے وانِ تباہ میں طبیعت ہی رہا کرتی ہے یہ کسی دل میں ہی تاثیر سے جا کرتی ہے ایسے موسم میں کہیں تو بہ رہا کرتی ہے یاد بے ہر جگہ گرم نوا کرتی ہے اب دعا کرتی ہے چارہ نہ دوا کرتی ہے جب جدِ رخ سے نقابِ دسکی صبا کرتی ہے چوٹ اچھی کسی دل کی بھی ہوا کرتی ہے</p>
<p>عشق کا ہمنے تو انجام یہ دیکھا راہِ محم آرزو خاک میں عاشق کی لاکرتی ہے</p>	<p></p>



<p>             آرزو کی میری کیا کیا آبرو ہوتی رہی              آرزو مٹتی گئی سحر ت لہو ہوتی رہی              منتون میں صرف اپنی آرزو ہوتی رہی              جیب سو سو بار تادامن رفیع ہوتی رہی              زلف لیکن پر شکن طوق گلو ہوتی رہی              دشمنوں کی دعوت جام و سبو ہوتی رہی              داستان عشق میری چار سو ہوتی رہی              عیش کی دشمن شہاب مشکو ہوتی رہی              دل لگی میں الجھی الجھی گفتگو ہوتی رہی              اون کی محبت کچھ سو آرزو ہو ہوتی رہی              عمر آخر ہو گئی طے گفت گو ہوتی رہی           </p>	<p>             رات بھر مگر ارادے سے وہ بد ہوتی رہی              خواہشوں سے میری پریم و فکی خود ہوتی رہی              وصل کا اصرار مجھ کو اور اپنی انکار وصل              یہ گریبان کبھی گاجب جنون کی بات سے              میں فریبوں میں نہ آیا یا رکی بچھا رہی              آسمان ظالم نہ ٹوٹا صحبت بیگانہ پر              کام نکلا یا نہ نکلا نام باقی رہ گیا              دور سے وہ رنگ لایا وصل وقت بن گیا              مدعا کہتا رہا میں اور وہ ہنستے رہے              اشتیاق وصل دل میں جھٹایا نہ بڑھا گیا              ہو چکا ہونا تھا جو کچھ ذکر چھوڑ وصل کا           </p>
--	---

تم وفا کرتے رہے راجہ مگر وہ ان عمر بھر  
 جان پلٹ کی تمہاری جستجو ہوتی رہی

<p>             بات کرنی نہیں پاتے کہ سحر ہوتی ہے              زندگی موت کی صورت سے لبر ہوتی ہے              درو دیوار سے باتوں میں سحر ہوتی ہے              ایک بے صبری ہی کچھ شام و سحر ہوتی ہے              رونما کی کو تمہاری یہ سحر ہوتی ہے              رات جو وقت ہم خوش سحر ہوتی ہے           </p>	<p>             عیش کی رات مقرر سے اگر ہوتی ہے              نیند آتی ہے نہ فرقت میں سحر ہوتی ہے              عجم کی شہا ایسے تکلف سے لبر ہوتی ہے              کوئی دکھ درد اگر ہو تو کہیں اسکا کیا              تم نہ ہوتے تو زمانہ میں اندھیرا رہتا              حشر سا چہرہ دم عیش گزر جاتا ہے           </p>
--	---

<p>وعدہ پر آئے ہونا خواستہ دل لیے تم  رات فرقت کی گزرتی ہے قیامت کی طرح  ہلکوا ندوہ غم یار میں یہ ہوش نہیں  جو اندھیرے میں ہمیشہ رہے وہ کیا جانے  شام غیر دن کی سحر غیروں کی راتیں انگی  اب اٹھانا پڑا احسان سیحانم کو  ایسے آنے سے تمہارے تو نہ انا اچھا  جھکو دھوکا بھی ہوتا ہے کہ قاعد آیا  ہونے دو ادس نگہ مست میں جاننا ادا  کہتے ہیں وصل کو کل پر کہا سونے دین</p>	<p>کہ سوئے رہ کر غیر نظر ہوتی ہے  عید ہوتی ہے جو قسمت سے سحر ہوتی ہے  شام کب ہوتی ہے کس وقت سحر ہوتی ہے  رفد کہتے ہیں کسے کیسے سحر ہوتی ہے  نامرادوں کی کوئی شب سحر ہوتی ہے  کل سے پہر کچھ خلش خچم چک رہتی ہے  دل کہیں دہیان کہیں در پہ نظر ہوتی ہے  جسکی صورت پہ بڑی گرد سفر ہوتی ہے  ہم دکھا دینگے خدائی کو کہ ہر ہوتی ہے  رات تھوڑی رہی دم پہر میں سحر ہوتی ہے</p>
--	---

راحم اس نالہ و فریاد سے چل گیا ہے  
کون کتنا ہے دہان کسکو خبر ہوتی ہے

<p>ایمان سے کہو نہیں کس کا خیال ہے  اسد جانتا ہے بواب تو حال ہے  دل منت مانگتے ہو تلافی میں کچھ نہیں  اونکا خیال کچھ ہے ہمارا خیال کچھ  فرقت میں مگر کشتی ہے امید و یاس میں  گردن چمکائے دیکھتے میری دفائے عشق  خوابش کو میری پوچھتے ہو دیکھتے نہیں</p>	<p>عشرت کے وقت منہ پہ بستہ مائل ہے  کہدو زبان سے کونسا زور صیال ہے  کیا مال ہے حرام کا چوری کا مال ہے  الہا یہ دل لگی میں جواب و سوال ہے  مرے سے کچھ ہی جائیں تو جینا محال ہے  پہلو میں دل سا آئینہ بے مثال ہے  منہ پر غرض برستی ہے صورت ال ہے</p>
---	--

رستہ میں سو بلائیں مین وہ خوش حال ہے	سنا ہوں آج آئینگا وہ وہم ہے بچہ
بیکار محبتیں مین عبث قیل و قال ہے	ملنے کی جی مین ہو تو ملو سو بہا نہ سے
میری جبین پہ یہ عرق انفعال ہے	تہا شب کو مین ہی صحت اغیار کا شریک
کچھ تم کو ناز کی کاہی اپنے خیال ہے	محکود کہا کے چلتے ہو تم آسمان کی چال

راحم جہان مین مہر نہ اب مہربان کوئی  
سچ ہے کہ اس زمانہ مین الفت کا کال ہے

اپنا ہزار رشک سے آشفہ حال ہے	وان ذوق جلوہ زائی حسن جمال ہے
چھوڑ وہی فکر وصل کہا نکاد بال ہے	دشوار اونکا وصل ہے ملنا محال ہے
اب ہم سے پردہ دار سے لفت محال ہے	نا صورت دل مین ڈال دئے ہجر بار نے
کس کشمکش مین دل ہے کشاکش مین چال ہے	دیکھے سے اوسکے چین نہ بے دیکھے اسکے چلنے
گہر مین زمین کا قحط ہے صحرائیں گل ہے	پائے جنون دراز ہے پہنائے کہاں
کیا زلف یا زنا فہ مشک غزال ہے	تواور بوئے زلف صبا تیرا یہ دماغ
اس حال مین ہی ہکو کسی کا خیال ہے	مر تے مین خواہ جیتے مین لہجہ کی کو کیا
روتے مین اب کہ بند جواب سوال ہے	دل کے کہے سننے پہ ڈبو دی رہی سہی
اسپر غور حسن ہے ناز جمال ہے	آغوش مین قریب کے ہو تباہ جبین

واعظ سے تم سنو نہیں راحم حدیثے  
کہتے دوا و سکودہ پر دانیال ہے

کتنے آئینگے ابھی بے سرو سامان ہم سے	اتنا تو تنگ نہو صحن بیابان ہم سے
مثل سایہ ہمدرد زگر گزیران ہم سے	رام ہو گا ہوا کا فرایان ہم سے

کہ سر کرنے لگے اب خار سفیلان ہم سے  
 اب چہ پایا بنین جاتا غم بہان ہم سے  
 آج تک یقینی ہے بدلے شب ہجران ہم سے  
 کوئی ہوتا تھا کہی دست و گریبان ہم سے  
 یاں یہ رکھا ہی نہیں گریہ کا طوفان ہم سے  
 کچھ تو کہتا تھا اشاروں میں نگہبان ہم سے  
 ہمنے اصرار کیا آپ نے بیان ہم سے  
 کل چٹا آج چٹا کوچہ جانان ہم سے  
 سینہ دانستہ چہا نا تہ دامن ہم سے  
 اپنے احسان کا پہرہ چہا احسان ہم سے  
 ابرسیکھا روشنی دیدہ گریان ہم سے

ٹوٹے ہیں آبلہ پائے سے سرخاراتے  
 تیرے بیان شکنی سے نہ ہی ضبط کی تار  
 ایک دن وصل ہوا تھا یہ قیامت آئی  
 ڈھونڈتا ہے دل مشتاق وہ سنان وصال  
 آپ آتے نہیں کہتے ہوتا قضا کیا ہے  
 چاں جسے ہی رہی پوچھتے کہتا کیا ہے  
 ہمتو کچھ یاد دلاتے ہیں تقاضا کیا  
 غیروں رات و دن رستے ہیں اٹھ گیا  
 یہ بھی ایک ناز و روشی ہے ادائیں کیسی  
 بے بلائے کہی آجاؤ تو احسان ہوگا  
 برق نے ہی دل مضطر کی اڑائے انداز

جانتے ہیں کہ وہی راہ فنا ہے راہ فح  
 چھوٹ سکتا بنین پہرہ کوچہ جانان ہم سے

غیر اونسے میں پشیمان وہ پشیمان ہم سے  
 ہم گریبان سے ہیں تنگ گریبان ہم سے  
 ہم ہی ارمان سے مایوس من ارمان ہم سے  
 ہم بیابان سے ہیں بیزار بیابان ہم سے  
 ہم شب ہجر سے کہو رہے ہجران ہم سے  
 دل سے بیزار ہیں ہم اور دل نادان ہم سے

وہ ہی ہیں کشمکش عشق میں حیران ہم سے  
 دیکھی جاتی بنین حوشت کے سیان ہم سے  
 اس قدر قطع تعلق نہونادان ہم سے  
 دشت گردی نے کیا آبلہ پا آخر کار  
 رات اور رات ہی تار یک کسی کا پہرہ کر  
 دل کو سورت کسی سے نہیں دل سے سورت

<p>کیون لئے جاتا ہے زندان میں پہنچ جیٹو ہمنشین بار غضب ناز سے آتا ہے سہناں غیر اور سیرچن زار مبارک ہو تہین</p>	<p>ہم نہ زندان سے ہیں مانوس زندان ہم سے جان سے ہم گئے اور جان پریشان ہم سے سیر گل سے گئے ہم سیر گلستان ہم سے</p>
<p>اوس پہل آیا ہے راقم کہ جسے دیکھ نہ ایک کافر کہی ہو گا نہ مسلمان ہم سے</p>	
<p>جم گئی یار کے سینہ پہ کدورت میری شاید ملن عین نہو کہل گئی فتمت میری کرتے رہتے میں شکایت پہ شکایت میری عشق سے ہو گئے مانوس طبیعت میری بجسے ہے کاتب تقدیر شکایت مجھ کو بات بگڑی ہوئی خالق ہی بتا تو بنے کس پہل آیا ہے اور آیا ہے کیسا کافر نازا اور ناز جفا اوسکا اٹھانا میرا مجھ کو آرزو گئے یار کا ہوتا ہے خیال اور بڑھ جاشب تار یک بہلا ہو تیرا روز قیمت کا کلا کرتے تھے اب حال کہلا زلت ہوتی کسی رنج پر کہیں کا کل بنے شرم سے اونکی عجب حال تھا میرا دم وصل ووست کے پاس لئے جاتے ہو مجھ کو راقم</p>	<p>خاک ہو کر تو رہی بار سے محبت میری دیکھ رہے وہ بلائے شب فرقت میری یار کے کچھ دل میں ہے گنجائش لہفت میری مجھ کو کہا کہ یہ رہیگی کہی فرقت میری صورت غیر کی آئینہ ہو حسرت میری یار کی صاف طبیعت نہ طبیعت میری دل کی جو قدر نہ جانے نہ حقیقت میری وہا رہے شوق گرا نیاری ہمت میری ورنہ کیا کیا ہی ہنیں چاہتی ہرات میری کچھ بہلتی رہی تجسے ہی طبیعت میری وقف آرزو گئی غیر ہے فتمت میری زینت عکدہ کیون ہے شب فرقت میری صورت یار کی آئینہ ہتی حسرت میری سات اپنے نہ ڈبونا کہیں حرمت میری</p>

<p>جلتے جلتے یہ ہوئی عشق میں شہرت میری          مرده ایدل کہ تمنا ہوئی رخصت میری          ایک دن رسم درہ غیر میں جاگی ضرور          سایہ قامت کا سہی سات تمہاری کوئی ہو          اوسکا وعدہ نہیں بیان نہیں اقرا نہیں          ایسی ہوگی کوئی صورت جو بگاڑ کر بچائے          اختیار قلم قاسم قسمت میں نہیں          جو خدا کا نہیں اپنا نہیں کسا ہوگا          آپ کی روز جزا کون گواہی دے گا</p>	<p>سٹنٹ کرنے لگی تقلید محبت میری          اب کوئی دن کے یہ مہمان ہے فرقت میری          ابرو عشق کی شرم آب کی غیرت میری          شرکت غیر سے آئندہ ہے غیرت میری          غنظر ہنسے کی کچھ ہے مگر عادت میری          یان تو بن بن کے بگڑ جاتی ہے صورت میری          آپ کہو لیں تو ابھی کہلتی ہے منت میری          آئی اور آئی ہے ایسے یہ طبیعت میری          مان مگر منہ پر برستی ہوئی حسرت میری</p>
---	--

یادگار وین اسد کے ہے یہ بندہ راقم  
 کیا ہوا بزم سخن میں نہیں شہرت میری

<p>کیا سبکے ہر سے ہم اہل جہان جانیگے          لطف اوس بزم میں کیا غیر جہان جانیگے          تم نہ مانو گے تمنا میں یہ روتے روتے          مجھ سے جب عشق کے انداز چھین گئے صبح          ہمتو چلائیں شب و روز مگر اسے ہدم          تیری تقریر پسندائے ہے اونکو ہم ہی          یار کی کیون نہ پریشانی خاطر ہوگی          زردی رنگ نہیں جبکو سیجا کہو دین</p>	<p>دوش احباب پہ رکھی ہوئی جان جانے          ہمتو رخ ہی نہ کرینگے نہ وہاں جانیگے          ایک دن دیدہ خونبار فشان جانیگے          جان کے ساتھ سے تاب تو ان جانیگے          کان تک یار کے غوغا و فغان جانیگے          تیری خاطر سے کسی سوز زبان جانیگے          ہم سے جب سامنے آشفہ بیان جانیگے          کس طرح سینہ کے یہ داغ نہان جانیگے</p>
---	--

ہم کو ڈھونڈا ہی کر لیگی شبِ غمِ دنیا میں غیر کیا جائیگے دانِ جانِ باری ہے اپنے	ایسے یان سے کہی بنے نام و نشانِ جانیکے بزمِ مین اوسکے مین دشمنِ جانِ جانیکے
---	--

ہو گئے ہمتورہ دوستِ مین فانی راہم  
چوڑ کر کوچہ جانان کو کہاں جائیگے

خطا کی اسے دلِ نادان خطا کی خدا کی شان یہ قسمتِ حنا کی بتا کر شوخیان اوسکو ادا کی بیانِ سنکڑا جلتے ہیں شاہد فراقِ یار سے گھٹنے لگا دم بد مرا وعدہ رقیبوں سے وفا ہو کئی دن سے وہ گہرا ہے ہو مین نہ کہتے مدعاِ نخوت نہ ہوتی ہوسکے ہم خاکِ ہی اوس گہز مین و قار لہجہ بھی ہم نے کہو یا امیدین اپنی سب قائم رہینگے	تٹنا کی تو کس نا آشنا کی بنی مشاطہ اوسکے دستِ پاکی ڈبوئی ہمنے قسمتِ مدعا کی زبان مین میر و گرمی ہے بلا کی دُٹائی ہے دُٹائی ہے خدا کی ہوئی تاثیر کیا اٹھی دعا کی رسائی کچھ ہوئی آہ رسا کی یہ خوبی ہے ہماری التجا کی رہی حسرت ہی وصلِ نقشِ پاکی عجبت جا جا کے اونسے التجا کی اگر وہ مین خدا ئی مین خدا کی
---	---

یہاں تو ہو چکی راہم ملاقات  
توقع باقی ہے روزِ جدائی

دیکھیں تو قدم اب بڑھیں اغیار کے آگے انہار کر تین درد کا جب بار کے آگے	بچھو اسے مین کانٹے دردِ دار کے آگے کہتا ہے کہ جاؤ کسی عطار کے آگے
--	--

<p>سرخ اتنے ندینا مجھے ازار کے آگے  جاتے تو بہن برق نگہ باری کے آگے  کس لطف سے کشتی ہے شبِ نعم کی درازی  یہ ذوق شہادت نہیں آزار کا ہے شوق  ستانہ خرامی کا اُہنے شوق ہے اتنا  ہم جان کے بیمار بنے آئین وہ شاید  کچھ آئے مرا قتل کا اوس عہدہ جو کو  جاتے ہیں گلا کرنے گلا کر نہیں سکتے  تاثیر تو ہے میری نگاہوں میں ہی لیکن  کہتے ہو کہ اغیار سے ملتے نہیں اچھا  جب اوس سے تقاضائے ملاقات کریں ہم</p>	<p>تو قیرستم جاگی اغیار کے آگے  موسیٰ نہ بنیں جلوہ دیدار کے آگے  افسانہ سنا کر درو دیوار کے آگے  سر آپ کئے دیتے ہیں تلوار کے آگے  محشر کو سمجھتے نہیں رفتار کے آگے  آتے نہیں وہ وہم سے بیمار کے آگے  ہم ہی کرین کچھ شوخیان تلوار کے آگے  ہلتے نہیں لب شوح کی گفتار کے آگے  چلتی نہیں اوس چشمِ صنون کا کار کے آگے  کہہ دگے قسم کہا کے تم اغیار کے آگے  کہتا ہے کہوٹا ہذا بازار کے آگے</p>
---	--

گہرائے شب ہجر سے تم تو ابھی راقم  
انداز تو دیکھو گے شب تار کے آگے

<p>وصل میں چشم تر نہو جائے  روک اسن سے شمع وصل نسیم  ہر بلا کا نزول ہے گہر پر  چھوڑ دو اپنا شوق خود بینی  کوئی جانان میں جاتے ڈر تاروں  مدتوں میں ہوا وصل نصیب</p>	<p>مدعا کا ضمیر نہو جائے  شامِ عزت سحر نہو جائے  کہیں جنگل یہ گہر نہو جائے  ٹٹکو اپنی نظر نہو جائے  دشمنوں کو خبر نہو جائے  یا اکہی سحر نہو جائے</p>
--	--



<p>نا تو اتی تو ان بچائے رکھے وصل کی ہم دعا تو کرتے ہیں انکھڑا دسکی پہری دکھا دینگے یہ تو ممکن نہیں محبت میں نالہ کرتے ہوئے ہی ڈرتا ہوں</p>	<p>نذر جا دو لفظ نہو جائے کہیں الٹا اثر نہو جائے پہر قیامت اگر نہو جائے دل کی دل کو خبر نہو جائے یار کو درد سر نہو جائے</p>
<p>بات دلالہ سے نکر کرستم بدگمان کو خبر نہو جائے</p>	
<p>حیدر نکر الفت دل نا شاد کہتے تھے نکڑنا تہاتہ گردن میں آیا کہتے تھے ستم سمجھو دھائے یار کو ہم کتنے نادان ہیں وہ دن اب یاد آتے ہیں کہ ہم تم نرم آ رہے تھے وہ لطف نہ کہہ سچی ہی مٹا یا نا تو اتی نے کوئی ہوگا وفا پیشہ کسی کا ذکر سنتے ہیں کہیں نندان میں رہتے تھے تو ایسے شاد رہتے تھے لعل میں کچھ چلی تصویر الفت بکلی میری جنون تھا عشق کیسا تیشہ زنجیر سے تنوں کو جا جفا چہرہ وہوئی شہرت تھا کہ عشق بازو میں ہنیں سمجھا نہیں سمجھا تپ سوز نہانی ہے برا ہو آسمان تیرا جارا عین عشرت میں</p>	<p>لہو روائے کافرستم ایجاد کہتے تھے ستائے گا کہی یہ چیخ بے بنیا کہتے تھے محبت کی اداہتی جسکو ہم بیدا کہتے تھے غزل خوان مطرب ساقی مبارکباد کہتے تھے کیسے یاد میں جو کچھ دم فریاد کہتے تھے کیسکو غیر غیور میں ستم ایجاد کہتے تھے ایسری میں ہی ہکو ہنفس آزاد کہتے تھے جو میں مجھے یہ دونوں مافی وہیزاد کہتے تھے تماشا فی اوسے خون گرتے فریاد کہتے تھے ستم کش مجھ کو بلانے بیدا کہتے تھے رگ جان پر نہ کہہ شہر تیرے فضا د کہتے تھے جہان آباد جسکو ہم ارم آیا د کہتے تھے</p>

نہ ملنا سست پیمان ہدایت عقل کرتے تھے

مگر اران دل کے ہر چہ بادا باد کہتے تھے

نہ چہوڑا سکو تم راغم خراب آباد چھا  
کہان ہوگی یہ آزادی کرو گے یاد کہتے تھے

اسٹیکو نیرے پاس سو بار آئین گے  
خند سے دکھانے اپنا وہ رخسار آئین گے  
سنتے ہیں آج وہ لئے تلوار آئین گے  
بزم عدو سے اوسکو رلا کر اٹھا آئین گے  
اسکی زمین ہے کوئی منع کیوں کرے  
دیکھینگے ہم ضرور مہین چہ چہا کرے  
تکو ہے کھیل جلوہ گری کا ججے ہر شک  
کیونکر بلاؤں اوسکو وہ آئین گے نقاب  
جگڑی گی اور ہی مری اوکی ہی سہی  
کیا جائیں بزم یار میں چہ چاہتا نہیں  
سو بار جھٹو جائیں وہاں جا کے کیا کریں  
آنے نہ گے تم ہمیں ہم دل میں آپ کے  
سن رکھا یہی سے رحمت حق شادمان  
رونے کا تار روزی ہی ہے تو ایک دن  
کس کا جواب نامہ مگر پارٹائے خط  
ہر بات پر سکوت ہے وہاں جو صلی تھے

جب آئین گے ستائینگے بیکار آئین گے  
تجکو جلائے شمع شب تار آئین گے  
شکوہ کی اب فرسے دل بیمار آئین گے  
جب زور پر یہ دیدہ خونبار آئین گے  
سو بار یں سے جائینگے سو بار آئین گے  
سایہ کی طرح ہم پس دیوار آئین گے  
موسے کی طرح طالب دیدار آئین گے  
پروانے دھوکہ کھائینگے دو چار آئین گے  
جب شکوے درمیان دم گفتار آئین گے  
ہشیدر گھر سے جائیں گے بیمار آئین گے  
کہا کہ فریب محرم اسرار آئین گے  
مثل خیال عشرت اغیار آئین گے  
مہان تیرے گھر میں گھنہ گار آئین گے  
پہوئیں گے یا یہ دیدہ خونبار آئین گے  
اڑتے ہوا یہ دیکھنا دو چار آئین گے  
کس روز کام ہمت دشوار آئین گے

راحمؑ مہارے سات کسی دن چلیں گے ہم  
ٹے کر کے اون سے رفت کی تکرار آئیں گے

اسکو ہوس وصل گل اندام بہت ہے  
کیونکر یہ یقین آئے وہ خود کام بہت ہے  
الفت نہ محبت طمع خام بہت ہے  
وان دور الہی عشق کا انجام بہت ہے  
کچھ پسید ہے اسین ہی جو وہ رام بہت ہے  
دنیا میں ہوس مٹو کا بھی نام بہت ہے  
خاطر پہ گرا نبارے الام بہت ہے  
ایک دن ہوس ناک وہ ناکام بہت ہے  
انعام تو کچھ ہی نہیں الزام بہت ہے  
کم پاس سخن ہے اسے ابرام بہت ہے  
ڈرتا ہے کہ رستہ میں بھٹا دام بہت ہے  
دل کو ہوس بوسہ بہ پیغام بہت ہے  
بے مہر کو قدر دل ناکام بہت ہے  
کہتے ہیں ابھی گردش ایام بہت ہے  
تم سے ابھی بدظن دل ناکام بہت ہے  
ہر صبح ستم کم ہے جفا شام بہت ہے

دل تشنہ بیدار دل آرام بہت ہے  
قاصد یہی کہتا ہے وہ آئے گا مقرر  
دل لینے کی تقریب ہے یہ ناز فروشی  
آغاز میں دیوانہ سوس نے ہمیں گہرا  
الفت نہیں یہ ظاہری عشاق نوازی  
ہم کو کہن قیس کی سنتے ہیں کہانی  
بس ذکر نکر ماری کی بے مہری کا قاصد  
سامان نہ رہے عشق کے اب کیا کوی لیگا  
کیا اسکا وفانام ہے جو تمنے وفا کے  
جی چاہتا ہے ملنے کو ہم کیا کریں ملکر  
جاتا نہیں اُس کو چے میں دل ہم گیا ہے  
محکو نہیں ہے شوق ملاقات کا اتنا  
کی جمنے و فنا بھی مگر انجام یہ دیکھا  
انظہار تناسل سنا سنکر بہ تبسم  
ملنے کی کوی راہ نئے اب تو نکالو  
معشوق تو اچھے ہو مگر غو نہیں اچھی

کیا تمکو ملا دوست سے آرام بہت ہے

تعریف جو تم کو تے ہو معشوق کی راحمؑ

<p>خدا کی خدائی اودھر ہو گئی          مگر چشم تر پردہ در ہو گئی          ترپتے ترپتے سحر ہو گئی          مقرر کسی کی نظر ہو گئی          یہی کہتے کہتے سحر ہو گئی          ہین وہ یہی ایک دوسر ہو گئی          یوں ہی مرتے جیتے بسر ہو گئی          تری قدر کم نامہ بر ہو گئی          کسی کی پسند نظر ہو گئی          اگر آسمان کو خبر ہو گئی</p>	<p>جدہ ہریار کی کچھ نظر ہو گئی          چہیا یا بہت ہنسے سینہ میں از          قیامت کی شب ہتی شب انتظار          نظر او سکی صورت پر جیتی ہنین          وہ آئے آب آئے ہین شام سے          فغان کو اثر مند سنستے ہتے ہم          میری زندگی جو گر عشق ہتی          نظر اپنی کرنے لگی قاصدی          طبیعت کا کچھ طور بے طور سے          مزا آئے گا صحبت غیر کا</p>
--	--

تلافی یہی ہے غم کی راحتم ضرور  
 اسی آرزو میں بسر ہو گئی

<p>بیس ہی موت کی نشانی ہے          دیکھئے کس کی شامت آتی ہے          اپنے مرنے میں زندگانی ہے          نامہ بر کی فقط زبانی ہے          ناتوانی سے ناتوانی ہے          یہی ہی انداز دل ستانی ہے          سخت جانی سے سخت جانی ہے</p>	<p>فصل گل اور سرگرائی ہے          آج پہر بزم میں وہ آئے گا          کوئی مر کر ہین جیا لیکن          کس کا اقرار خون آتا ہے          تازہ دلدار ہی ہین اٹھتا          جاتا ہوں نگاہ مہر انداز          روز مرنے میں اور جیتے میں</p>
--	--

دل بکرتا ہے نامہ بر کا بیان	یہ کسی اور کی زبانی ہے
آج جاتے ہیں نامہ بر کے ساتھ	آج تقدیر آزمائی ہے
بہجکر نامہ بر کو گھٹا ہوں	کس قدر دل میں بدگمانی ہے
اثر گریہ رنگ لائے گا	مشرہ کو شوق خون چکانی ہے
آج ہم بچ گئے تو پہر گل کیا	موت آئی ہے اور آئی ہے
غیر کو چھوڑ وہ نہ آئیں گے	یہاں عبت دل کو شادمانی ہے
کام کر جائے گا کبھی نہ کبھی	اثر نالہ استخانی ہے
نظم ظاہر دکھا دیکھتے ہیں	داغ دل ہی کوئی نشانی ہے
دل کو تم سے عزیز ہم رکھیں	وہ بھی جو پتیر آئی جانی ہے
جان ادھر نثار کرتے ہیں	وہ سمجھتے ہیں سب کہانی ہے
ہم دل آزار یوں سے واقف ہیں	اون کا یہ ناز مہربانی ہے

راحم اچھا نہیں برانہ کہو  
اسد اللہ کی نشانی ہے

دیکھ کر ناز و شوخ طیفیت کے	فٹے چپ چپ گئے قیامت کے
غمرہ چشم بے مروت کے	دل میں چپے ہیں کس قیامت کے
غیر کو پہلو میں بٹھاتے ہو	سستی ہم نہیں ہیں خلوت کے
عشوہ و غمرہ و حیا و شرم	سب ہیں انداز اسکے آفت کے
تم ہمیں باپس سے اُٹھاتے ہو	ہم ہی کیا فتنے میں قیامت کے
آج کیوں آرگلی ہماری نیند	ہم تو عادی تھی خوابِ عمرت کے

<p>دشمن ہے دشمن گلو پہر کیا  کچھ مجھے کچھ عدو کو دینا تھا  ضلع غیر بے مزہ کیوں ہوں  داغ حسرت رہے تھے جو باقی  ہر طرح تم پسند ہو ہمسام کو  وصل کی شب بھی بے مزہ گزری</p>	<p>ہاتھ قاتل کے بین قیامت کے  حصے کرنے تھے رنج و رحمت کے  وہ نیک پاش میں جراحت کے  ہو گئے سب چراغ تربت کے  بگڑا جب یہی بنا و صورت کے  سارے دفتر کھلے شکایت کے</p>
<p>وہ بین اور آئینہ ہے اب راقم  آپ عاشق میں اپنی صورت کے</p>	
<p>شکایت درد و غم کی دلستان سے  نکلنے کو ہے اب صیاد بیل  تغافل کا ریاں چوڑو چلے آؤ  کیا کیوں دفن مجھ کو رہزین  نہ نکلا حرف شوق وصل اکیڈن  یہ لذت چلے گئے آب بغا خضر  خدا جانے لکھا کیا جھوڑی میں  محبت بڑھ گئی دونوں طرف کی  بہین جیتا نہ چوڑی گی شب غم  نیکتا ہے درد دیوار سے غم  کچھ ایسے گرمی شوق جھٹاتے</p>	<p>امید میں ہر کی نامہربان سے  کوئی دو چار دن میں گلستان سے  گھٹا جاتا ہے دم مضبوط فغان سے  ہوئی بدنام کیوں سیر نشان سے  ہماری لپٹے اور انکی زبان سے  مگر پچھلے عمر جاو و ان سے  وہ قاصد سے ہوئے جو بد گمان سے  ستم نیکتا ہے سمجھو آسمان سے  نکل کر ہم کہاں جائیں مکان سے  برستی میں بلائیں آسمان سے  کہ مجھ کو کینچہ لائے لامکان سے</p>

<p>اگر ہے شوق شکو دل بری کا اگر تم مہربان ہو جاؤ مجھ پر</p>	<p>ستم دو چار سیکو آسمان سے جھا میرے لئے آئی کہاں سے</p>
	<p>قدم پہر ہے در میخانہ راحتم چلوں آؤ تم پہر میخان سے</p>
<p>دل سے سن لی وہ گفتگو میری جوش گریہ نے شور مارا لئے کیون کہے کوئی ناسزا مجھ کو رفعت بے خم میں دو پہنچ و خم تم ہی جب خنجر آزا مجھ او میرے گریہ نے مدعا کہو یا دیکھنا جذبہ محبت کو تم بدی سے ہی میرا ذکر کرو</p>	<p>آنکھ میں گرہی ہو میری اور یہی کہو اب و میری کیون سنے کوئی گفتگو میری ہوگی سر حلقہ گلو میری بات کافی نہ کیون عدو میری چشم ترین گئی عدو میری وہ سنے اور گفتگو میری کچھ ہوئی جائے گفتگو میری</p>
	<p>دیکھتے یار کو چلو رستم کہہ رہی ہے یہ آرزو میری</p>
<p>دی تھی گرفت ستم ایجا کی طاقت پر فائز پہر آتی جلی خضر نے جاوید جینے کے لئے کچھ ہو سس شیوہ نہ سہار عم عشق سج قاتل ہے مجھے لگ جائے کاش</p>	<p>جان بھی دیتے مجھے فولاہ کی منتیں کرنی پڑیں صیاد کی سب نشا طر زندگی برباد کی جان شہر بن تک گئی فریاد کی اندز و نکل مل نا شاد کی</p>

<p>کھل گئی قسمت وہ میرے گھر پہنچا          ہتی تغافل کار شیریں اسے          آہی چاتا وعدہ پودہ تند فو          یار آئے موت آئے کچھ تو ہے          شاد ہو گئے سینکے کیا کیا لٹو          جان آجاتی ہے غالب میں کرا</p>	<p>سوی بے حال ہتی فریاد کی          جانتے تھے آبرو فریاد کی          کچھ کمی دل میں نہی فریاد کی          رگ پھر کھتی ہے دل ناشاد کی          داستان عاشقی اولاد کی          ادسکی شوخی دیکھ کر بیدلو کی</p>
<p>گوہنیں راقم اسد کا ہم سخن          ہے زبان لیکن جہان آباد کی</p>	
<p>جب تک کہ میکہ کا جہان میں نشان ہے          بھکودیا تھا عشق ندیتا اُسے حسد          ہم ست گئے بلد سے گر خوش ہیں اے ندیم          حوان یہ خیالی تیر نہو بکنار دل          سنگین کو کیا برا ہے وہ وعدہ کیا کرین          بھکود کہاؤں کچھ دمی بخت و آؤ گون          عزیزوں سے احتلاط ہی مان رہے یہ یاد          انخیا سے اشارہ لطف و کرم کرو          مانا کہ وہ بڑا کہیں مجھ کو کسی طسرح          کام و زبان پر شکوہ ہو شکوہ ہی یار کا</p>	<p>سر زیر بار منت پیر مٹان رہے          وہ ناز کی کہ دوش پہ کاکل گران رہے          کچھ سنگ آستان پہ چین کے نشان رہے          یان دل کو شوق یہ کہہ میں سنا رہے          دل جو انتظار و فاجا و دان رہے          دودن ہی میرے ساتھ اگر آستان رہے          ہم ہی ہمارے ناز کش باہان رہے          جھپڑ نگاہ گرم ہے اے مہربان رہے          دشمن ہر لکب بستہ میں کیوں بھربان رہے          اس شوخی ادا میں زبان سے بیان رہے</p>
<p>راقم سناؤ غزل دل ربانی بزم</p>	<p>بر سین گھر زبان سے زبان گفتار ہے</p>



<p>انداز دل فریبی اہل زبان رہے نقد سخن بہ اہل سخن ارمان رہے برق و بلا کہ شکست امتحان رہے شوخی میں نازناز میں شوخی بہان رہے دل بستے جاؤں آپ کا دل شادمان رہے فتنے سرکتے جائیں قیامت عیان رہے فرقت میں دل ہو دل میں غم جاوے وہ رہے خاطر بہ بار بار سے خاطر گراں رہے خوننا بہ چشم چشم سے آنسو رواں رہے دل کو ہوا انتظار کشاں کشاں میں جان رہے خنجر رہے کمر میں کمرے نشان رہے</p>	<p>ہاں کلاک کوئی زمرہ دل شان رہے بزم سخن ہے پائے سخن درمیان رہے جلوہ میں حسن میں جلوہ بہان رہے کرتے ہیں بات اس طرح چھپر کھلے نہ حال اتنی بڑا شوخیان ناز خرام میں رفقار میں ادا ہوا دامن ہو دلبری آفت میں جان جان کو ہوا زوئے وصل رکش نہیں ہنسنے دیکھی ہے لیکن نہ استفاد ہم سے نپوچھے شب فرقت میں کیا ہوا فرقت ہو وہ نصیب کہ عشرت کہیں جسے مچو کہ ہے رشک قتل کو آفہ بر اس طرح</p>
---	--

راحم وصال یار کی ہو لو لگی ہو ی پ  
دل محو انتظار سوئے مہمان رہے

<p>اب وہی مدعی بنا پہلے نقش میرا ہی مٹ گیا پہلے آسمان مجھے پہر گیا پہلے ہنسنے سر کو چکا دیا پہلے سیکدہ عید سے کہلا پہلے کہدیا میں نے مدعا پہلے</p>	<p>آسمان تہاجر آشنا پہلے میں ہوا در پہ چہرہ سا پہلے اونکی بھیجے نگاہ بدلی ہتی کہا خبر تہی کمر میں خنجر ہے داعظو اب تو بہ توٹے گی شامت آئی مرے نگہبان سے</p>
--	---

<p>سے میں بھی خوشے یا رتی ہے          جگو کہنا بُرا بہلا پیچھے          چوڑ کر جگو یہ دل نادان          اب ستم آفرین بنے میں بت</p>	<p>خ ہے ذائقہ سوا پہلے          میرا تم سون لو دے پہلے          ہو گیا او سکا مبتلا پہلے          تہا جہان آفرین خدا پہلے</p>
<p>غیر نے خود بگاڑ دی راقم          وہ نہ تھا خوگر جفا پہلے</p>	
<p>تیز کر کہا ہے خیر آزمانے کے لئے          آسمان پہرے جھاکوئی دکھانے کے لئے          باغبان سے کہہ صبا انصبل گل ہے سحرین          پہلے سیکو آسمان سے کچھ آد دلستان          گر یہ طوفان خیر حسرت چارہ جو دل امید          دادے شانہ کی قسمت رشک مزا ہو غین          یار نے چمکی من اپنے پہر لگا کہنا ہے تیر          لگو ہو گا ایک دن دعا عطا قیامت کا نصیب          عشق پابند وفا کہتا ہے مجھے ضبط کو          شکوہ ارمان غیر سے ملنے کا ہے اچھا ملو          میں نہ ہوتا عاشق صورت مگر اداسکی ادا          شوق کچھ کہتا ہے میرا شرم اونکی اور کچھ          دوستی دعا عطا سے راقم اور یہ زندان مزاج</p>	<p>دیکھئے کسکو کہیں گردن جھکانے کے لئے          پیچھے پیچھے میرے پہر تہاے تانے کے لئے          چن رکھے کچھ گل ہمارے اشیانے کے لئے          پہر کیسکو تاک لینا آزمانے کے لئے          میرے دشمن میں یہ سامان دل کہنا کے لئے          شانہ زلفوں کے لئے ہے زلف شانے کے لئے          تاک لے یارب ہمارا دل نشانے کے لئے          یان شب غم زور ہے محشر اٹھانے کے لئے          ضبط اکادہ ہے ہر دم غل مچانے کے لئے          بکو تھانے میں بت ہے دل لگانے کے لئے          جان کو بس آگئی میری پہنسانے کے لئے          وصل میں یہ کشمکش ہے رات جانے کے لئے          آسیر میں سانپ کہنا کلاٹ کہانے کے لئے</p>

<p>وہ مری غرض تنہا کو کچھ یہاں سے          میں نہ سمجھا جسے پہر کوئی اوسے کیا ہے          جب کوئی ڈر دغا کو گلہ دجھا ہے          میرا انداز سخن ایک تماشا ہوا          واہ وا حضرت ناصح مجھے سمجھاتے ہیں          میں نے پوچھا کہ میں تم جاوے پہر نے چلنے          سنئے ہیں میری حقیقت کو مگر اوس کا جواب          کر دیا بند غضب ہو کے گزر گا خیال          دزدل اوس سے کہیں جسکو مسیحا جائیں          سوئے ظن ہے بے مدھی کہوں انہی ہو جا          پوچھتے کیا ہو مری علم کی حکایت مجھے          بے بلائے مرے گہرا گئے تھے ناز میں غرق</p>	<p>جس طرح جو بڑی گوہر کو نکلا ہے          عقل اور اک اگر ہو تو معما ہے          کیا کہے اوس سے جو بچے کو بھی ہوتا ہے          بات نکلی نہیں منہ سے کہ وہ ایسا ہے          یہ تو بچے کوئی حضرت سے کہ تم کیا ہے          بات اتنی ہی مگر وہ اوسے اٹکا ہے          دیتے ہیں ایسے تجاہل سے کہ گویا ہے          روزن در کو مرادیدہ بینا ہے          زخم دکھلا نہیں اوسے کوئی عدا ہے          عوض احوال مرا وہ نہ متا ہے          مرگ کو زلیست گناہ زلیست کو مرنا ہے          محور قرار ہے خانہ اعدا ہے</p>
--	---

جس غزل میں ہنسن اورائیں مضمون اقم

کیا سنے اوسکو کوئی کیا اوسے اچھا ہے

<p>تمم جھوم نا امید اب جواب انیکو ہے          گفتگو کے مہر سے اونکی چھ کہٹکا ہوا          وصل کا دن دل کی عشرت آرزو کی بالسا          آج پہر شاید گیا ہے اوسکی غلوت میں تیر          آج کہڑے رنگ نیگے ہم کے گل نام سے</p>	<p>مژدہ تسکین ابکی قاصد کا مینا بے نیک ہے          رحم کی عادت نہیں کوئی غبار انیکو ہے          یہ وہ سامان ہیں کہ پیری میں ثبات نیک ہے          اغطرار رشک ہوا یک اضطراب انیکو ہے          محبت سنئے ہیں یاں غار خراب انیکو ہے</p>
---	---

<p>کام بگڑے یا بنے ہم کہیں جاہیں جان پر ایسے ملنے کو مہارے کیا کرین بیٹھے چوہ دیکھنے حالت مری کیا ہوگی صورت دیکھکر جوش سستی میں بڑا ہے اسلئے شوق صبا ہم ہی دیکھنے کے تماشے شکیب اہل دین نین آنکھو نین نین کہیں ہر سو دلی</p>	<p>ڈال دین گردن میں مات آخر عتاب آنیکو ہے انکھ شرمائی ہوئی ہے اور حجاب آنیکو ہے جو کہی آیا تھا وہ بے نقاب آنیکو ہے سوجھے میں جلوہ مست شراب آنیکو ہے بزم میں برہمن کفر و ثواب آنیکو ہے کیا کسی کا نقش صورت بے نقاب آنیکو ہے</p>
--	--

رخ پہ گیسو چوڑ کر گلشت کو نکلیں گے وہ  
غل ہے راحم صاعد نیر سحاب آنیکو ہے

<p>اس طرح گردن پہ خنجر کو لگاتے جائے حسن زیبا لاکھ نظروں سے بچاتے جائے بات اچھی اپنے سیکھی ہے خوش ہوگا قریب کوچہ جانان میں اداب وفا یہی چاہئے شاہان ہانگ کی مہوش شاد حسن کے آپ کا ارشاد واضح ہو کہ دل سے پسند غیر کے سوزا زخم پر اور مہر آپ کے کعبہ و تہخانہ واعظ میں نشان دین و تب</p>	<p>خون سے آلودہ نہو دامن بچاتے جائے اور کہلتا جائیگا جتنا چاہئے جائے وہاں کرتے جائے سو گند کہاتے جائے گردن تسلیم خم ہو سر جھکتے جائے کچھ تماشے قدو گیسو دکھاتے جائے درو دل کی یہی دعا لیکن بتاتے جائے آپ دیتے جائے مجھ کو دھاتے جائے دیکھیں بہت آپ کی آنکھو مٹاتے جائے</p>
---	--

غیر کی گہر میں ہی راحم آج تم ہوتے چلو  
ایک چوچر چوڑ کر کچھ گل کہلاتے چلے

<p>عشق کرنا تھا جو قسمت میں مقدر پہلے</p>	<p>دینا تھا ہم دل مضطر کے براہ پہلے</p>
---	---

<p>لاکھ وہ مجھے تعافل کریں لیکن خوش ہوں یا خدا کیا ہے یہ ہنگامہ آفت بر پا کوئی ارمان ہے نکلا نہ کوئی کام بنا ایک دم میں کہ ہے عشق میں ہر گرم صال قتل میں اور یہی ہو جائے سوا عشرت دل اس نزاکت نے مجھ اور یہی مارا او کی</p>	<p>پوچھہ لیتے ہیں مری حالت خط پہلے اونکے آنے سے اجل لگتی سر پہ پہلے کہل گیا وصل کی شب کو نکاد قہر پہلے ایک دم میں ہوئے لذت کش فخر پہلے گر لے لذت دشت نام سنگر پہلے بات پیچھے کریں اور مات ہودل پر پہلے</p>
---	--

شوق ہر رنگ مر احسن طلب ہے راقم  
مدعا صاف برس جاتا ہے منہ پر پہلے

<p>کسکی تصویر نگاہوں میں پڑی پہرتی ہے وہ تو بیگانہ بنے مجھے الگ ہے تہہ میں جبکہ ہو وصل میسر کو مٹی دوس سے پوچھے گھر میں ہنگامہ ہے کیا آئیگا مہمان کوئی کوئی پیغام ہے یا وصل کا مژدہ ہے ضرور غیر سے جب وہ جگرتے ہیں تو آتی ہے مراد دل کی مینا بیان کچھ اور یہی بڑھ جاتی ہیں ایک دم بیٹھیکے بس تلو چلے جاتے ہو دل ناشاد کی محرومیت دیکھو کوئی صورت نہیں اوس سے ہوتا ناقص تم رہو غیر کی آغوش میں اور عیش کرو</p>	<p>جسکے دامن سے مری جان لگی پہرتی ہے کیون طبیعت مری تو انی بنی پہرتی ہے صورت راس تر مدول میں کہی پہرتی ہے یہ جو افسردہ شب بھر پڑی پہرتی ہے آج خوش خوش چونیم سحری پہرتی ہے ایک دن سال میں تھکیر مری پہرتی ہے اوسکی جیب میں نظر عشوہ گرمی پہرتی ہے رات بہر تیز لکے موت چہری پہرتی ہے الٹی ہو جاتی ہے تھکیر کہی پہرتی ہے نا امید پے آزار لگی پہرتی ہے بان تمنا مری اور ہر پڑی پہرتی ہے</p>
---	---

دُہونڈتی پھرتی ہے کیا فیس کو لیلارا رحم  
بیرے پیچھے جو شب بھر لگی پھرتی ہے

<p>عدو کو لا د محبت کا امتحان ہو جائے جہاں مین کوئی ہی متنازعہ دل نشان ہو جائے بلا سے اوسکی کسی جان کا زیان ہو جائے دعا سے وعدہ دہرا اگر یقین کر لین نہیں ٹاپ کی صورت ہو امید تو ہے لگاؤ تیرا اس طرح کہ دل بین رہے تہمین بلاؤ گے چٹاکے ایک دن ہم کو نہ آو شب کے لئے دو گہری کو آ جاؤ ہوا ہے وصل کا وعدہ ندیم ٹھہرا لے ہزار وعدہ کر دتم گر نہ وہ وعدہ بلا سے جسے نہیں بچھڑے کرو الفت</p>	<p>بلا سے کوئی جسے کوئی بے نشان ہو جائے فلک سے بولتے دیکھے تو بد گمان ہو جائے دراز دستی قاتل کا امتحان ہو جائے تو عمر خضر بھی کہنے کو جاودان ہو جائے سوالی شوق کا شاید جواب مان ہو جائے نثار تو کہ سنان جان اتوان ہو جائے ہمارے عشق کی گہر گہرین دستان ہو جائے ہماری خاطر مشاق شادمان ہو جائے اگر کر ایہ پہ وودن کو آسمان ہو جائے کہ عمر خضر سے مل جائے جاودان ہو جائے کسی کا دل تو کہی سے شادمان ہو جائے</p>
---	---

گلا بھی شونے گفتار سے کرو را رحم  
کہ شکوہ سنکے ہی شاید وہ مہربان ہو جائے

<p>آج پہر آنکھ ہے خونبار قیامت آئی دل بگڑنے لگا ہر بار قیامت آئی گہر سے نکلا ہے ستم گار قیامت آئی اندیشے آنیکو نہو چو مجھے اندیشہ ہے</p>	<p>کہہ رہے ہیں درو دیوار قیامت آئی موت سکے ہر ہونے آثار قیامت آئی شاد ہو جائیں گہنگار قیامت آئی کر گئے وہ اگر اتکار قیامت آئی</p>
--	---

<p>اوپنکے کڑھے پرہے تلوار خدا خیر کرے  درد کم کم رہے بس خیر ہے جنتک دل کے  حشر میرے لئے ہونا تھا نہ دنیا کے لئے  تجسسے لئے کو وہ آگے مین کیلئے تیر نصیب  پیشہ رستی ہوئی جسے ہی کہ چہیرا او سکو  دیکھ کر شوخ کی مستانہ ادا وقت خرام  جان کی خیر نہیں پسنے کہ اوسکے ہمراہ  مین نہ جیتا تو ہوتا کہہی ہنگامہ حشر  آج وہ آئے تو اس شوخ ادا سے آئے  ہجر کی رات تو کٹ جائے یہ کٹنی شکل  مرنے دیکھا مجھے جب آئے سیجا بنکر  آج اوس ناز سے آئے ہوئے دیکھا اوسکو  یاد آنے کو تھا کچھ حشر ہی تم کو ہوتا</p>	<p>آج ہمدوش ستم گار قیامت آئی  کچھ بڑھی گریز آزار قیامت آئی  مرگ ابوہ تو بیکار قیامت آئی  مژدہ ہواسے دل بیمار قیامت آئی  نیند مین کر دیا ہشیا ر قیامت آئی  بچتے زقار سے خوشوار قیامت آئی  ایک مسا طرح دار قیامت آئی  خاص میرے لئے ناچار قیامت آئی  بیچھے بیچھے دم زقار قیامت آئی  آج ہم شکل شب تار قیامت آئی  گو یا میرے لئے تیار قیامت آئی  عدتے ہوتے دم زقار قیامت آئی  میری خاطر یہ گران بار قیامت آئی</p>
---	---

ہم تو پہلے ہی بہرے بیٹھے مین غم سے راحم  
تم نے کیوں چہیر دیا قیامت آئی

<p>بیٹھے دھچکی سے تیر قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  تلم سے نکلے صر زل کش سخن سے پیو ادھڑ مینے  محیط الفت میں تیجے شنوار نہر کہہا کہہا غوطے پر و بخ  ملی زنت کبھی ہلکو دل کے اوپر جگر کے اندر</p>	<p>سکے خیال باطل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  رہے زبان پر نوا وہ قابل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  غلاف اگر قریب حل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  اوا ادا نگاہ قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے</p>
---	--

ادا سے رعنا کسی کی دیکھی نہ چوہم سے وہ کیا ادا تھی  
 اترتے چہڑتے درون محل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 تماشا اچھا ہے لوگ دیکھیں جو سر پہ چلے جگر میں اترے  
 رُکے کسی جان تیغ قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 چلے بہتے پہلے ہی گھر سے مضطر گئے ہی رستہ میں کہا ہو کہ  
 کئی ہے کس کس طرح سے منزل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 کہوں جو تھے میں درد دل کا سناؤں ملک و ماضی عنہم کا  
 تمہارے دل کا غبار جل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 بچن تماشا ہے ہم بھی دیکھیں تمہاری محفل میں یہ تماشا  
 عدو پہ ایسا ہو قہر نازل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 ہیئت فرقت میں رنج پائے تماشا دیکھا کبھی نہ پایا  
 سنان قاتل اجل کے شامل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 ہزار عاشق ہوئے تمہارے کسی کو ایسا ہی تھے پایا  
 کہ جیسے ظالم کی ہو مقابل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 او اے دلبر کی دلربائی نگاہ قاتل کی جان ستانی  
 ہو یہ بجلی کسی پہ نازل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 ہوا نہ وعدہ وفا تمہارا تمہیں سمجھ لو رہی ہے ہم پر  
 تمہاری فرقت میں کبھی شکل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے  
 کبھی وہ آئے تو ایسے آئے کہ منہ سے بولے نہ سر سے کہیں



رہے بغل میں تو ایسے بیدل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

بہت سی مرتے زبانی دیکھی خوشی سے پایا نہ مرنے والا

ہمیں میں ایسے کہ پیش قاتل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

کہنہی وہ آہن ہاں میرے تو یوں دکھائے ہیں اپنا جلوہ

کہ جیسے راتوں کو ماہ کامل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ستم ہے عادت غصہ ہے شوخی نہیں ہے دم بہر قرار اوسکو

نظر میں تھرے نہ دل کے شال تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

منی زمین ہے غزل کی راہم سنبھل سنبھل کر زبان بھانا

ردیف ٹہیرے قوافی شکل تڑپ کے بیٹھے تڑپ کے نکلے

ہو بس شوق فرا ساز جوانی مانگے

کف پاس نہ کہیں جاوہ نشانی مانگے

راز کب چھپ سکے جب گریہ وانی مانگے

دل نہ مانے وہی اشفہ بیانی مانگے

نالہ خاموش نہ شور فغانی مانگے

اسی پیرایہ سے دل دشمن جانی مانگے

کون موسیٰ بنے اور لذت فغانی مانگے

در فرصت ہی نہ رہے ریشہ وانی مانگے

یاقین جگر تشنہ پیدا دشمنی مانگے

خدا کے پڑے کرے پناہ نہ بانی مانگے

مجھے دل دل سے تو ان خصت فانی مانگے

ہر قدم سات ہیں فتنہ دم رقار ادنیٰ

ضبط کب ہو سکے جب درو زبان پر آجاکے

میں یہ چاہوں لب اسرار حقیقت نہ کہلی

او کو منظور لب شکوہ سراہی ملی

پر سنش دل نہیں یہ جس طلب سے یعنی

کون نظارہ کی جلوہ دیدار رہے

دل مشتاق ہم آغوشی جاناں دہنڈے

او کو اغراض کہ پکان کو نہ ضائع کیجئے

و اہرے فتنہ گری راہ کو کہنہ ہی نہ

کون دیکھے اد سے جو جان نظر سے کہنے بوسہ لب کی تمنا کوئی تم سے رکھے	نار سے بات کرے دل کو زبانی مانگے تشنہ آب بقا خضر سے پانی مانگے
<p>بچہ دی سے مرے چلے ہیں وگرنہ راقم ہر چراغ شب عم شعلہ فشانے مانگے</p>	
<p>اگر اشارے نگہ ناز اثر کے ہوتے جب وہ قابلِ مروتِ عالم میں لڑتی ہوتے کاش بیکانِ مژدہ ٹوٹ کے دلیپن ہوتے تم تو ناصح کسی لبر کے علم بنتے دیر ہو کجہ ہو عشرت کہ ہو کوئی ہو ہم ہی سنتے ہی رہا آپ ہی کہتے ہی رکھ لیا اونکی شاکت کا ہدم کیونے کہنے سننے کے سچ حضرت ناصح جب تھے خیر گزری کہ بنے جذبہ دلِ شہر و کا تشنہ کاموین ہو گا کوئی ہم ناکا سر نہ منتِ نظری کہی ہوتے افسوس خوب اس عثوہ گراناز سے بیٹے ہی</p>	<p>حوصلہ چکو ہی کہ بندوقِ نظر کے ہوتے دور و دیوار ہی ٹوٹے ہو گئے ہوتے کچھ تو سانِ خلشِ ریشِ جگر کے ہوتے آپ آموز کسی مرغِ سحر کے ہوتے ہو تو شاق نہونگے ترے لہر کے ہوتے زور و عدا ہی رہے شامِ دگر کے ہوتے کھلے رہتے تو گمانِ بارگہ کے ہوتے آپ ہی ناجیدہ فرسا کسی رکے ہوتے دردِ وہ تو ابھی تجھوش سے سر کے ہوتے بوند پانی کی بنینِ دیدہ تر کھاوتے کاش ہم خاک کسی اہلِ گھر کے ہوتے یاد انداز اگر فتنہ و شر کے ہوتے</p>
<p>مانے راقم "نر ہے حضرت غالب سر پر قدرِ فرزند کی ہوتی ہے پدر کے ہوتے</p>	
عشق کی غایتِ محبت کی نہایت دیکھ لیں	اب سن اپنی خو چھوڑی ہے خصلتِ حکیم لیں

دل میں خوش تھے آج ہنسنے شام عشرت دیکھ لی	یہ نہ بھیجی شام کسی صبح فوقت دیکھ لی
انے اسیران محبت تھکو کیا آیا مرزا	عمر کہوئی خاک چھانی راہ الفت دیکھ لی
عیش میرا صفو قسمت پہ لکھا غیر کے	کاتب تقدیر بس تیری عنایت دیکھ لی
مرچکا تھا میں تو اسکو دیکھ کر دم اگیسا	مرنے مرنے زندگی کی گویا صورت دیکھ لی
میں بنا غم کے لئے میرے لئے اندوہ و غم	اب کہلی اپنی حقیقت جب حقیقت دیکھ لی
حوصلہ دل کا ہمیں یہی کچھ بڑا دینا پڑا	شوخیوں کی اسکی جب ہنسنے نہایت دیکھ لی
شوق کی بیابان اور حسرتوں کا جی پہ بار	کوئی اسکے دل سے پوچھنے جنے فرقت دیکھ لی
کس توقع پر کہیں دہ ہنسے ملنے آئین گے	شام غم گزری تو سمجھیں صبح سویرے نیکھ لی
رنگ لائیگی کہی صورت پرستی بھی ضرور	جب کہیں چشم یہ گرم اشارت دیکھ لی

عمر ہر انکا کئے راغم خدا سے کیا ملا  
 ہر سے اب بیٹھ جاؤ قدر قسمت دیکھ لی

برابر ہو گئے ہم تم شکایت میں بُرائی کی	ہمیں شکوہ کی عادت سے تمہیں بچ بیوفائی کی
یہاں تک اب چڑھی شہرت تمہاری کہ ادائیگی	زبان پر آگئی آخر شکایت بیوفائی کی
کئے یہاں تک کہ نہ چنے سراسر بن گئے عی	کہلے جہان سے ہمہ نشان اسکی کہ بُرائی کی
یہ اپنی اپنی قسمت ہر ازل میں مل گئی جیسے	کیسکو خاکساری کی کیا خود نمائی کی
مگر ہم دل عدیتے کون کہتا دل شان تھکو	ہمیں نے دیکھے دل شہرت بُرائی درباری کی
نہ ہم شکوہ کریں تم سے نہ تم بخشش کہو دلیں	بس لب باتیں ہی جانے دُور بُرائی اور بلائی کی
تغافل چور دل جاو ابطاقت نہیں باقی	گھسا جاتا ہر دم سینہ میں نوبتے دُرائی کی
گئے خوش سے تم کیا کہ گہر کی آر گئی رونق	چرخ عکد مالک یکنا صورت جلالی کی

دل آزاری میں نکو آسمان کو ایک سا پایا بنا ناگہ کو فرقت نے ہمارے آئینہ خانہ	اوسے ٹوہنت زانی کا تہنیں چھوڑا کی کی کہہ نقش در دیوار ہے صوت جدائی کی
نہ بندے کو کوئی پوچھے نہ کوئی بندگی راحم جبین پردیکھ لیتے ہیں غلامت پارسائی کا	
دیرین کیون چشم منون کاہر سے نہو حو آئینہ تم رات دن شب غم ہے میں ہن زبان نکو نہ ا ہوئے خاک بھی ہم تو کام کے نہیں ہے اگر غیر سے واسطہ کیا ضعف نے ابہ حال زبون سائین ابھی غم کی ہم دستان	کہ بچا ہے بیمار سے کہ صیقل کو ہے زبط نگار سے کبھی آسمان سے کبھی یار سے ہوئے اور باہال رفتار سے اشارے میں کیسے یہ بیکار سے کہ بستر یہ میں نقش دیوار سے نہ الجھی اگر نطو گفتار سے
نہیں ملتے تم سے وہ راحم اگر تو حاصل ہے کیا سعی بیکار سے	
اڑتی سی پر سنی ہے خبر وصل یار کی تقدیر کا گلہ نہ شکایت ہے یار کی مطلب کی اوج کوئی کہے منہ کو بہترین برسون گز گئے ہی سنتے کہ آؤ گے ہوتا نہ عکس یا کبھی آئینہ سے وصل اچھا ہوا کہ سر میں چشم ناز کے	کیونکر کہے گی دیکھے شب انتظار کی ہے آنکھ ہی پہری ہوئی پروردگار کی باقین سنا کرین ستم روزگار کی وعدہ کی انتہا ہے نہ حد انتظار کی حسرت تھی بخت گرم کسی بھرار کی جو خاک بچ رہی تھی ہمارے خبار کی

<p>انٹالپٹ نہ حلقہ زنجیر باپنوسے          کسکو ہوا ہے وصل میر مجھے ہے تنگ          مین اور اونکی بزم خدا ساز کام ہے          برسوں ہی ہم کہا کئے اور وہ سنا کئے          عمر دراز خضر سے کر لومتا بلہ          دامن جہنک کے چلتے ہیں وہ احتیاط          جتنی گرہ مین رکھتے تھے اپنی خوشنایں          مہندی لگاؤ سیر کر وغیرہ کو دکھاؤ</p>	<p>عادت بگڑتی ہے خم گیسوئے یار کی          کیا عمر خوش گزرتی ہے نسل و نہار کی          وہ مجھے گفتگو کریں بوس و کنار کی          پوری ہوئی امید نہ امید و یار کی          بڑھتی ہے ہر گہڑی مری شہناہنگ کی          انجل کو گر دہی نہ لگے رہنگار کی          کچھ صرف پاسان ہوئیں کچھ نذر یار کی          یان حسرتوں کا خون کر و بقرار کی</p>
---	---

راحم سمندر کلاک کو جولا نیوں سے کام  
 بزم سخن ہو خواہ زمین مرغزار کی

<p>وہ تو آئے نہیں کے دل تجھے ظن کسا ہے          یاد کسکی ہے تجھے کون یہاں آتا ہے          ایک دن کے لئے دیدین ہیں باغ جنت          ایک و دن کا تماشا ہے گلستان جہاں          ڈوب مرنے سے ہیں کام ہے مرنے سے غرض          درد کا ضبط نہ کرنا تو ہے میری تقصیر          تم ہی سمجھو کہ وفا خواہے طبیعت کی          بعد مرنے کے دکھا دینگے محبت کا نشان          بات کیجئے تو غضبات لگانا کیسا</p>	<p>بے سبب شوق ہم آغوشی تن کسا ہے          نغمہ شوق فرا مرغ چمن کس کا ہے          اہل فردوس سے پوچھو یہ چمن کسا ہے          کون رہتا ہے یہاں اور وطن کسا ہے          اس کچھ بحث نہیں جاہ و ذوق کسا ہے          خامشی شیوہ یہ ہنگام سخن کسا ہے          تم ہی جانو کہ دل عہد شکن کسا ہے          کسکے جامہ سے ملازنگ کفن کسا ہے          بوسہ ایسے کا کوئی لے وہ دہن کسا ہے</p>
---	---

حشر میں ہی ہی اغماض و تغافل رکھنا	یو چنا ہم سے کہ یہ دل غ کہن کس کا ہے
جب تمہارا نہیں وہ عیر کا کیوں ہو راقم بدگمان تم نہ وہ عہدہ من کس کا ہے	
دل میں اپنے اُنسگ کیا نہی خواہشوں کی جب انتہا نہی اپنی ناکا میوں کی صورت خود نمائی نے کہوئی حرجِ کد مانگتے مانگتے دعا آئس اپنی شاہ پرستیان گنیں دل تہانا اُٹ مارا نہی ہجرین غم غلط تو کرتے تھے دل سے کوسوں گئی امید وصل تیری یارب نوازشیں بے حد غم نے اب تو گھلا دیا است ذایقہ مستون کا آجاتا	لب پہ آہنگ مدعا نہی روقی روئے اُتجا نہی منہ سے نکلی دعا دعا نہی شوخیوں کی وہ اب ہوا نہی غازہ روئے مدعا نہی گو طبیعت ہو س فرما نہی جان کیوں تیج اُٹنا نہی وہ دل افزائی صبا نہی جان جب صبر آزار نہی مجلو ہے تاب التجا نہی طاقت عرض مدعا نہی رات کم بخت بیوفا نہی
کوئی جاناں میں چل ہو راقم اب یہ دنیا حرم سرانہی	
چونک اُدھتا ہوں کہ کیا کیا ہے سنے میں ہم ہی کہ اغیار سے پیر و پوا	حسن بے جلوہ بنیں پہرہ تماشا کیا ہے دیکھتے میں ابھی کچھ رنگ کہ ہوتا کیا ہے

میں یہ کہتا ہوں نہیں اور کیا ہے  
 بیقراری یہ دل حوصلہ فرسا گیا ہے  
 آپ پوچھیں گے نکل کر کہ یہ غوغا کیا ہے  
 پوچھنا تھا کہ اشاروں میں وہ کہتا کیا ہے  
 پہر اسے دیکھنے جاتا ہوں یہ سوڈا کیا ہے  
 ہنس کے کہتا ہے کہ سن لینے تقاضا کیا ہے  
 اوس کا کیا شکوہ کریں شکوہ سے ہوا کیا ہے  
 پہر غلش کیسی ہے ہر بار کہتا کیا ہے  
 میں نہیں جانتا اس سانس میں الجھا کیا ہے  
 چہرہ گر بہرہ تجاہل سے مستانا کیا ہے  
 ہم چلے جائیں گے محفل سے ہمارا کیا ہے

نامہ بر کا یہ بیان ہے کہ وہ آئیگا ضرور  
 سن چکا ہے شب اوار ہے وہ آئے گا  
 روز جلانین گے دروازہ پہ جا کر ہم ہی  
 منع کرنے سے گھبیاں کی آنا ہی نہتا  
 جاتا ہوں کہ اسے دیکھ کے دم جاتا ہے  
 مہربان پاکے اسے یاد دلاتا ہوں کہی  
 جسکو الفت ہی نہوجی ہی چلا ہے جس کا  
 تیر سینہ میں نہیں پھانس کچھ میں نہیں  
 دم نکلتا ہی نہیں جان گنا کش سے چٹے  
 جب نہیں واسطہ ہے تو جلاتے کیوں بڑ  
 تم رہو بغیر رہے تمکو تبارک عشرت

آج ہنگامہ خریدار دن کا دان ہے راقم  
 دیکھنے چلتے ہو کیا جس سے کہتا کیا ہے

کہ مجھے ملنے کو وہ آئے گہر سے  
 یوں ہی حاضر ہے دل لے لو نظر سے  
 نظر جسدن ملے اس کی نظر سے  
 کوئی دیکھے نہیں میری نظر سے  
 نظر آتے ہیں نالے بے اثر سے  
 مری حسرت کو دیکھو چشم تر سے

غرض کیا اوس کو ایسے در دوسرے  
 چہری باند ہونہ تم خنجر کمر سے  
 قیامت آئے گی مرنے سے پہلے  
 کوئی مجھ سے تنکو کہ کیا ہو  
 امید کا میابی ہم کو معلوم  
 مرنے کی تمنا دل سے پوچھو

او سے خود بین بنایا آئینہ نے	خدا ہی سمجھے اس آئینہ گر سے
دعا کو آتے جاتے ہو گئی دیر	وہاں وہ سو گئے پہلے اثر سے
ہم آغوشی میں ہی کھٹکا لگا ہوا	لگی آنکھیں زمین زنجیر در سے

بہت مشکل ہے راقم منزل عشق	
بند ہی ہیں حیرتیں لاکھوں کر سے	

تعلق کیا دعا کا اب اثر سے	کہ دل ہے چارہ جو بیدا و گر سے
نہ گزری چین سے اپنی شب وصل	رہا آشفہ دل چیم سحر سے
نہ یکہو غیر کو میری امیدیں	گرے جاتے ہیں دامنِ نظر سے
ہمیشہ وصل میں میری شبِ عیش	لپٹ جاتی ہے آغوشِ سحر سے
بہت رویا کئے مطلب نہ نکلا	بہت پہوڑا کئے قسمت کو سحر سے
ہمیں یہ مار رکھتے گا کسی دن	تمہارا دیکھنا اپنی نظر سے
رُٹانا چھوڑ کر شبِ اے غم میں	لگاوٹ ہے یہ دل کی چشم تر سے
ہنیں میں یار کا پا مالِ رفتار	بہت زیر زمین ہیں پیشتر سے
پتہ سیدنا ہے قاصدا کے گھر کا	جہاں اٹھتے ہیں فتنے رہگذر سے
ہوئے سامانِ مداراتِ جنوں گئے	لہو پیتے لگا زخمِ جگر سے
گرے ہم آنکھ سے دشنِ خوش ہو	ہم اوسکے دل میں ہیں گر کر نظر سے

خدا سمجھے دلِ نادان سے راقم	
بڑھایا اوسنے اچھے فتنہ گر سے	

آنکھ پہ پہر پہری میری تقدیر کچھ کہتی تو ہے	اس مبارک فال کی تعبیر کچھ کہتی تو ہے
--	--------------------------------------



اپنے ارمان یا تری تقصیر کچھ کہتی تو ہے  
 یہ حد تک حلقہ زنجیر کچھ کہتی تو ہے  
 خط کو کہو لو دیکھ لو تحریر کچھ کہتی تو ہے  
 آرزوے عاشق دل گیر کچھ کہتی تو ہے  
 مان زبان لیکن دم تقریر کچھ کہتی تو ہے  
 محو ہوں اس خط بین تصویر کچھ کہتی تو ہے  
 دل میں سمجھے جائیں ہم تغذیر کچھ کہتی تو ہے  
 اوج میں کیونکر کہوں شبیر کچھ کہتی تو ہے  
 گوزبان رکھتے نہیں شمشیر کچھ کہتی تو ہے  
 کوئی صورت دیکھ لی تغیر کچھ کہتی تو ہے  
 یہ ہماری سعی بے تدبیر کچھ کہتی تو ہے  
 بات دل کی شوخے تقریر کچھ کہتی تو ہے  
 آرزو سے آہ بے تاثیر کچھ کہتی تو ہے  
 مان تمہاری بے سبب ناخیر کچھ کہتی تو ہے  
 میں یہی سنتا ہوں زبان تیر کچھ کہتی تو ہے

تجھ سے قاتل حسرت پنجر کچھ کہتی تو ہے  
 یار ہے یا موت ہے اے یزدی کوئی تو ہے  
 وہ اگر پوچھیں زبانی تو یہ کہیو نامہ یہ  
 وصل ہو یا اور سامان کچھ نہ ہو گا ضرر  
 دل تو اس سے سہاگین ہے مدعا کہتا نہیں  
 کاغذی پیکر بخش ہوں وہ دیوانہ مری  
 چمکیاں لیتے رہو تم امتحان ہوتا ہے  
 پوچھتے ہیں داستان عشق کچھ مشہور ہے  
 جان سبل کی شکایت پوچھتے تلوار سے  
 پوچھتا ہوں تم فضا ہو کہتے ہیں سنتے تو ہیں  
 عمر بھر سنتے رہے تقدیر کچھ بولی نہیں  
 میں نہیں کہتا کہ الفت گفتگو سے کہلتی ہے  
 اسکے آنے کی کہیں آستے ہی پالی ہے خبر  
 میں نہیں کہتا کہ کیوں کسے روکا راہ میں  
 لذت نوک سنان کو دل سے پوچھو کیا کہوں

کیا بنا یا کام را ہم گر دش نام میں  
 تم بھی کہتے تھے بہت تقدیر کچھ کہتی تو ہے

زبان میری جفا کی تجھ کو دیتے داد کیسی ہے  
 کہ غم میں یاد دیتی لذت بیدار کیسی ہے

کہا پیدا داپنی بائی پیدا کیسی ہے  
 شکایت ہے اگر کہنے کسی کی یاد کیسی ہے

<p>یہ رونق دشمنوں کے چہرہ پر غم زاد کیسی ہے          بنا ڈالی ہی تھنے کیا پڑی افتاد کیسی ہے          کسی کی بھول کیسی ہے کسی کی یاد کیسی ہے          ہمیں ناصح نہ سمجھا ہر چہ بادا باد کیسی ہے          ہمیں تدبیر سوچی کیون دل لٹا د کیسی ہے          لگائی آل سینہ میں مرے ہمزاد کیسی ہے          کہ ہوتی یوفائی سے وفا برباد کیسی ہے          مگر تم کہتے ہو ضد سے جلی فریاد کیسی ہے          شہیدان محبت سے گلی آباد کیسی ہے          نگاہ ناز کیسی ہے ادا جلا د کیسی ہے          تمہاری ضد چھی پوری یہ پہر بیدار کیسی ہے          اکہی ایسی شب کی یہ سحر ناشاد کیسی ہے</p>	<p>پریشان آج بیٹھے ہو طبیعت بنا د کیسی ہے          محبت جو جلتے تھے ہو کے اب ہ پیائین          تمہاری یاد جھکو غیر کی تھکو ہتھین سمجھو          یہ رسم و راہ الفت کی بری ہے خواہ چھی          بنا کر ہمیں مجنون کا چلین کا فر کو پہنڈا          تجھے جلنا تھا خوشی شعلہ رویوں میں دل مضطر          وفا داروں میں تم ملتے ہو منہ ڈالو گریبانین          مرنا لہ کہا فی ہے کہ شاہد سن کے سوتے ہیں          ستم کش مرنے جاتے ہیں وہ خوش ہو کتے ہیں          چہری کیون لیکے آئے ہو ہماری جان لینے کو          ہتھین ہم دے چکے دل ہی تمہارے ہو چکے ہم ہی          ہزاروں حسرتیں مٹ کر شبامید ہوتی ہے</p>
---	---

غزل ہنسنے یہ لکھی ہے سائے میں تھیں احم

یہ طرز داغ برقی ہے کہوا ستاد کیسی ہے

<p>میرے دل خراب کو کس کی نظر لگی          بیچھے بلائے گر یہ تری چشم تر لگی          انگہین تمام رات ہمیں سوئے در لگی          میری سی چوٹ دلہہ تھساری اگر لگی          ایک اگر رہ گئی ہے درون جگر لگی</p>	<p>کہتے ہو تم کہ تیری نظر حسن پر لگی          دل کو ہوائے کوچہ جانان اگر لگی          تم آئے اور نہ موت یہاں انتظار میں          معلوم ہو گا حضرت ناصح تھیں کہہی          آسان ہونے میں عشق کی دشواریاں تمام</p>
---	--

وعدہ تمہیں جتایا تھا تم کیون بگڑ گئے پہلا ساتم میں ناز نہ وہ عشوہ زاریاں یہ کیا ہوا تمہیں یہی ہوئیں یہ قراریاں تکوٹ کا دل تہی بچے وہ ناشاطہ مرگ مرتے تھے خواہ جیتے تھے ہم فکر و مل من کہتے تھے وصل وصل سو وہ یوں گزر گیا	گالی تہی جو تلو بڑی اس قدر لگی تعریف کرنے والوں کی شاید نظر لگی کیسی بنی یہ کس کی دعا پر اثر لگی جس دن گلے تمہارے نسیم سحر لگی الفت کی امتحان کی ایک لور کر لگی باتوں میں رات کٹ گئی ہونے سحر لگی
---	--

راہم تمہاری آنے بارے اثر کیا  
دل پر کسے کے چوٹ لگی بے خبر لگی

یہ وعدہ جو تم نے کیا چلتے چلتے کہا دون سے یوں دعا چلتے چلتے ہنیں تیز خنجر تمہیں وہم کیا ہے وفا دار منصور تھا مرتے مرتے جہان میں رہے کچھ نہ کیا یہ دیکھا بلا کی ہے جب بیٹھے اٹھتے شوخی رہوں میں گراں بار عاشق فواری دم واپسین آپ پر سس کو آئے ستم ہے تمہیں ناز و شوخی سے کرنا یہ وعدہ تمہارا وفا ہوئے ہوئے نکل جائے دم مصطفیٰ کہتے کہتے	وفا یہی یوں ہی ہو گا کیا چلتے چلتے کہ اقرار کروالیا چلتے چلتے گلے پر یہ ہو جائے گا چلتے چلتے انا الحق ہی کہتا رہا چلتے چلتے جو پیش نظر آگیا چلتے چلتے قیامت کی ہوگی ادا چلتے چلتے جنازے کو کدنا دیا چلتے چلتے بڑا بھپہ احسان کیا چلتے چلتے ستم ہنستے ہنستے جھا چلتے چلتے مراد م ہی ہو گا ہوا چلتے چلتے یہ رہے جلے نام وفا چلتے چلتے
--	---

وہ پاپا کسی کو نہ پائے گا راقم  
یون ہی ہونگے لاکھوں فنا چلتے چلتے

<p>مین سمجھتا ہوں کہ وہ لعین نہاں رہتا ہے سنے میں ملک عدم میں کہ سر پہ یہ کلان پوچھتے ہو مرے مرقد کو بہتین خیر ہے کچھ اشک آنکھوں میں خون دل میں تم کہا نیکو بہول جاتے ہیں مرے گھر کو وہ اقرار کے دن خوش ہوں آج کا الفت کا غم وغیر دن کو میری یہ بندی ہے کوچے میں نہ آنے پائے خون کہتے ہیں جسے وہ تو کہاں عاشق میں</p>	<p>رشتک کہتا ہے نہیں غیر کے ہاں رہتا ہے آدمی جا کے خدا جانے کہاں رہتا ہے بے نشانوں کا کہیں نام و نشان رہتا ہے ہم کو فرقت میں ہی گویا رمضان رہتا ہے یاد رہتا ہے تو دشمن کا مکان رہتا ہے یار کے دل میں مرا کینہ نہاں رہتا ہے ایک دربان ہمیشہ نگران رہتا ہے یہ غم دل ہے جو آنکھوں سے نہ آن رہتا ہے</p>
---	---

یادگار اثر عشق وفا ہے راقم  
خاک ہو ہو کے ہی عاشق کا نشان رہتا ہے

<p>قیامت ہے خرام یار کی تکرار دامن سے کہا نشتک بخود الفت ہرین بشار دامن سے یہ ہی ہو گی گرفتار کی تکرار دامن سے برا ہو تیرا کامی رہ کہا اتنا نہیں دامن ادا کی یہی شوقی ہے مراد دل چسپا ہے کیا دشت سے قصد پاک دامن کی درازی کا نہیں ہو گا علاج اس کا کسی ہم نشین جنگ</p>	<p>تماشا ہوتا آتا ہے دم رفتار دامن سے لیٹ جاتے ہیں اڑا کر کہ ہر اوون غار دامن سے بہت دہستہ دل ہونگے سراپا دامن سے کبھی کچھ کام لیتے دیدہ خونبار دامن سے اوسی شے کو چھپا لینا اپنی ہر بار دامن سے نہ دامن غار میں لگے نہ اچھے غار دامن سے وہی اگر نہ پوچھے زخم دامن دامن سے</p>
--	--

<p>بجھتا ہوں یہ سینہ پر فدیوں کے پلانے کو          غضب کرتے ہو کیا کرتے ہو دامن کو چٹکتے ہو          پریشان کرتے کرتے زلف کو اتنے ہوئی جرت          ہمارا وہ ہی دامن جو رہی دست نہ بھامین          صبا یہ شوخیان تیری میچے دیوانہ کرتے ہیں          ادا دین ادا وہ ہی جو صرف ہکناری ہو          صبا اس تلک میں ہر دم اٹھا پردہ داری کو          مزا آجائے دست یار ہو میرا گریبان ہو          میسے سے طبعیوں کے دو اکیوں پوچھتے پھرتے</p>	<p>چہ پار کہے میں دو جام نے گلزار دامن سے          ہماری حسرتیں گرجا نیلے دو چار دامن سے          صبا اب شوخیان کرنے لگی مہوار دامن سے          ہنیں مجھ کو کا یہ دامن جو اپنے خار دامن سے          نگر اکھیلیاں تو ادنگے سو سو بار دامن سے          یہ کس شوخی میں شوخی ہے جو ہیکار دامن سے          نگاہیں پردہ دار میں حیا ہشیار دامن سے          گریبان کی تلافی میں گردن چار دامن سے          لگاتے ہم نہ عشق شاہد بازار دامن سے</p>
--	---

ابھی آغاز میں تقلید اہم تھیں موزون  
 و بہت دشوار ہے جانا سر کہار دامن سے

<p>حسن کا سودا کا زلف دلا لون میں ہے          کیا غضب کا واداسر مہ کی دُبا لون میں ہے          محسب آتا ہے آئے شوق سے ڈرتے نہیں          بے سبب شغلی بجا پریشانی نہیں ہے          یان تناسل کی او کو نہیں یہ بھی خیال          گفتگو میں دل کو ڈالا یہ نہیں سمجھے کہ دل          آج وہ نالہ نہ بیتابی سبب کہلتا نہیں          نا صحا میں ہی نہیں کچھ کہتہ انداز یار</p>	<p>ہو چکا سودا وہ خود آفت پر کالون میں ہے          نوک موزن بجیہ کرتے دل کے تجالون میں ہے          جلتے ہیں شمع دین کے ایک قالون میں ہے          دل پہنسا شاید کسی لچھے ہو باون میں ہے          کوئی مدت کا ہماری چہنے والون میں ہے          ایک غماض تمنا اپنے گہر والون میں ہے          یہ تغیر آج کیسا دل کے احوالون میں ہے          اک جہان زیر زمین بھی اوسکے پامالون میں ہے</p>
---	---

<p>خوب بین اسباب تسکین عشق بیتاب کے          خار صحرا یا د کرتے ہیں جو دودن کے یہاں          نامہ برسے پہلے ہی دل نے نوید وصل دی          کسکی لفت عشق کیسا خیر ہے ناصح تجھے          دل ہوائی وصل میں ہی میں گر خدا وفا          ذوق انہما متنا سب سہی میرا فریب          مجہد کیوں ہو تو غصے میں تاشانی نہیں</p>	<p>سوز دل فریاد میں سوز جگر نالوں میں ہے          کچھ غلش رہ رہ کی ہوتی ہانوں کی چٹانوں میں ہے          آج دل کی قدر جانی یہ ہی نالوں میں ہے          شیوہ صورت پرستی اپنے اعمالوں میں ہے          آرزو شکل میں ہے امید حجابوں میں ہے          شوخے عاشق فریبی کسکی فعالوں میں ہے          چشم صورت بین مری مان دیکھنے والوں میں ہے</p>
<p>شام غم تو راتم جانتے تھے اور کچھ          آج سبھی یہ اجل کی کوچک بادلوں میں ہے</p>	
<p>فرق کے صدمے جان پہ وہ آجکل ٹپے          طرز خرام یار نے آفت وہ کی بپا          سلجھائے ہنسنے عقدہ دشواری قدر          اچھے نہیں ہیں نالہ شبگیر شور شین          تیری زبان پر حصر ہے قاصد بیان ق</p>	<p>بیتاب ہو کے سیدہ سے ارمان نکل پڑے          فتنے ہی دیکھنے کو نہیں سے نکل پڑے          اولجھاؤ اتنے اور پڑے بل پر بل پڑے          ایسا ہنو کہ سات ترے دل نکل پڑے          کہیو کچھ اس طرح کہ وہ سنکر اچھل پڑے</p>
<p>مضبوط ہو کے آئے تھے تم دیکھنے چال          صورت ہی اوسکی دیکھ کر راتم پہل پڑے</p>	
<p>ایک دن سر پہ ہمارے سائبان بچائیگے          قیس و لیلیٰ کافسانہ خاک میں مل جائیگا          خوب گزر گی جو دو شوریدہ سر مل جائیگے</p>	<p>یہ زمین آخر زمین سے آسمان بچائیگے          جب تمہاری میری الفت دستان بچائیگی          عشق میں بلبلی مری گر ہنر بان بچائیگی</p>

<p>وصل میں شرم و حیا کی اذکواثنی احتیاط  بس نسیم صبح گاہ ہے روح افزائی نہ کر  ہم اسے منہ کب لگاتے جانتے تیرہ شب  حسرت فصل بہاری عند لیبون کی بجا  آج تم آئے تمہارے سات سات آئی نسیم  کہاتے کہاتے چچا باب آخر تمہاری خوشی تہ  جلوہ اوسکا دیکھنا مشکل نہیں ہم دیکھ لیں</p>	<p>شمع کہتے ہیں اٹھادو راز دان بجا لگی  تو ہی کل فوقت میں سوز ستخوان بجا لگی  مہان ہو کر رفیق جادو دان بجا لگی  چار دن میں پہر بہار گل خزان بجا لگی  مہربان سے کل ہی نامہربان بجا لگی  خانہ زاد کا کل عنبر نشان بجا لگی  جان پر لیکن ہماری ناگہان بجا لگی</p>
--	---

چشم غماض تمنا اوسکی ہے دیکھو نہیں  
آرزوئے دل سی را تم راز دان بجا لگی

<p>کل ملو گے یہ انتظار کسے  جانتا ہوں کہ دشمن جان ہے  نامہ بر کا بیان سہی سچا  ہلکو اپنی خبر نہیں غم میں  اسے تجھ لائے یار مجھ کو چھوڑ  لطف روز فراق کے آگے  دل ہمارا نظر تمہاری ہے  میں بلاتا ہوتا بن مریم کو  یہ مسلم کہی ملو گے تم  رات سے مضطرب دل تم</p>	<p>صبر اتنا کہاں قرار کسے  چھٹیڑ دیتا ہوں بار بار کسے  سست پیمان کا اعتبار کسے  فرصت انتظار یار کسے  جالیا سوئے کہسار کسے  یاد مشہائے انتظار کسے  دیکھیں کس پر ہے اختیار کسے  بائے لے آئے راز دار کسے  چینے دیکھا یہ روزگار کسے  دیکھ آیا یہ بیعت رار کسے</p>
---	---

<p>اوسکے وعدہ کا اعتبار کسے غیر اور سیر بلغم ہی کہو ہنشین شمع سو گوار ہے خود کیا تماشہ ہے ہم دعا مانگین عشق ہے اور عشق پر وادہ لاگ ہے عشق و عقل میں دیکھین آپ سچے اور آپ کا اقرار جلوہ صبح و شام کیا کم ہے عشق کو وہ فریب کہتے ہیں عشق کی ابتدا میں آٹھ صبح دیکھئے خاک میں ملاتا ہے</p>	<p>روز کا شوق انتظار کسے اب کہیں لوگ ہرزہ کار کسے رہنے آیا سہ فرار کسے اور تاثیر سازگار کسے غم میں چھوڑا ہے سو گوار کسے ہو مبارک یہ کارزار کسے نیت دل کا اعتبار کسے حسرت حسن و زلفدار کسے ہم دکھائیں جگر فگار کسے سو جہا ہے نال کار کسے غمرہ چشم شہر مسار کسے</p>
<p>اور احم کسی پر مجاہدین موت آئے گی بار بار کسے</p>	
<p>سو تم سو جفا کرے کوئی وعدے کی بھول کا خدا حفظ جب کہو اونٹنے دلی بیابانی وصل کے نام سے جو چرتا ہو پاس میرے نہ آئے وقت مرگ آج کرتے ہیں ہم بھی نالہ رسا</p>	<p>میرا کہنا کیا کرے کوئی حافظہ کی دوا کرے کوئی ہنس کے کہتے ہیں کیا کرے کوئی اوس سے کیا انجام کرے کوئی بھول کر بھی خدا کرے کوئی اب نہ دل کا گلا کرے کوئی</p>



<p>در او چہا نکر سکے پہر کیا  جکا دل غایت میں جو غیروں کے  دل کے دینے میں عذر ہے کسکو  دہونڈتے تھے پہر تے میں سچا کو  جو وفا کو فریب کہتا ہے  خطمین ایک لفظ آرزو لکھا  رہنا چاہئے کسی کو اگر</p>	<p>گہر میں عیسے بنا کرے کوئی  اوسکی کیا دلعین جا کر کوئی  قرض ل کا ادا کرے کوئی  دروکس کا دوا کرے کوئی  اوس سے پہر کیا وفا کرے کوئی  دیکھ لے وہ خدا کرے کوئی  خضر کو ہنا کرے کوئی</p>
<p>راحم ایسے طیب کی ہے تلاش  جو علاج قضا کرے کوئی</p>	
<p>آراستگی حسن وہ کیا کیا نہیں کرتے  کہتا ہوں کہ اچھا کرو اچھا نہیں کرتے  دل دیتے ہیں لینے کا تقاضا نہیں کرتے  ہے پاس کسی بات کا خاموش ہیں ورنہ  دل لینے کو جیتے ہیں حسیتان جہاں ہیں  کہتے تو ہیں آنے کو مگر آ نہیں سکتے  تکلیف مسادات نہ توفتہ دلون کو  کہتے کو کہیں وصل کو کیا کہہ نہیں سکتے  وہ حسن پہ مغرور یہاں وضع کی پابند  انعام مرے ملنے سے وہ کرتے ہیں ورنہ</p>	<p>مجھ کو ہی مگر خدا سے دکھایا نہیں کرتے  مٹا ہوں تو مرنایا ہی گوارا نہیں کرتے  ہم پیروی عشق زینحہ نہیں کرتے  سوا بارہی دروازہ پہ غوغا نہیں کرتے  پر تیری طرح دل پہ اجارا نہیں کرتے  شاید میری الفت کا پہر وسا نہیں کرتے  اتنا ہی مری جان ستایا نہیں کرتے  اندیشہ فرقت ہے تقاضا نہیں کرتے  رستہ کی ملاقات گوارا نہیں کرتے  تسکین دل غمزدہ کیا کیا نہیں کرتے</p>

اچھا ہے کہ آتا ہے مزا درد کا دل کو	ہم آپ علاج دل شیدا نہیں کرتے
ہر وقت مقصود میں پیچ کر وف مہار ہے	سو درد میں ہی آپ کو بھولا نہیں کرتے

ہم اونے ملا لاتے میں تم کو ابھی راقم  
وہ سات چلے آئیں یہ دعوا نہیں کرتے

ملنی تھی جسکو مل گئی تقدیر ہو چکی	ہم پیچھے پہونچے پہلے ہی تحریر ہو چکی
جب تک فلک ہے ہکود عا سے نہیں مید	کیون مانگ کر سبک بنیں تاثیر ہو چکی
دل میں رہی تھی ایک تنائے وصل یار	ابہ ہی صرف ناہ شگبیر ہو چکی
ارمان بڑھا رہا ہے مرے دل کا حوصلہ	محرومیاں یہ کہتے ہیں تدبیر ہو چکی
جب درد کی کوئی میسر دوا نہیں	فریاد و آہ ڈالنے کی تاثیر ہو چکی
اب کس نظر سے یار کو دیکھیں جب گاہ	پہلے ہی صرف جلوہ تصویر ہو چکی
شکوہ کیا تصور ہوا اب کرو معاف	الام بھر سہائے تقدیر ہو چکی
دل نہ دل فریب سے دل میں کراؤنگ	الذکر کی دُعا ہی ہے تقریر ہو چکی
بڑھنے لگا ہے شوق تماشائی رگو یار	شاید کہ زخم میں خلش تیر ہو چکی
وہ بات ہی گئی تمہیں تھی جسکی حجاب	مدت ہوئی کہ عشق کی تشہیر ہو چکی
قاتل کی کب نظر سے ہوا ہے مقابلہ	جب دل میں سر و حسرت پیچیر ہو چکی
ہم سے ہی پیش رفتی بجا تو ہی ہوئی	سوار ایسی تھے ہی تصویر ہو چکی

کیون کہدیا کہ متے طبیعت کو ہے لگاؤ  
راقم سلام آپ کی توقیر ہو چکی

ہم آکے اگر دہر میں آباد نہ ہوتے  
تم جلوہ گر عالم ایسا نہ ہوتے

<p>جان دی کے نہ لیتے تو کبھی یاد نہ ہوتے  پہر آپ ہی ایسے ستم ایجا دہنوتے  یون مشق ستم ہم ترے جلا دہنوتے  ہم دہرین منت کش استا دہنوتے  اڈم ہی تمنائے اولاد ہنوتے  درد کی جبین سانی سے برباد ہنوتے  کچھ سانس میں اچھے دم فریاد ہنوتے  مشاق تمنائے بیداد ہنوتے  مر نیکی یہ سامان تری فریاد ہنوتے</p>	<p>ایک بات پہ مجبور کیا تھے جہان کو  ہو تانہ ہین شکوہ سارے میں تو غل  انداز ترپنے کی اگر ہم کو نہ آتے  دیتا جو ہین زمین رسا کاتب تقدیر  کہلتا جو ہوسنا کی اولاد کا احوال  ہم کچھ ہی نشان کون و کان میں تراپتی  یہ جان نہ بچھے غم فرقت سے جواران  تیر نگہ یار جو شوخی سے نہ چھٹتا  شیرین سے اگر وصل کی رکھتا نہ تمنا</p>
---	---

یہ عیش ہی فرقت میں ہوتا تھیں۔ اقم  
اقرار اگر یار کی کچھ یاد ہنوتے

<p>حیات اٹکے لئے وہ میں جاوداں کے لئے  گرہ میں کیا ہے کہیں نند پارسان کے لئے  کسی کی تیر جگر دوز کی سنان کے لئے  نچو چوہے مئے پر کہاں کہاں کے لئے  یہ ایک خلش ہے مری جان ناتوان کے لئے  غم فراق ملا ہکو جاوداں کے لئے  ستم ہمارے لئے ہے کرم جہان کے لئے  لے ہے جان حزین ہکو امتحان کے لئے</p>	<p>نشاط عمر ہے خضر اور آسمان کے لئے  رمانہ ایک ہی آنکھوں میں قطرہ خون تاب  لگا رکھی ہے یہ ایک جان ناتوان ہنے  وہ ہم سے خواب میں کس لطف سے ملے اگر  ہنیں یہ تالہ دل بہر کار سازی وصل  نشاط وصل گران مایہ مدعی کو ملے  نواز شین ہی رکھیں منحصر لیاقت پر  جھائے عشق سہین رسم عاشقی بھین</p>
---	--

<p>سنی نہیں کہیں نالہ میں جذب کی تاثیر جہان میں رہنے کو آرام و عیش و راحت ہو</p>	<p>اگر اثر ہے تو کچھ سوزش زبان کے لئے یہ اتنے ساز بہوں دودن کے مہان کے لئے</p>
<p>نہیں ہے سہل کسی دل کا پہنچنا راقم زبان میں چاہئے کچھ شوخیان بیان کے لئے</p>	
<p>ایک تم ہو نہ کہی دیدہ پر ہم میں رہے اس سے کیا بحث کہ ہم کشمکش غم میں رہے شک حسرت کو ہی بیکار ہو ذوق نظر کوئی زندان میں عزا دار نہ نکلا اپنا منصب عشق کے قابل اوسے سمجھیں ہم ہی وہ پریشان رہے وہم عدو میں شب وصل لوگ تدبیر میں وصل کی دان یہ منظور ہائے قسمت کہ شب وصل بھی رہے گزرنے چاہتا ہے دل حسرت زدہ وہ لذت وصل تم تو عشرت میں رہو تمکو کسی سے کیا کام بزم میں اوسکے گئے دان پریشان اور یہ سلم نہیں تاثیر نہو کہیل تو ہے کیا خبر تھی کہ منون ساز ہے یہ محرم راز پہر رہے ہو چلے سینہ کے جراحت اند شانہ اوس نلف معبر میں ہو جب کو اغماض</p>	<p>ایک ہم میں کہ سدا خاطر پر ہم میں رہے تجگو ہوئے نہیں دل سے کسی عالم میں رہے جو مژہ پر نہ رہے دیدہ پر ہم میں رہے حلقے زنجیر کے لیکن مرے ماتم میں رہے مٹے ملتا ہے اور جامہ آدم میں رہے ہم خیال نفس کو بس سحر دم میں رہے درد کچھ اور ابھی سینہ پر غم میں رہے عید کے دن بھی تماشائے محرم میں رہے ہم کسی دل میں ہیں اور کوئی ہم میں رہے کوئی فرق میں جلے نثار جہنم میں رہے گہر میں آئے تو اوسے کشمکش غم میں رہے کچھ دکھانیکو ہو دیدہ پر غم میں رہے سفت سب کام بد آہوڑے محرم میں رہے کوئی اتنا نہیں جو بخیر و مرہم میں رہے دست بلقیس میں اور پیچہ مریم میں رہے</p>

رات بہر ہجر میں بٹکا کئے انسو پہم      رات بہر اوس میں پیگا کئے شبنم میں سے

شعر کہنا ہی تمہیں خاک نہ آیا راقم  
عمر کہو یا کئے دیوان کے فراہم میں سے

موت کے طوہر میں سکر شب ہجران تیرے  
جب نہ اقرار بہر و سکے نہ بیان تیرے  
ہم گئے جان سے پور ہوئے ارمان تیرے  
تیرے اوسان ہمیں دیکھتے ہیں یا نہ مان  
بزم و سمن سے مجھے یاد ہے آنا تیرا  
آخر انجام تغافل یہ ہوا سے بے مہر  
پاس کیا ہے مرے جو نذر کو دن و رات  
حق و باطل میں کہی بحث نہ کرتے باہم  
کوئی آنے نہ گئے تجکو تو مرے خواب میں  
تجسا ہو تیری پرستش کو کوئی بندھاں  
غیر پر غیر میں غیور کا بہر و سا کیا ہے  
خوش ہوا سے دل نفس چند کی ہر اور بار  
کچھ جہان میں ہی نہیں ہزن لیاں لیل  
ہم ہی دیکھیں گے مدارات تری وادو حشر

زندگی قطع کئے دیتے ہیں سامان تیرے  
ہم ہی دریا میں ڈبو تھیں ارمان تیرے  
آج پھوٹے ہیں پہلوئے شب ہجران تیرے  
اپنے ماہوں میں اگر آگئے دامان تیرے  
آنکھ میں پرتے ہیں وہ ناز و پشیمان تیرے  
اب نہ میرے رہے ارمان نہ ارمان تیرے  
سر پہ قربان کرونگا شب ہجران تیرے  
دیکھتے تجکو کہی گبر و مسلمان تیرے  
صبح دیکھا ہے کرین منہ کو نگہبان تیرے  
میں ہنسنے نا صید فرما سی کشایان تیرے  
یا دور کہہ یاد نہ مانے گئے یہ احسان تیرے  
پیچھے روئے گئے تری جان کے خزان تیرے  
بیٹھ میں غلہ میں ہی دشمن ایمان تیرے  
جمع جب گھر میں تری ہوئی یہ مہمان تیرے

گردش بخت تو ہتی سات ازل سے راقم  
یہ بڑی سات لگی گردش دوران تیرے

<p>مین سامنے ہوتا تو یہ تقدیر نہ ہوتی  فرقت میں کہی کلام تو اتنا جو یہ تجھ میں  قاتل جو تعافل دم تکبیر نہ کرتا  آئی نہ نظر شاہد و مشہود جہان میں  رک رک کے نہ چلتے تو کوئی جان نہ دیتا  پہنستان کوئی دام میں اس حسنِ آدکے  گر یہ میں کہاں تھی یہ اثر بخش رسائی  انداز سراب ترا بجھو نہ اڑاتا  زندہ ان کے مصائب کو مصائب نہیں کہتے  انداز فنون کار جو ابر و ند کہاتے  سمجھا بچے عیار وہ گھنٹا سے میری  یہ تفرقہ ملت و مذہب ہی نہ رہتا</p>	<p>برگشتگی بخت کی تحریر نہ ہوتی  اک بے اثری نالہ شبگیر نہ ہوتی  آرزو گئے حسرت پنجسیر نہ ہوتی  ہر دل میں اگر عشق کی تاثیر نہ ہوتی  گردن سے اگر شوخی شمشیر نہ ہوتی  جو زلف دو تا صورت زنجیر نہ ہوتی  گر سعی زبان رہ میر تقی میر نہ ہوتی  ایسی تو تماشائری تصویر نہ ہوتی  جو ہمہ گیر انباری زنجیر نہ ہوتی  جان اپنے فدا سے دم شمشیر نہ ہوتی  اے کاش گل افشانی تفریر نہ ہوتی  گر کعبہ و تختانے کی تعمیر نہ ہوتی</p>
--	---

گر عشق نہ ہوتا یہ غم عشق نہ ہوتا  
راحم سخن نغم کی تو قیر نہ ہوتی

<p>تھا موش ایسا نالہ شورش فرا ابھی  فہم و فہامی اد سکونہ ذوق جفا ابھی  بیداد کا گلا ہمیں کرنا نہ تھا ابھی  تیور ہی کہہ رہے ہیں کہ جنگل دکھائی گئے  پہلا سبق ہے عشق کا نور وصال پار</p>	<p>بکچھ گفتگو میں ہی دل صبر آزا ابھی  بس خیر ہے نہیں وہ فریب کشا ابھی  شرما گئے وہ یہی ڈر گیا کرتا جفا ابھی  سیکھے تو مشوخیان نگہ فتنہ زابھی  دیکھا ہے تم نے کیا ابھی اور کیا سفا ابھی</p>
--	--

رستہ کو پوچھتا ہوں کہ کتنا ردا ابھی  
 ہم ترک کرتے ہیں روشن ناردا ابھی  
 دیکھا نہیں وہاں جراحت کھلا ابھی  
 کہتے ہیں جانتے نہیں دل کش ادا ابھی  
 قاصد نے ان کہا ہے نہیں مدعا ابھی  
 وہ کام کر رہی ہے یہ زلف دوتا ابھی  
 مجھ سے نہیں گلہ ناردا ابھی  
 بگڑی ہوئی ہے کچے کی اوسکے ہوا ابھی  
 ہمنے لگا کہی ہے زبان مدعا ابھی  
 گویا جواب دو گے میری بات کا ابھی  
 دل میں ہیرا ہوا ہے مرے مدعا ابھی  
 ایک اور رہ گئی ہے قضا کی بلا ابھی  
 چہرہ کا رنگ کیا ہوا کیا گیا ابھی  
 جو کل کی آینوالی ہوا لے قضا ابھی  
 وہ اشنائے عشق نہ ہم بیتلا ابھی  
 جب تک جینگے ہم سے تو ہوگی خطا ابھی

گہرا گیا ہوں جادہ نور دمی سے عشق کے  
 تم چھوڑ دو جو پریش روز حساب کو  
 رونے سے میرے ڈر گئے پہلے ہی چار گہ  
 عالم کا خون کر دیا اور انکی ہنشین  
 خوش کر رہا ہوں دل کو نوید صال پر  
 جو کام انتہا میں گرفتاریوں کی تھے  
 دشمن کی ایک بات پہ تم تو بگڑ گئے  
 جانیکا لطف وہاں نہیں چاہیں بوا  
 نالہ کی نارسانی سے ایدل نہ کجویاں  
 تم سن کے میری بات ہوئی ایسے نہ لوں  
 پہلے ہی ایک بات پہ تم تو الجھ گئے  
 الام سب گز گئے بے صبر دل شکیب  
 تھکو سوال وصل کا اتنا برا لگا  
 فرقت کی شب سے مرنیکو بہتر نہیں ہے وقت  
 کچھ دل ہی دل میں ہے ابھی غلوں غفالی  
 تیرا کرم فروں رہے عزم کرم فروں

راحم لیا ابھی منہ سے اگر عاشقی کا نام

یہ جان لو بنے ہوئی بگڑی ہو ابھی

آنکھ وقف دے ہو دل محو مٹا چاہیے

انتظار یا رہیں عاشق کو کیا کیا چاہیے

<p>دل ملا کر اپنے دل سے کچھ پرکھنا چاہئے دل پہ بچائے کیلے او کو غمزدن سے غمزدن کس کا شکوہ کیا گلا کیسی شکایت یار سے کوئی شے شب سے وہ چہرہ مسخ رکھا ہے دل سب غمزدن مٹ جائے نہ بنے اس سے تم کہو دشمن کہیں ناصح کہے اور ہم نہیں ہم تو عاشق ہیں تمہارا اور تم عاشق تو از دان یہ ہے منظور اظہار تمنا ہی نہ ہو یاں ہزار دن خواہیں ان ایک سب کا جواب کس کا چارہ کیسا دران کہہ کسے بس یہ کہو ہمے ٹکولا کہہ ہونگے تمہا ہو کہہ کہان دلبر دن کی دلیری کو چاہئے بے دل کوئی</p>	<p>پہر لگا ہوں میں مجھے ہی آزمانا چاہئے کوئی مر جائے بلا سے وال تماشا چاہئے جو تغافل جو ستم ہو سب گوارا چاہئے کون سا ہو گا وہ دن اللہ دیکھا چاہئے چاہئے وہ ہی لگے بس اس کو اتنا چاہئے جو خدا سناوے ہو بس وہ سنا چاہئے اب مال عاشقی فرما سے کیا چاہئے خواہیں کہتے ہیں اظہار تمنا چاہئے کہتے ہیں کچھ دن مقدر آنا چاہئے کچھ اٹھانا ہو احسان سیجا چاہئے تم اگر مل جاؤ ہو پھر میں کیا چاہئے جان کو اپنی نہ سمجھے جان ایسا چاہئے</p>
--	--

دیکھتے جاتے ہو راقم تم جہاں اردو سنت

ظرف نظارہ ہی کچھ بہر تماشا چاہئے

<p>در دکا قصد ہے فریاد کا سامان کیجے دن کو آنا نہیں ہوتا تو یہ بیان کیجے جوش پر ناہ ہے ادرآہ رسا شورش پر ظرف فرما دہنیں اپنا جو کیجے خواہیں آئے خانہ عکسین میں مسیحا بنکر</p>	<p>اور وفا کہتی ہے ضبط غم پہنان کیجے خواب میں آئے رخصت شب ہجران کیجے لو چنانع شب دشمن تہ دامن کیجے کئے دلالہ سے اور منت و بیان کیجے ورد کو دیکھئے پور درد کا دران کیجے</p>
---	--



<p>فقیس و فرما دے وہ دشت کا کھوپڑی دیکھئے فتنے نہ الجھیں دم رنقار کہیں جی میں ہے در پہ پڑے رہئے تمنا لیکر دیکھئے آتے ہیں زندان میں اسیری میری بوسہ و زہر و دوشام و دیا جام شراب وصل یک وزہ کی عشرت گاہ دیکھا انجام اونکی عادت ہے خوشامد کی کیسے ہوگا کون کہتا ہے کہ تم تھے شب و شینہ کہیں</p>	<p>جی نہیں چاہتا منہ سوکے بیابان کیجے اتنا بچا نہ سر گوشہ دامن کیجے منقین جتنی ہوں سب صرف نگہبان کیجے مدعا یہ ہے اسیروں کو یہی دیران کیجے کام جو کیجے بقدر لب و دندان کیجے عمر ہر شکر گراں بارے احسان کیجے سامنے بیٹھے ہر بات پیمان مان کیجے منہ کو دھو ڈالے ہر محکوب پیمان کیجے</p>
---	--

ایک غزل اور یہی دلچسپ لکھ کر راقم  
خاطر اہل سخن بزم میں شادان کیجے

<p>ہم کو یہ خواہشیں یاں آئے حسان کیجے جی میں ہے وصل کی اظہار کا سلمان کیجے ہم کو یہ شوق ملاقات کی صورت نکلی وہ یہ چاہیں کہ مسلمان کو بنالین کافر ہم کو ارمان تنہا کا سنائیں قصہ وان وہ نیزنگ کہی رنگ محبت نہ کیلے ہم یہ چاہیں وہ بلائیں ہمیں بے منت غیر یاں تنہا سے ہمیں شام بھی لینی شکل وان وہ محتاط بدن سے نہ لگے غیر ہوا</p>	<p>اونکو وہ کاوشیں پالنے ارمان کیجے لخت دل خون جگر و نغمہ ترگان کیجے اونکو یہ ذوق یوں بابتوں میں شاطن کیجے یاں یہ مقصود کہ کافر کو مسلمان کیجے اونکو یہ ضد ہے کہ ذکر شب ہجران کیجے یاں وہ دیکر رنگ و ناچل ہی قربان کیجے اونکو منظور ابھی منت و ربان کیجے وان یہ مقصد کوئی دن اور یہی باران کیجے یاں یہ اربابان ہم اسخوشے جانان کیجے</p>
--	---

جذبہ عشق سے راقمؔ وہ ہنوکا اپنا  
دل میں دل ڈال کے کافر کو مسلمان بنجے

فرغ لاکہہ تجلی کا آتشین ہو جائے یہ خون پہا ہے شہیدوں کا جاجالہ مجھے بلائیں وہ آپ آئیں کوئی صورت ہو کفیل طرف میں اپنا کہ ناتھ سے تیرے کبھی وفا کا جفا سے مقابلہ کر لو نہ چھوڑو کبھی بے مہر کے گریبان کو یقین گاہ تماشا ہے ہم میں ادم ہو ہم اپنے جان بھی دیدنی کے ایک دل کیا وہ دن ہی ہوگا کوئی اور رات ہی کوئی مذاق دوست ہے پیغام برا امید تو ہے	کیلہ ہم نہیں جو آنکھہ تر مگین ہو جائے چمن چمن کھلے اور رونق زمین ہو جائے کسی طرح سے ملاقات ہو کہین ہو جائے عطا جو آج جم آب آتشین ہو جائے کہ تنکو میری محبت کا کچھہ یقین ہو جائے کہ عہد وصل نہ جب تک دل حزن ہو جائے بس آج فیصلہ ہونا ہے جو بین ہو جائے مہاری الفتہ دل کا ہمیں یقین ہو جائے کہ انتظارِ ط دل حزن ہو جائے بیان نامہ رسان سحر آفرین ہو جائے
--	---

شکایت ستم ایسے سے کیا کرین راقمؔ  
زبان ہلانے سے پہلے خوشگین ہو جائے

مقدر تہاد م فرما دیکلے اور یوں نکلے وہ ارمان کیا ہے خنجر جو با حال نہیں نکلے خدا کے سانسے جالین تو ایسے نرم عصیان ہو کبھی اگر سے نکلتا ہوں تماشا وہ ہوتا ہے وہاں پوچھنی کے راہ کو بین ان کو بچ چہ گاہ	کہ شیرین کی غرض بن سچے زیر بستون نکلے گلے مل کر اگر نکلیں تو پہرین ہی کھون نکلے کہ اشک آنکھوں سے جو نکلے ہمارے سرنگون نکلے عجب کہہ کار ساز عشق انداز ہوں نکلے جو ہم ستم نے سودا و سرشار خون نکلے
---	--

تلاش دوست میں کچھ دیدہ دل کام تیرے میں نہ ملنا یا رسے ہو گا نہ تاب دل یہ جائے گی کہی وہ مہربان ہو گا تو بیتابی ڈبوئے گی کہیں فرادہ و غوغا سے تنہا بھی برائی ہے یہ قیس کو کہن کیا خانہ را زلف تہہ دلونا بچیں کس باغے او کس را اسے ایک قیامت ہے برائی یہ بھی ہے قیامت کی وہ گہر لگے مجھے مرا ارمان کا جب آئے تھیں ہی میری خوشی	یہی دوستانہ پائے یہی دو ہمنون نکلے تنائے دلی نکلے تو یہ سوز و رونا نکلے اگر تدبیر بچائے تو پہر قیامت زبون نکلے قیامت تک اگر آنکھوں سے اپنے جو خون نکلے کہ تصویر وں میں ہی پائندہ بخیر خون نکلے کہلیتے ہر سخن جسکے بہ انداز خون نکلے کہ اذکی خواہشوں کی میری ارمان کچھ خون نکلے کہ تم مجھے سنو برائی میں تھے سنون نکلے
---	--

متنائیں بہت اور وصل کی شب خوشیں ملے صد  
مگر ارمان دل را تم کچھ اور سن ہی فرمنا نکلے

لوگ کہتے ہیں جسے کوئی قیامت ہوگی عرصہ حشر میں کیا کیا مری حالت ہوگی وہ اگر آئے ہی کیا ہجو مسرت ہوگی دل سے دل شاد طبیعت سے طبیعت ہوگی ایک عالم کی برائی میں مرا وین یارب جان دیکر لئے لیتے ہو یہ بخشش کیسی دل تو خوش کر دیا ان خوش میں اگر مٹنے پاس بلان منع کرے او سکا یہ مقدور نہیں جان لیکر ہی پھوڑیگی جیسے تیرہ شہی	وہ تو مرنیکے مری دہر میں شہرت ہوگی ہر نظر کی جو تماشا تیری صورت ہوگی شام خوش گزرے گی پہر صبح قیامت ہوگی یاد او سکو اگر آئیں محبت ہوگی نامراد و نکی ہی پوری کوئی حسرت ہوگی یون تو بدنام خدائی میں سخاوت ہوگی کچھ سو اس سے ہی فرمائے ہمت ہوگی ہاں کسی اور کی او سکو بھی اشارت ہوگی قبر میں ہی یہی ظالم شب فرقت ہوگی
--	---

نامہ بر کام بنالائے خدا ساز ہے بات کیا خبر تھی کہ وہ پرفتن، نڈیا میں دل میں پوچھا کہ کب آؤ گے وہ ہنس کر آج اوتار نہ کھلے بند قبا ستا ہوں دیکھتے دیکھتے آئینہ وہ حیران ہوئے سوچتا ہوں کہی وہ آگئے پہر کیا ہوگا جی میں ہے سیرکین چل کے صنم خانہ کی بزم و دشمن میں رہو سیر کرو تم کو کیا	میری قسمت تو کہاں اوسکی لیاقت ہوگی ہیں تو سمجھا ہتا کہ میری سی طبیعت ہوگی کہتے ہیں ہکو بلا نیکی یہ صورت ہوگی دل میں خوش ہوں مے ابھی ہوئی حشر ہوگی پہر گئی آنکھ میں شاید مری صورت ہوگی بس میں دل ہو گا نہ قابو میں طبیعت ہوگی صورت یار سے ملتی کوئی صورت ہوگی خون ہوگی تو کسی کی کہیں جرت ہوگی
--	--

عرض بتیائی دل کرتے ہو سچو سوا مضم  
اس خوشامد سے سوا اوسکو عنوت ہوگی

زبان جو ہر دکھا تجھ میں اگر ہے قد و گیسو ہے اور ذوقِ نظر ہے اُنہی ہی ضد اسی ایک بات پر ہے ہماری زسیت شاید رات پہر ہے اوسی بیدار گر سے پہر ہے نکرار قیامت ہے کہ ہم مرتے ہیں جس پر چلے آؤ جو انا ہے کہ روکے حجاب نیل گون سے ہے جھلکتا شکیب اہل دین کا دیکھنا ہے	دکن میں پریشاں ہل ہنر ہے رسن ہے دار ہے شوریدہ سر ہے مدار زندگی جس پر ادھر ہے کہ شام وصل سامان بھر ہے ہمارا فیصلہ تلوار پر ہے اوسی پر ایک عالم کی نظر ہے چرخِ عمر دامنِ سحر ہے پس ہر وہ کوئی صورت لگو ہے کہ آتا بزم میں جادو نظر ہے
---	--

<p>وہ دو ذوالاب ریش جگر ہے جواب وصل دینا دوسر ہے ایہی دامن شب کہینے سحر ہے ہجوم غم ہے مین ہون اور گھر ہے</p>	<p>کبھی سر پایہ امید دل بہت جواب تنگدہ تگوا اس قدر سہل نہ جاؤ مضطرب ہو کر شب وصل اندھیری رات اور لاکھوں بلبلین</p>
<p>سخنور سن لین انداز سخن سے نواسے راقم سوزیدہ سر ہے</p>	
<p>ساری سوچنی ہوئی تیر گڑ جاتی ہے یہ تو تیر ہے تقدیر گڑ جاتی ہے کبھی قسمت کبھی تیر گڑ جاتی ہے یار شاہون کی ہی تقدیر گڑ جاتی ہے بیتے بیتے مری تقدیر گڑ جاتی ہے بد نظر لگنے سے تصویر گڑ جاتی ہے خون چاٹ ہوئے شمشیر گڑ جاتی ہے کچ نگہ سے روش تیر گڑ جاتی ہے الٹی ہو جاتی ہے تاثیر گڑ جاتی ہے لکھتے لکھتے دم تحریر گڑ جاتی ہے وان تو نیت ہے تقدیر گڑ جاتی ہے منہ کی رونق دم تقریر گڑ جاتی ہے حسن کچرہ سے تو قیر گڑ جاتی ہے</p>	<p>اوسکی میری دم تقریر گڑ جاتی ہے کیا فی بائے تیر گڑ جاتی ہے یہ زمانہ کے مین اسباب گڑنا بننا اچھے اچھے کو گڑتے ہوئے دیکھا ہنسنے کبھی رک جاتے مین اوارہ کرتے کرتے اپنے تصویر دکھاتی نہیں کہ کتنے مین مین تو حاضر ہون کر قتل گرا دیتے کبھی مین نہیں تیر لگانا سیکھو جب جھاگتے مین ہم نالہ پر سونے سا حرف قسمت مری لوک قلم قدرت ہی حال اوس کے کہیں جس کے غضبناک کھل ہی جاتا ہی چہاؤ غم دلو جینا ہونے کہتا ہے نقاب کے اچھا لیکن</p>

کسکو امید اتر ہو جو ہوا میں مل کر بات نکلی نہیں سکتے تو بنی رہتی ہے	صورت نالہ شبگیر مگر جاتی ہے جب ہوئی بات کی تشہیر مگر جاتی ہے
چارہ گر کیا کرین جس درد کی ہر دم راحم نبض میں حالت بخیر مگر جاتی ہے	
نالہ سیکھے تو یہ اندیشہ کہ گھر جلتا ہے سنگ ہے جلوہ خسار کو تیرا سایہ کوئی پوچھے تو کہیں ہجر میں کیا بنتی ہے میری ہستی کی یہ صورت بتے کہ ہوں انہیں خاک ہو جائے محبت میں محبت وہ ہے ایک موسیٰ ہی نہیں طور پہ جلنے والے لطف جب عشق کا آتا ہے کہ سوز غم سے تو کہے بانہ کہے شمع تپے ریخ تو ہے منہ سے کہتے نہیں پر دل کا خدا حافظ ہم تو قائل ہیں وفادار سے پروانہ کی منہ سے اتنا تو کہو تم کو خدا کی سونگند بہار میں جائے یہ دل لگے اس دل کو	ضبط کرنے میں یہ مشکل ہے جگر جلتا ہے رنگ سے حسن تری زلف و سر جلتا ہے کس طرح درد جدائی سے جگر جلتا ہے ایک چراغ سحری وقت سحر جلتا ہے یون تو ہر ایک محبت میں لڑ جلتا ہے ایک عالم ترا محروم نظر جلتا ہے اگ سینہ میں پہلگتی ہے جگر جلتا ہے دل کسی کے لئے تیرا ہی مگر جلتا ہے سنتے ہیں غیر سے جب میری خبر جلتا ہے کس دیر سے میری شمع سحر جلتا ہے آپ کا میرے لئے دل ہی مگر جلتا ہے خاک ہوتا نہیں اور شام و سحر جلتا ہے
دیکھنا بھی گیا ان شعلہ رخون کا راحم تاب نظارہ نہیں تار نظر جلتا ہے	
دل میں ہمارے گہرت خود سربلایکے	کعبہ کو بت کہ میری کافرت بنائیکے

دوزخ میں اُل دیگا بتوں کو اگر خدا  
 کیون جس توئی یار میں رہہ کرین تلاش  
 کچھ دن اگر زمین ہی شاہد پرستیان  
 جاتا نہ کوئی یار میں کیا جانتا تھا میں  
 میکش ہی اس کے بندہ میں محروم کیوں ہیں  
 تیور سے نامہ بر کی مجھے آگیا ہے شک  
 مست شراب عشق کو جنت سے کیا عرض  
 دیوار گر پڑی تو بنا دینگے چارہ گر  
 نالے چراغ خانہ مفلس نہیں میرے  
 تصویر یار مافی و ہیزاد کہنچ لین  
 آئے ہیں چارہ سازی کو ناصح خدا کی تین  
 سنت میں ربط غیر کا چکے ہیں ہم ابھی  
 قاضی کو ضد ہے روز ہی ساع کو توڑے  
 دستہ وقت قتل تغافل کیا تو ہم  
 دل میں اگر رہے بت بدنیش رات دن  
 آرام سے رہینگے اجل تک نہ آئے گی  
 کرتے ہیں شاہد دن کے بلانیکے آرزو  
 ہم میکشوں کا دیکھو تو ظن محتب  
 کیجئے نہ شکوہ غیر کا راجم یہ یاد رکھہ  
 کسکو حریف ہم دم محشر بنائینگے  
 ہم شوق رہ شناس کو رہبر بنائینگے  
 کا فرہین ضرور ہے کا فر بنائینگے  
 اغیار نقش پامیر رہبر بنائینگے  
 دان ہی کسی کو ساقی کو تر بنائینگے  
 اب قاصدی کو کوئی کو تر بنائینگے  
 اپنا مکان ہم لب کو تر بنائینگے  
 لیکن دل شکستہ کو کیونکر بنائینگے  
 یہ شام عم کو رکوش خا ورنائینگے  
 قامت کی نقش ناز کو کیونکر بنائینگے  
 گویا ہمارا آکے مفتد ربنائینگے  
 آخر زبان شکوہ کو خجہ ربنائینگے  
 ہکو ہی ضد ہے روز ہی ساغر بنائینگے  
 تھکو ہی تلخ باتوں سے مضطر بنائینگے  
 ہکو پجاری دل کو یہ مندر بنائینگے  
 رہنے کو ایک خانہ بے در بنائینگے  
 جسدن وہ آئے اور یہی دل پر بنائینگے  
 کوثر کو منہ لگائینگے ساغر بنائینگے  
 دشمن کو دوست اور وہ ضد پر بنائینگے

دوزخ میں اُل دیگا بتوں کو اگر خدا  
 کیون جس توئی یار میں رہہ کرین تلاش  
 کچھ دن اگر زمین ہی شاہد پرستیان  
 جاتا نہ کوئی یار میں کیا جانتا تھا میں  
 میکش ہی اس کے بندہ میں محروم کیوں ہیں  
 تیور سے نامہ بر کی مجھے آگیا ہے شک  
 مست شراب عشق کو جنت سے کیا عرض  
 دیوار گر پڑی تو بنا دینگے چارہ گر  
 نالے چراغ خانہ مفلس نہیں میرے  
 تصویر یار مافی و ہیزاد کہنچ لین  
 آئے ہیں چارہ سازی کو ناصح خدا کی تین  
 سنت میں ربط غیر کا چکے ہیں ہم ابھی  
 قاضی کو ضد ہے روز ہی ساع کو توڑے  
 دستہ وقت قتل تغافل کیا تو ہم  
 دل میں اگر رہے بت بدنیش رات دن  
 آرام سے رہینگے اجل تک نہ آئے گی  
 کرتے ہیں شاہد دن کے بلانیکے آرزو  
 ہم میکشوں کا دیکھو تو ظن محتب  
 کیجئے نہ شکوہ غیر کا راجم یہ یاد رکھہ

<p>راحت سے اور سچ ہمیں کچھ سواٹے          جتنے ملے ہمیں وہ غرض آشناٹے          گہر میں نہ جکے بیٹھنے کو بوریاٹے          قاتل کو خرمی ہو ہمیں خوبہاٹے          یہ بندگی اور اداسکی ہمیں یہ نراٹے          معشوق یاں ملے نہ ہمیں ان خداٹے          کچھ درد آشنا ہو تو وہ ہم سے آٹے          نالے ملے تو وہ ہی ہمیں نارساٹے          اب دیکھنا ہے روز جزا ہکو کیاٹے          نقد ثواب دیگے جو روز جزاٹے          خدا آتش سے خواہش اور حیا سے جھاٹے          کیون آکے ہم سے ملنے کو اداسکی بلاٹے          آنے کو میرے گھر کچھ غیروں سے جاٹے</p>	<p>دم بہر کو آپ آئے ملے ہی تو کیاٹے          دھونڈا کئے جہان میں کوئی باڈھاٹے          ان زاہدان تنگ دلوں سے خداٹے          خنجر سے حلق حلق سے خنجر ملا رہے          بندہ بناؤ اور ندوساز ضروری          محرمیوں سے جان چکے ہم مال کار          کہنے کی بات اور ہے کرنے کا کام اور          تقدیر کی بُرائی کا رونا ہمیں فقط          دنیا ملی نہ دین ملا اس جہان میں          ناصح سے کہتے ہیں ہمیں ملو ادویار سے          آجاؤ ایک روز ہم آنکھیں سیاں ہیں          ملنے کی جب ہمیں کریں خواہش تو پر غور          ان شوخیوں سے کیون نہ ہو ہر دل عزیز</p>
--	---

راحم زبان نکالتے کچھ اور بھی کہو  
 بزم سخن میں داد ملے مر جاٹے

<p>الفت کا امتحان ہو جفا سے وفاٹے          تو یہ کہاں رہی جو در تو یہ واپسٹے          ایک نے ہمیں جنکو بوسہ بغیر التجاٹے          میرے گلے کا مار ہوئے بار بارٹے</p>	<p>مقتل میں آج اوچھری سے گلاٹے          جیب ابر قطرہ بار ہو ہنڈی ہواٹے          ایک ہم ہیں بے نصیب کہ دشنام پہنچیں          وہ دن ہی آگوا یہیں مٹی کی جوش میں</p>
--	---



<p>مٹی میں مٹی اور ہوا میں ہوا ملے شایانِ غم تھے ہم کہ ہمیں غم سوا ملے جانے کا حوصلہ نہو دروازہ واسلے الفتِ فروغِ تہی ہجو الم بھی سوا ملے بہل کی کچھ ترپنے کا تم کو مزا ملے دانستہ مینے چہرہ ابو مجکو سزا ملے وعدہ کی گویا سچے تھے وعدہ کیا ملے کچھ نہا لہائے غم غم دل کی دوا ملے اچھے رہے جو خاک میں پہلے ہی جا ملے</p>	<p>آدم کے جگر سے دم سے ہین پہ لہو جگر سے بیل کو خوش فرمایاں اور گل کو رنگ بو دشوار ہو وہ ہے جو آسان ہے غیر کو بیجا شکایتیں ہیں جفا و ن کی بار سے تیر و ن سے کیوں ڈراتے ہو تلو اسار کرو مستی میں ناہتہ جا پڑا میری خطا نہیں شوخی میں یہ بھی شوخی تھی اے کھر کھر سے گہرا جلا تہا ناؤں سے دل پہ پہل گیا دیکھا ستم فلک کا نہ کچھ دوزگار کا</p>
--	--

راحم مغزل سرائی میں جب اپنا جی لگے  
گچھہ ناہتہ سے ہی ناہتہ پراز مدعا ملے

<p>بعد مرنیکے ہی ظالم شبِ فرقت لگئی کہل کے قسمت ہی پریشانی قسمت لگئی چشمِ رحمت نہ پہری رحم کی عادت لگئی مجھے عکسین بنائی کبھی صورت لگئی کون سا کان ہے جس میں ترشہ ترشہ لگئی کہ خوشامد میں نگاہوں کی اشارت لگئی پیر سن سے مرے اب تک یہی نگہ لگئی کہ خوشامد کی طرف اپنی طبیعت لگئی</p>	<p>زندگی میں نہ گئی خیر یہ آفت لگئی وہ رضا نہ ہوئے پہر ہی کدور لگئی واہ رے شانِ کریمی کہ خطا دیکھ کہہ لگئی او کو منظور حزن دیکھ کہہ خوش ہون لگئی کون سی آنکھ ہے جس نے نہیں دیکھا تجکو مہربانی میں ہی اوسکے کوئی مطلب ہے لگئی ہنشیں وصل گل اندام کا کچھ لطف نہ لگئی کام بنتا ہے خوشامد سے مگر کیا کیجے</p>
--	---

حسن بے پردہ میں کیا جانے وہ کیسا ہوگا	جسکی تصویر میں ہی مٹوئے صورت نکلی
سیر چشمی نے تمہاری تہنیں کہو یا راقم	خاک میں مل گئے پر پوئے شرافت نکلی
امید برائی کوئی دل کی نہ جگر کی پہلو میں ہنسن بوندی ہی اب خون جگر کی یار ب کیہی وہ پاس سے گھر کے مرے گزرے تم دہر میں ہو عجم ہنسن امید بنی ہے وہ حسن خدا دایہ آنکھیں میں ہماری وان روز نے وعدہ میں اقرار نہیں میں ہو نیکو ہے شاید کوئی سامان خدا ساز وان سیکہ لیا زلف سلسل کو بنانا	ہے جان کشاکش میں ادھر کی ادھر کی جیتے ہیں قسم کہا کے مگر ہم کسی سر کی دامن سے لپٹ جائے ہوا راہ گزر کی تقدیر ہی کہل جا لگی میری مرے گھر کی سو بار تہنیں دیکھیں گے حسرت نظر کی یاں شب کی توقع ہے نہ امید سحر کی جو شام سے ہے ادھی وقف مرے گھر کی پچید گیان دیکھ کے کچھ دود جگر کی
کٹ جا لگی آنکھوں میں شب جبر ہی راقم	دل یاد میں ہوا اسکے لگی لو ہوا دہر کی
ترکیب تو کہتی ہے مرے دیدہ ترکی نالہ سے یہ امید ہنسن ہکوا اثر کی مغور کیا او سکو مرے ذوق نظر نے غفار ترانا نام ہے رحمن تری شان مشکین کو نہ روئیں جو تصور میں ہو تم کس لطف سے گزری ہے تمبا میں ہی	ہر قطرہ خون آنکھ میں ہو بوندا ترکی لے جا کے کسی دل کی خبر اور جگر کی پہچان کیا عشق وہ شوخی سے نظر کی ہم کیوں ہوں خطا و اخطا کوئی اگر کی حسرت کو نہ پیشیں کہی ہم دیدہ ترکی رو رو اگر شام لی مرے سحر کی

<p>ہم دیکھتے تم چپکے کہاں بیٹھتے ہم سے گہر بھی ہوا باپس کہ دیوار پہ چڑھ کر انحاض نظر سے نکر و ڈال دو لیکر خند سے مری اٹھو ادیا پتھر تہا پڑا تہا ملنا ہنہین ہوتا تو اشارے ہی کئے جاؤ الفت سے مراد دیکھنا کیا چڑھے تہا ہی</p>	<p>ہوتا نہ فلک روک اگر حد نظر کی صورت ہی کہی دیکھتے اوس شک قمر کی ایک فلک کی چپکی مری آنکھوں میں نظر کی میری نہ عقیدت گئی رونق گئی در کی تقدیر سے ملتی رہی تقدیر نظر کی کرتے ہو جو بندی مری ہر بار نظر کی</p>
<p>اپنا تو سلام ایسی نزاکت کو ہے راحم آغوش میں لین جب کو ہے فکر کمر کی</p>	
<p>واعظ ڈرانے تو ہمیں روز حساب سے ازادہ روہین ہم نہیں ڈرتے عذاب سے الہ سے سوچے تر جی سستی حجاب سے جتنا چھپایا آپ نے کہلنا گیا وہ اور دل بد گمان ہے خاطر اعدا ہوی ضرور بچے ہمیں حجاب سے پس پردہ نقاب روئے فلک کو دیکھ کے آتا ہے کوئی یاد آتا ہے وہ تو خواب میں میں اور شرک سے آئینہ کا وعدہ کرتے ہیں اور مجھے پوچھ کر معزور وہ نہیں کہ مذے بات کا جواب الہ سے خوئے شوخ الٹ کر نقاب آپ</p>	<p>اگر لین گے تو یہ منے سے پہلے شراب سے واقف ہیں خوب ہم کرم بے حساب سے بوسہ کی خواہشیں لب جام شراب سے جوش شباب سستی سے سستی شباب سے آتی ہے بوئے غیر سے جام شراب سے بیزار ہے نگاہ کی شوخی حجاب سے جلتا ہوں جلوئے شب باہتاب سے ہوتا ہوں خواب میں میں شفقہ خواب سے گو یا کہ بے خبر ہیں مرے اضطراب سے آرزو ہوتے ہیں لب نازک جواب سے لینا صبا کا نام بکڑ کر حجاب سے</p>

نظارہ و خیال دل و دیدہ پر ہے رشک	ناکامیوں میں رہتے ہیں کیا کامیاب سے
خاطر مری کا ہو تو گوارا ہوں اسے	وہ بخشین جو ہوتی ہیں اکثر عتاب سے
پورا کیا وہ گریہ بے اختیار نے	جو کام رہ گیا دل خانہ خراب سے
سامان لئے لئے ہوں شب وصل بازمین	مے ابر سے برستی ہو جام آفتاب سے
دونوں طرف حجاب رہا شب گزری	میں سہلین عتاب سے وہ چپ حجاب سے

غارت گردن نے چین لی راقم متلع صبر  
بیداریاں خیال سے آرام خواب سے

کہلتی ہے روز زلف دو تاکسے واسطے	بچتا ہے روز دام بلا کسکے واسطے
جنت پسند کرتے ہیں جس چیز کے لئے	یار رکھی ہے تو نے بتا کسکے واسطے
لکھتے یہ ہوں فرشتوں کے تقصیر وار ہم	تقصیر ہو کسی کی سزا کسکے واسطے
کچھ ہی تلافی غم و اندوہ وان نہیں	اے آہ نارستہ تیرا کسکے واسطے
سنا ہے تیری کون بچے پوچھتا ہو کون	اے جان ناشکیب دعا کسکے واسطے
میں اور بوئے زلف یہ تمت نہیں مری	دلا لہ تو بنے ہے صبا کسکے واسطے
ہم مر گئے تو طرز ستم بھول جاؤ گے	ہم ہی نہیں تو نانا واد کسکے واسطے
احسان چارہ سازی عیسے اٹھا کر کون	دل ہی نہیں ہے پاس دعا کسکے واسطے
دشمن کا ہو قصور چہری مجھ پہ تیز ہو	کسکے لئے وفا ہے جفا کسکے واسطے
کافر کو کیا غرض ہے مسلمان سے لے	بے صرفۃ التجائے خدا کسکے واسطے

امید قطع ہو گئی جب مل گیا جواب  
راقم بس اب زب فدا کسکے واسطے

<p>             ہشیار ہو حیات صداے سفر ہوئی              دنیا کو دیکھنا کہ ادھر تھی او دہر ہوئی              یان تو ہمیشہ سوز جگر درد سر ہوئی              کہوئی گئی جو چشم حقیقت نگر ہوئی              جو آہ مدعا میں ملی بے اثر ہوئی              جب جان پر بنی ہے تو دل کو خبر ہوئی              غم میں ہوئی ہے شام الم میں سحر ہوئی              تقریر کچھ پسند تری نامہ بر ہوئی              ایک عمر پر تے تجھ کو نسیم سحر ہوئی              وہ کیا ہے زندگی جو الم میں لبر ہوئی              جو بند کوئی یار میں راہ نظر ہوئی              ایندھن کی شام میں بیم سحر ہوئی              جھپیر کبھی ہوئی کبھی اختیار پر ہوئی              مرگان یار سوزن زخم جگر ہوئی           </p>	<p>             او ہٹے زندگی کہ عمر کی آخر سحر ہوئی              جس دن نگاہ یار قیامت اثر ہوئی              ہوئی کیسی آہ رسا بہرہ در ہوئی              اچھی تھی بخود کی کہ نہ سمجھے خودی کو ہم              جو گریہ التجا میں ہوا راہیگان گیا              سمجھے ہوئے تھے سہل غم ہجر یار کو              کیا مبتلا ہے ہجر کی شام و سحر ندیم              میرا کہاں نصیب وہ خط کا جواب دے              معشوق عشق پیشہ بھی دیکھا جہان میں              وہ کیا ہے آرزو جو ہے انتظار میں              شاید اڑی ہے گرد کسی پایاں کی              فرقت کی شب سے کم نہتی اپنی شبصال              کیا شوخیوں پر ہے نگہ ناز آج کل              مدت کے بعد ریش جگر کا گلا مٹا           </p>
--	--

راحم شب فراق ہی اچھی ہے یار سے

رہتے ہمارے پاس جسے عمر بھر ہوئی

بہت کچھ خاک چھانی ہے جہان کی  
 خبر دیتی ہے کچھ راز مکان کی  
 ہمارے دل کی اور ان کی زبان کی

سمجھتے ہیں اشارات تہان کی  
 نظر بدلی ہوئی ہے پاسبان کی  
 کہہ کیلے کیونکر مقدر کی گرہ ہے

<p>سب سے ناکام اے ہی دعا بھی          جنبہ کی کس طرح میری مہاری          تمنا کو مرض جب کوئی سمجھے          میں اپنے حق میں کانٹے بوز بھون          اہی انتظار یا رکب تک نہ          رہو دل میں کرو تاراج دل کو</p>	<p>اگلی شرم رکھ یہ لہو فغان کی          زمین کی مین کہوں تم آسمان کی          حقیقت کیا کہیں سوز بہان کی          خوش اند کر رہا ہوں پاسبان کی          بُری نوبت ہے جان ناتوان کی          کہ تارا جی میں ہے رونق مکان کی</p>
---	--

یہ داغ دل ہو راحم گرجین بہ  
 تانی یار سبھی آستان کی

<p>خضر کو دیکھ یا رب عمر کیوں کی اریگان تو نے          ہنسن کی بے سبب پر خاش محبت آسمان تو نے          بنا کر خوب صورت گریہ دشمن آسمان تو نے          گوارا دل نہیں کرتا ہے بوسے غیر کو ساقی          مہیا اجاں تجھ پہ صد ہے قضا کا واسطہ کیا ہے          ہنیکے کس گلہ میکش نہ جنت میں تو رہی ہے          دیا تھا اگر تغافل شاہدان ظلم شیوہ کو          نظر ہو رہنمائی کو گزر گاہ خیالی میں          وفا کا امتحان لینے کی یہ تدبیر اچھی ہے          بچے والا تھا ایدل غفلت میں کام چلے گا          نہ سمجھے بلبل نادان کہ یہ نغمہ پر مہمان ہے</p>	<p>کسی عاشق کو دینی ہوتی یہ عجز جادو ان کو          ازل میں عشق کی میری سنی تھی شان تو نے          کیا صنعت کا اپنے مجھ پہلے امتحان تو نے          لا کر مشک کیوں دی ہر شراب رخوان تو نے          کہ دی وقت میں تو کلاکل عنبر نشان تو نے          بک کو شربنا یا اہی کوئی بار بے مکان تو نے          ہمیں پی کوئی دی ہوتی شکایت کی زبان تو نے          کیا سجدہ ہر مسلک کا اپنا آستان تو نے          بیٹا کر غیر کو دیر بنایا پاسبان تو نے          ڈوبو یا رازداری میں ہمیں کوہِ اودان تو نے          کیا دشمن بنا کر باخبان کوہِ آستان تو نے</p>
--	--

جمل یا رجلی ہوتا تجلی ہتی کہ شعلہ تھا

نزدیکہا ایک نظر ہر گریہ نیم خوشگمان توتے

رکھا محروم راحم کو فرستے دم دو کوٹے ہیں  
جفا کا لطف کچھ دل نہ مر اب کا زبان توتے

کہاں حسرتیں لیکے جاؤں تمہاری	دیاوین گلے میں بلائیں تمہاری
ہمیں دیکھنی میں ادائیں تمہاری	کسی روز لیکر بلائیں تمہاری
بہت جان کہا تا ہے ناصح ہاری	کہی ادسکو صورت کہا میں تمہاری
ارادہ ہے خواہش کرینے کوئی	مروت کہی آزمائیں تمہاری
زبان کو ہاری ہی آتی جلی میں	شرارت کی کچھ کچھ ادائیں تمہاری
قضا ایک بیانا ہی ہم جانتے ہیں	گرجان لینگے ادائیں تمہاری
یہی شوخیاں ہیں تو کچھ آگے آگے	ادائیں یہ ہونگی بلائیں تمہاری
اگر دل برون کو ہو دعو ادا کا	ہمیں چال چل کر دکھائیں تمہاری
عدو کی جھائیں مبارک ہوں تلو	مبارک عدو کو ادائیں تمہاری

غزل شاہد و نکو دید نیاراحم

کہ گالا کے وہ خاک ارا میں تمہاری

نوا سجان گلشن گل کا اب موسم نکلتا ہے	نسیم سیم سیم دم سے قطرہ شبنم نکلتا ہے
جمن سے آج گلچین کچھ ہوا برہم نکلتا ہے	بہار گل کا شاید آجکل موسم نکلتا ہے
قیامت ہو کہ ہم جان گرامی جب کہو نہیں	تمنائی اسی کا فزا ایک عالم نکلتا ہے
گلا کہ کب نہیں کرتے زبان سے کیا نہیں کہتے	مگر ایک حرف مطلب سے سوا ذیکہ کم نکلتا ہے
کوئی ہنگامہ وان ہونی کو ہے جو کس سینے	ہر اکینہ لہ یہ شور و نہ ماتم نکلتا ہے

<p>مہار کیوں نہ ہو ملن تاشائی ہر صورت کا  نہ تار کرتے بنتی ہر نہ روکے ہو کو بنتی ہے  پیشانی نہ سے نصین نہ لہو سے پریشان ہیں  میں کاخیر ہے مگر علاج اپنا کر حضرت  متنا وصل کی تکیجے امید زندگی کس کو  نہ چھیر فرات پر خم کو یہ سیدھی طرح ہوگی</p>	<p>جہاں میں آئینہ جیسا یہی کم ہونم نکلتا ہے  کلیجہ منہ کو آجاتا ہے گہٹ کر دم نکلتا ہے  کہ سو خم اور پرتیم میں اگر ایک خم نکلتا ہے  جہاں میں خم فرقت کا کہن مریم نکلتا ہے  لبہ مر زخم سے اب نو حہ ماتم نکلتا ہے  کہی بل ار رشتی کا سنا ہے خم نکلتا ہے</p>
--	--

یہی سامان میں راقم یار کے آرزو ہوئے  
مہاری لب سے ہر دم ذکر و روغم نکلتا ہے

<p>جہاں مجھ سا دہل ہی کم آدم نکلتا ہے  یہنا ایسے مرض میں کب کوئی آدم نکلتا ہے  وہ جب کرتے ہیں ایش تو شانہ ہی کلف کا  ہو دل میں کہاں عاشق کے یہ نگم دل ہے  ہزاروں نامرادوں کا ہو پانی ہوا ہو گا  تمنا کہنے جاتا ہوں پیشان ہو کے آہوں  حقیقت سوز دل کی کوئی بچے شمع سوزان سے  بیان میرا زبان میری ہر تو کیوں جی چاہا  غم و امان ندم دوست نکر و ملین میں ہے  ہم اپنا آپ کر سکتے ہیں چارہ کوئی کیا جائے  ہوا کیا ابر گر باں انگہ سے ویرا ہوتا ہے</p>	<p>اوس سے ابجا کرتا ہوں جس پر دم نکلتا ہے  نہ غم سے دل ہی چھتا ہے نہ دل سے غم نکلتا ہے  نکلتا ہے تو رشک بچہ مریم نکلتا ہے  جو ہمراہ رشک دیدہ پر غم نکلتا ہے  کہ اوس کو جی سے بچ کر ایک عالم نکلتا ہے  گلا دل میں ہر رہتا ہے منہ سے کم نکلتا ہے  کہ اوپر کیا گزرتی ہے یہ کیا بدیہم نکلتا ہے  وہاں جاتے ہوئے قاصد جو تیرا دم نکلتا ہے  نہ اراں دل سے جاتا ہے نہ دل سے غم نکلتا ہے  ہمارے ناخن جوش سے خود مر دم نکلتا ہے  ہماری آنکھ سے ہر خیمہ زمرم نکلتا ہے</p>
--	--



کبھی وہ بوجھتے ہیں ہلکے ہم پر کون مرتا ہے ادمان جانیکو جاتا ہے مرے تقلید پر سخن کیدن وصل جوتا ہے تو دہنی اگل گئی ہے ہجوم درد نے آتا بڑا یا ناتوانی کو ہمین یہ دل جلاتا ہے کسی کو یاد کرتا ہے	ہماری شامت اتنی ہیران سے ہم نکلتا ہے مگر سر ہٹا کر تا ہوا ماتم نکلتا ہے تمنا دل کی رہ جاتی ہیران کم نکلتا ہے نفس ہی اب گزنیارالم ہم ہم نکلتا ہے بہ اس کا غم بدلتا ہے ہمارا دم نکلتا ہے
--	--

جہان میں قدر آدم ہوتی ہیرا قلم پس آدم  
محبت کرنیوالا سچ ہے انسان کم نکلتا ہے

شوخی رخ بے نقاب دیکھئے کب تک ہے یار کا چہرہ عتاب دیکھئے کب تک ہے پردہ رخ یہ نقاب دیکھئے کب تک ہے ورد سے بیقرار غم سے جلے جان زار غیر سے وہ ہمنار فہر یہ پروردگار طاقت ہمان نہشت خانہ بہ مہمان غزل خواب میں وہ دلریا بھول کے یان آگیا وصل گیا بہار میں جی پہ بنے یاد میں غیر کی ہے گہر میں یار رشک سے میں بقرار ز شعی اعمال ماصورت نادر گرفت صبح کبھی شام آئے پہر وہ ہنیں بیوفا عذر و طعن آنے میں ہوں بیان انتظار	عالم جوش شباب دیکھئے کب تک ہے ورد بہ شکل عذاب دیکھئے کب تک ہے ابر سدا نقاب دیکھئے کب تک ہے نالہ غم گرم تاب دیکھئے کب تک ہے صاعقہ زیر سحاب دیکھئے کب تک ہے اوسکانیا یہ عتاب دیکھئے کب تک ہے گردش تعبیر خواب دیکھئے کب تک ہے تاب پر طرفہ یہ تاب دیکھئے کب تک ہے حشر کا چہرہ عذاب دیکھئے کب تک ہے بندہ فتح باب دیکھئے کب تک ہے بیل دہنا انقلاب دیکھئے کب تک ہے تقرقہ بے حساب دیکھئے کب تک ہے
---	--

عشق کی ہے دل میں آگ یا رکوتے اوسے لاگ  
حالتِ راحم خراب دیکھتے کب تک ہے

جیب وہ بت سنگ دل خفا ہے	بوجین اوسے کیون کوئی خدا ہے
بیگانہ وہ ہے نہ بیوفا ہے	معلوم ہے دیر آشنا ہے
کیون سنئے جواب لن ترانی	آئینہ دل ہے رونما ہے
اسد نکالے آرزو میں بے	بیدار کے ہاتھ مدعا ہے
تم کہتے ہو بد نصیب مجھ کو	کیا میری جبین پہ یہ لکھا ہے
جی میں رہی عمر بہر توقع	اقرار یہی اوسنے وہ کیا ہے
ہمکو نہیں شکوہ بے وفا کا	اپنے ہی کئے کی یہ سزا ہے
طول شب ہجر کیون ہنوگا	اس نے تو لہو میرا پیا ہے
سمجھتے تھے زلف پر شکن کو	ناگن ہے یہ کالی بدیلا ہے
بیدار کا کیا گلا کسی سے	دل تشنہ ناؤک جفا ہے
کب تک کہیں ہم امید قائم	کچھ اسکی ہی آخر انتہا ہے
کونے میں چلو تو ہم سنائیں	کچھ کان میں کہنا بد عا ہے
ٹکڑے ہوئے نامہ بر کے شاید	نامہ جو حوالہ صبا ہے
پتھر کے جگر پہ کیا اثر ہو	بدنام یہ نالہ نارسا ہے
اغیار کی یاد میں تو جاگیں	رسوا برے نالوں کو کیا ہے
آنا ہے تو آؤ دیر کیون کی	یاں دہم کچھ اور سو رہا ہے
راحم وہ غزل لکھی ہے واسد	ہر گوشہ سے شور مریا ہے

## غزلیات تمام شد رباعیات

اُب جان کا دیرون سے پہچا چھوٹے      کب دیکھنے کا فروں سے پہچا چھوٹے  
پہندے میں پیسے میں نہ کو ایسے راقم      شکل ہے ستمگروں سے پہچا چھوٹے

ایضا

انکھوں سے نہ لکھا ہننے مانا تجھ کو      معبود مگر سمجھ کے مانا تجھ کو  
سمجھے ہی جو کچھ تو سمجھے ایسا لگوا      جانا ہی ہے ہننے پر نہ جانا تجھ کا

ایضا

ہم نے کبھی تم سے بیوفائی کی ہے      جب کی ہے تہین نے کج ادائی کی ہے  
سہمہ بہم کے ستم ہی ہم جو لے نہ سے      دل دیدیا تم کو یہ بُرائی کی ہے

ایضا

اب غم میں ہنیں ہے یار میرا کوئی      فرقت کا ہی غم گسار میرا کوئی  
مرا ہوں وہ یاد کر کے غم میں ایام      رہتا تھا گلے کا یار میرا کوئی

ایضا

درد غم یار سے مرنا بہتر      دنیا میں وفا کا نام کرنا بہتر  
لیونجی کے خراب زندگانی سے کچھ      اسباب حیل سر پہ دھرنا بہتر

قطعات تاریخی

تاریخ وفات خواجہ شمس الدین خان معروف بخواجہ جان دہلوی  
عم بزرگوار راقم

کسوف فنادید آن شمس دین	که بدخواجہ جان عرف آن نیک خو
چو رخت اقامت زد دنیا بہ بست	شدہ ماتم و شیویش کو بکو
بر ماتم شدہ آنچنان رنج و غم	بیانش ز کلک در نظم مجو
بگفتم بدان اسے دل پرالم	کہ غلبد برینش ہمہ جائے او

قطعه تاریخ وفات خواجہ بدرالدین خان معروف بن خواجہ  
امان مترجم بوستان خیال برادر زادہ میرزا اسد اللہ خان  
غالب ہلوی الدہ جدامت

آن خواجہ امان کہ بود فرزانه دہر	شیرین سخن و شکر زبان اردو
افسون دم و سحر کار و معجز گفتار	دراہل زبان سلیقہ دان اردو
فرزانه جوان و نور چشم غالب	نام آور ہندو کامران اردو
عالی نسب زطرز دانش پیدا	والا حسبی عیان ازان اردو
از خامہ و کلک داستان اندہ	در کام و زبان فرودشان اردو
در رزم بیان شرارہ ریزی بودہ	در بزم سخن گہیر فشان اردو
معجز سخن ز یادگار ادیش	افزود بعر جاودان اردو
در بلع جہان نہال اردو بگزشت	تا ماند از و مژ فشان اردو
ارے چہ بہ کلک نقش نگین بستہ	ز امان نہ کہنہ داستان اردو
براہل سخن فشانہ گنج گوہر	براہل نظر کشود کان اردو
کان نقد گران بہا بجا لم بگزشت	چندین ورقے ز اہ مغان اردو
خود زود بہ بست رخت ہستی بہات	پایان نرسیدہ داستان اردو

<p>دیدہ نہ گلے ز بوستان اُردو          نہ نقش و نگار گلستان اُردو          برگ و ثمرے زیباغبان اُردو          جز یک پرے ترانہ خوان اُردو          گفتند ہمہ سخنوران اُردو          از قالب دہر رفت جان اُردو</p>	<p>خرد و ثمرے نہ از نہال امید          این سفال فلک نجوہست یکدم بیند          گل چین اجل ہمہ بیرغنا برودہ          چنینے نگراشت از متاع دنیا          رنجور پسر چو خواست از سال و کات          را قم ز سر آلم بگوئے تاریخ</p>
<p>کیا کہون مین ما جسرے پرالم          ہائے کیسا مر گیا زیبا صغہ          ہائے اُٹھ جائے جہان سے خرم          اب جوان مرگ او سکولیں کہتے مین ہم          ہو گیا غایب کہاں وہ با چشم          آج او سکورو رہے مین بیٹھے ہم          رہ گئی بس دیکھتے یہ چشم غم          اب پنا مین گے کہین خیر ارم          اس علاقے کے سوا ہر ستم          خاک سے جیسے مٹے نقش قدم</p>	<p>قطعہ تاریخ وفات فخر الدولہ نواب علاء الدین احمد خان          بہادر مخلص علاء اے رئیس ریاست لوہارو دہلوی</p> <p>کیا کہون مین سرگزشت سینہ سوز          ہائے کیسا اُٹھ گیا رچنا جوان          ہائے مر جائے علاقے سا جوان          جبکو فرزانہ جوان کہتے تھے لوگ          کہا گئی کس کی نظر اوس کو خدا          جس سے مل کر ہوئے تھے ہم شادمان          اے علاء الدین احمد خان بچھے          گزین سے آسمان تک ہونڈا مین          اے فلک کیا دوسرا تجکو نہتا          بون ملایا خاک مین تو نے اوسے</p>
<p>واقعہ او سکورا          تاریخ و غم</p>	<p>ہائے را قم وہ علاقے اب کہاں</p>

قطعہ تاریخ وفات نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر مخلص نیر  
دہلوی جاگیر دار بولوار و غم نرگوار علیائی بود

پہر ہوا تازہ زخم سینہ میں	پہر ہوا تازہ داغ دہلی کا
سُن رہا ہوں کہ مر گیا نیر	ہتا جو چشم و چراغ دہلی کا
آج پا مال ہو گئی دہلی	آج اُجڑا ہے باغ دہلی کا
یہ وہ دہلی تھی روکشِ جنت	عرش پر تھا داغ دہلی کا
کل جسے لالہ زار کہتے تھے	آج جنگل ہے باغ دہلی کا
دہلی والے رہے نہ وہ دہلی	رہ گیا دل پہ داغ دہلی کا
جل بسے نامدار دہلی کے	سات لیکر بس داغ دہلی کا
کیسے کیسے تھے لوگ دہلی میں	ہر سخنور داغ دہلی کا
جنسے بایا سر داغ دہلی نے	جنسے تھا تر داغ دہلی کا
مومن و ذوق اور آزر دہ	شیفہ سا چراغ دہلی کا
غالب و عارف اور صہبائی	نیر خوش داغ دہلی کا
اُن سے دہلی تھی پیہ دہلی سے	ان سے روشن چراغ دہلی کا
اب وہ دہلی نہ رونق دہلی	ایک کہنڈ رہے باغ دہلی کا
اب کہاں ایسے نامور پیدا	اب کہاں وہ فراغ دہلی کا
نامداروں میں باقی نیر تھا	گو ہر شب چراغ دہلی کا
بعد غالب کے رہ گیا تھا یہی	انجمن میں ایلغ دہلی کا
اہل فضل و کمال پاتے تھے	اوس سے ملکر سراغ دہلی کا

وہ بھی سوئے ارم روانہ ہوا گنیر خوش خصال کا مرنا	چھوڑ کر خانہ باغ دہلی کا داغ پر ہے یہ داغ دہلی کا
اب شانام شہر کا راقم اب بھابھے چراغ دہلی کا	
سلام	
جس دم ہوئے سوار سوئے کر بلا حسین کوئے کو آپ جاتے ہیں کیا جانتے نہیں جانا اگر ہے آپ کو منظور جانیئے آفت کی وہ زمین ہے مسکن قضا کا ہے سنکر کہا امام نے مرضی خدا کی ہے فرزند ہے علی کا نو اسار رسول کا دُترتا نہیں قضا سے اگر سو قضا ہی ہو	اہل مدینہ کہتے تھے رورو کے یاحسین شیر خدا پہ گزرا تھا کیا ماجرا حسین اہل حرم کو سات سے رکھئے جد حسین کوفی و غائی لوگ ہیں دینگے و غا حسین راضی ہے ہر طرح برفضائے خدا حسین امت پر اپنی جان کر لگا خدا حسین وعدہ کیا ہے اوسکو کر لگا و غا حسین
ہے غامی شاہ نے راقم کسی کی بات کٹوانے سر لگے سوئے دشت و غا حسین	
سلام	
مجرئی رن مین مین مہمانان مہمانوں کی آں احمی کو بلا گہر مین پیاسا مارا جان لی مال لیا صبر نہ آیا پھر بھی	جان لیتے ہیں مسلمان مسلمانوں کی کاٹ لیں گردنیں تلوار سے مہمانوں کی چہین لہین چادرین ہی چاک کر بانو کی

بہائی مارے گئے اب ہکو پڑی جانوں کی  
 اب اوٹھانی ہے اویس ہمیں ندانوں کی  
 قید میں گہر کیاں سنستے ہیں نگہبانوں کی  
 سوکھی جاتی ہے زبان پیاس سے گریبانوں کی  
 پیاس اب کون بھاریگا پریشانون کی  
 لاشیں بے گور و کفن ہیں پڑی بچانوں کی  
 صورتیں دیکھ لوں اکیلا میں مردانوں کی  
 اب خبر کون لے الد پریشانون کی  
 جان ہے زہرہ میں ہم بے سر سیاہانوں کی  
 عرش ہلنے لگا خزیاد سے گریبانوں کی

کہتے رور کے ہمیں نرب کہ بانی بابا  
 قتل سب ہو چکی اولاد اکیلے ہم ہیں  
 ہم اسیر و نہ ہے وہ ظلم کسی پر ہوا  
 قحطہ پانی ہی ہمیں دیتے یہ ظالم ہکو  
 ہائے سقائی حرم ہی ہمیں پانی لاد  
 قہر سا قہر ہے فرزند و نہ زہر کے خدا  
 بانو کہتی ہیں کہ فرزند کہاں ہیں میرے  
 ہائے قاسم ہے نہ اکبر ہے نہ اصغر گہر میں  
 ایک سجاد ہے باقی وہ پڑا ہے بیمار  
 قید جب ہو کے چلے اہل حرم میدان سے

آنکھ سے آنسو حرم کے ہوئے جاری احم  
 لاشیں دیکھیں جو پڑی خاک یہ بچانوں کی

## سلام

غوغا ہو کہ آئے ہیں مہمان کر بلا  
 سامان کر کے آئے ہیں سلطان کر بلا  
 سلطان کر بلا ہوئے مہمان کر بلا  
 زنجیر بن گیا تھا سیسا بان کر بلا  
 زندان سے تنگ تر ہوا میدان کر بلا  
 بیٹھے حسین تہام کے دامان کر بلا

پہونچے جو کر بلا میں غریبان کر بلا  
 تاحشر این رہیں گے یہاں سے نجاتیگے  
 بولی اجل پکاری قضایہ میر نصیب  
 پکڑے قدم زمین نے تھامے اجل پانوں  
 رستہ دیا زمین نے نہ صحرائے راہ  
 آگے نہ پڑ سکے وہیں دیر سجاد ہے



جی چٹ گیا امام کا سامان دیکھ کر  
 بولے امام جانتے ہیں اس میں کوہنم  
 جو کچھ کہہ ہو نیو! لاہے معلوم ہے ہیں  
 اس خاک ماریہ پر پڑے ہونگے جا بجا  
 جب ہو چکا یقین خستہ نشہ کام کو  
 فرمایا اب حسین بیان سے بخائیگا  
 اسد کہہ چکا ہے یہ اپنے رسول سے  
 دم ہی لیا نہ تھا ابھی دلدل سواری  
 شامی جائے فوج پرے سے پر ملائے  
 لشکر پہ چلے شاہ کے کرتے ہیں مہم  
 نرفہ میں کر لیا ہے حجاب حسین کو  
 جب چارہ غیر جنگ نہ دیکھا امام نے  
 بڑھنے لگی اوہر بھی شیران صف شکن  
 ایسے گرے کہ برق گرمی جان لیگی  
 جانیں بچا سکے نہ سفہان کینہ جو  
 پشتے لگا دے تھے کنارہ فرات کے  
 ایک حشر تھا کہ آل عبا پر گزر گیا  
 سرنگے اہل بیت میں سر پر دہنیں  
 جانیں چچین نہ مال بچا ہے نہ آبرو

آیا نظر پہر اہوا ایمان کر بلا  
 پیاسی ہمارے خون کی ہے جان کر بلا  
 نوٹین گے خاک و خون میں شہیدان کر بلا  
 تن مائے نازنین عن سر بیان کر بلا  
 بے سروئے بخائیں گے مہمان کر بلا  
 دل کہو لکر نکالے گا ارمان کر بلا  
 تقدیر ہے حسین سے ہوشان کر بلا  
 دیکھا کہڑے ہوئے خنجر یفان کر بلا  
 تیار رزم پر ہیں سواران کر بلا  
 نیزے اٹھا اٹھا کے سفہان کر بلا  
 قطرہ پین نہ پانی کا سلطان کر بلا  
 لشکر جادیا سر میدان کر بلا  
 سر پر کفن کو باندھ دلیران کر بلا  
 تلواریں سونت سونت جو انان کر بلا  
 ایک ایک حلیف ہو گیا قربان کر بلا  
 کشتوں سے بہر دیا تھا بیابان کر بلا  
 محشر میں ہی ہنو گایہ سامان کر بلا  
 منہ پر حجاب کوہنیں دمان کر بلا  
 جنگل ہے بے بیان میں اسیران کر بلا

گرنا تھا آسمان کو حریفوں کی جان پر  
 پانی کے بدلے آنکھ میں باقی نہیں بچا  
 زخموں سے چور چور بدن ہے حسین کا  
 قاسم کہیں پڑے ہیں کہیں اکبر جوان  
 عباس کہہ رہے ہیں کہ عباس ہو چکا  
 پہونچے مدد کو کون کہ اتنا نہیں کئی  
 زینب پکارتی تھیں کہ قاتل میں کوئی  
 لاؤ اٹھا کے بہائی کو زانو پہیں سلان  
 فریاد اہل بیت نے بھر کائی تھی وہ آگ  
 اوس تن کو روک رہے تھے جو سر سے جدا ہو  
 وہ تن جو گرم خاک پہ بے سر پڑا  
 آنکھیں نہتیں لعینوں کی آنکھوں سے دیکھتے  
 یہ صبر اہل بیت پڑیکا کہاں کہاں  
 پوچھیں گے تجھے حشر کو اے خاک بارے  
 کیا دیگی پہر جواب نہ بن آئیگا جواب  
 جب بعد عصر غامہ جنگ ہو چکا  
 اہل حرم ہی لٹ چکے خیمہ ہی جل چکا  
 پہر اہل شام لعنہ زنان شام کو چلے  
 گریہ پہ اہل بیت کی رڈا تھا آسمان

اولاد فاطمہ ہے پریشان کر بلا  
 پیاسے تڑپ رہے ہیں اسیران کر بلا  
 بے جان پڑے ہوئے ہیں شہیدان کر بلا  
 لاشوں کو روندتے ہیں سواران کر بلا  
 لیجے خبر دہائی ہے سلطان کر بلا  
 خیمہ میں لائے لغزش شہیدان کر بلا  
 تپتے زمین پہ لیٹے ہیں سلطان کر بلا  
 ہے ہے تڑپتے ہیں سر میدان کر بلا  
 جلنے لگا تھا صحن بیابان کر بلا  
 اوس ہر کو پٹیتے جتے یتیمان کر بلا  
 وہ سر جو نیزہ پر بنا ارمان کر بلا  
 آل عبا کو کوزنگامان کر بلا  
 جاتے ہیں ننگے پاؤں اسیران کر بلا  
 مہمان نوازیان ترے مہمان کر بلا  
 دست حسین ہو گا گریبان کر بلا  
 رخصت ہوئے ارم کو شہیدان کر بلا  
 سجاد ہین سو وہ ہی اسیران کر بلا  
 لٹکا کے نیزہ پر سر سلطان کر بلا  
 ماتم سے ہل رہا تھا بیابان کر بلا

ہے ہے یہ کیا غضب ہے دُعا فی خدا کی ہے	قتل حسین ہو سر میدان کر بلا
منہ کو کلیجا آتا ہے راقم بیان سے	کائین سر حسین لعینان کر بلا
<p>تضمین بر عزت نعیتہ جناب نجم الدولہ دبیر المملک - نظام جنگ میرزا اسد اسد خان بہادر غالب مغفور دہلوی</p>	
واقعہ بین خوب سر حقیقت سے حق پرست	انگھون دیکھتے ہیں تماشائے نگہ بست
بہجے ہوئے دلومین بین زندان فاقہ مست	حق جلوہ گز طرز بیان محمداست
آرے کلام حق بزبان محمداست	
مانا کہ خاص حق کہ ہے قتل قضا بہت	لیکن کلید چاہیے بہر کث دوست
کہنے کی بات اور ہے گفتن بہین بہت	تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق بہت
اماں اداں زمان محمداست	
زادہ پیچھے ہی دیدہ ادراک ہو سہی	قدرت نہیں کہ محرم اسرار ہو کہی
مان راز معرفت پہ پیچھے جب ہو آگہی	دانی اگر بہ معنے لولاک واری
خود ہر چہ از حق است از ان محمداست	
دل سے عزیز تر ہو وہ یہ قسم ہے مستند	فرزند و عمر و دولت و معشوق سر و قد
دیتے ہیں جان انکے لئے صاحب خرد	ہر کس قسم بد انچہ عزیز بہت یہ بخورد
سو گند کردگار بہ جان محمداست	
کیسی ارم کہان کا چمن کسکالاہ زار	ہم سن چکے ہیں یہ تو کہانی ہزار بار

یہ وقت قصہ خوانی جنت نہیں ہے ہمارے	واعظ حدیث سایہ طوبی فرد گزرا
	کابجا سخن ز سرور دان محمد است
مبجز فتنے میں حضرت عیسیٰ نے کیا کیا	کہہ کہہ کے تم تا بذن ہی مرد و نکو دم دیا اعجاز اسکا نام ہے شوقِ فقر ہوا بنکر دینیہ گشتن ماہ تمام را
	کان نیمہ خیشے زبان محمد است
ہوتی اگر نہ مہر نبوت بدوش قد	ہو تمانہ فرق پہر کہ یہ احمد ہی یا احد مانا کہ وہ نشان رسالت کی ہے سند در خود نقش مہر نبوت سخن رود
	آن نیز ناموز نشان محمد است
اوسکی ثنا و مدح کرین کس زبان ہم	کہا تا ہے جسکے نام کی اسد خود قسم راحم بقول غالب آسودہ ام غالب ثنائے خواجہ بہ بیزدان گزشتیم
	کان ذات پاک مرتبہ دان محمد است
<p>تضمین بر غزل نواب یوسف علی خان بہادر فرمان رواے رام پور متخلص ناظم شاگرد حضرت غالب دہلوی</p>	
مستانہ لگائیں مین حیا اور ہے کچھ ہے	جانانہ ادا ہوش بابا اور ہے کچھ ہے ان انہیں وہ ماہ لقا اور ہی کچھ ہے اندا ز نرالا ہے ادا اور ہی کچھ ہے
	وہ حسن بنین نام خدا اور ہی کچھ ہے
کیا حسن کا تم حسن بڑانے بنین دیتے	مشاطہ کو یہی مات لگانے بنین دیتے کیا زلف صبا کو یہی ہلانے بنین دیتے کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے بنین دیتے

سچ ہو یہی پرہیز سنا اور ہی کچھ ہے	
مارا ہی تھا مجھ کو نگہ پوش بانے	لستم یہی رکھا تھا نہ لگا برق بلائے
مان زندہ جنبش اعجاز مانے	پردہ نہ کہا تیری لب روح فزانے
ہم جانتے تھے اب بقا اور ہی کچھ ہے	
ایسی تو تھی بات اسے نہ رملگی بات	پیغام تھا گالی نہ تھی اسنے نشے بات
کہنے میں مگر فرق رہا جو نہ بنی بات	جو مینے کہا تھا وہ بگڑ نیکی نہ تھی بات
قاصد نے مگر اس کے کہا اور ہی کچھ ہے	
کچھ اور جدا ہی اسی یہ حال ہے ہونا	کہا نا ہے نہ پینا ہے نہ دشات ہے ہونا
یہ جینے میں جینا ہے عبت عمر کا ہونا	ہم دم ہی جانان کی جدائی کا ہے ونا
کہتے ہیں جسے مرگ دہ کیا اور ہی کچھ ہے	
کیا کام ہے عیسے کا وہ شریف نہ لائین	اعجاز کسی مردہ کو وہ اپنا دکھائین
دم بازیان اور ون ہی کو وہ نبی جیائین	عیسے سے کہو مردہ صد سالہ جلایین
بیمار محبت کی دوا اور ہی کچھ ہے	
کس جان میں جان ہے پر دانہ دی جان	بیکار سی ہتی موت ہی بیکار سی نہی جان
مجنون کی یون ہی دشت نور دین ہی جان	فراموش پیشہ ہے ہی دی تو سہی جان
پرشیوہ ارباب فا اور کچھ ہے	
وشنام سے کیا اور سوا دیتے ہولاؤ	شکین کی مرے کوئی دوا دیتے ہولاؤ
ملنے کا اگر مردہ نیا دیتے ہولاؤ	تم حسن کی خیرات میں کیا دیتے ہولاؤ
ہر چند لٹائے گدا اور ہی کچھ ہے	

کہتے ہو حقیقت کے یہی منکر نہیں ناظم	راحم تو شریعت کے یہی منکر نہیں ناظم
تم صبر و قناعت کی یہی منکر نہیں ناظم	ہم زہد و عبادت کی یہی منکر نہیں ناظم
پر قاعدہ فقر و قناعت اور یہی کچھ ہے	
قطعہ تاریخ بگل باری قلم اجماع قاضی بیان شیریں بیان شاعر بے مثال تاثر خوش مقال جناب سید حیدر حسین صاحب تخلص بکیتا بسال ترتیب دیوان	
چون حضرت راقم بنو درامصار	ہم ناشر و ہم ماہر نظم زیبا
زین ادست کہ تاریخ کلامش آمد	بے کاست و کم قادی نظم زیبا
ایضاً	
خواجہ مرزا خان راقم چون نوشت	نظم مجموعہ الصفات دل پذیر
دل سرود سال ایتامش سرود	نوبہار کلیات بے نظیر
ایضاً	
زیبا سخن کہ طرز او یاد دہد	کین نظم بود ذخیرہ از غالب
نام ناظم نشان تاریخش ہست	مرزا راقم بنیرہ از غالب
ایضاً	
س نظم سے من و عن ہے ظاہر بکیتا	گفتار میں جو تیرہ غالب ہے
پوچھی جو کسی نے اسکی ناظم کی صفت	بات فہ نے کہنا بنیرہ غالب ہے
ایضاً	
دل جامع کو ہو حاصل اک لطف	ہے یہی حاصل نظم زیبا

اور یہ دیوان دل نظم زیبا حل ہوئی مشکل نظم زیبا طے ہوئی منزل نظم زیبا ہو گئی شامل نظم زیبا ہو گئی داخل نظم زیبا جو ہر کامل نظم زیبا	مین دوادین جد نظم لطیف اسکے چہرے جانے سے پیر طلبا اسکا اتمام ہے انجام سخن فکر عالی سے مضامین بلند فکر سے تھے جو مضامین خارج اسکی تاریخ ہے خود بے کم و کاست
---	---

## ایضا

ہے سخن میں شان راقم لا جواب کلاک شک افشان راقم لا جواب ہے خطر ریحان راقم لا جواب ہے بہارستان راقم لا جواب سب سخن چندان راقم لا جواب کیون نہ دیوان راقم لا جواب خواجہ مرزا خان راقم لا جواب	جلد کلیات بند بننے سے کہلا ہے سواد شاعری میں بے سخن تختہ گلزار اہل فکر میں یہ گلستان دیکھ کر کہتے ہیں سب دیکھ کر دیوان کوہین دیوانہ وار صاحب دیوان ہے بے مثل و نظیر کہہ دیا یکشا لے سال عیسوی
--	---

گلدستہ ہند معانی نقش طراز سخندان صاحب متخلص بہ مائل مولد و موطن دہلی تلامذہ تسلیم ناز کوئی	گلدستہ ہند معانی نقش طراز سخندان صاحب متخلص بہ مائل مولد و موطن دہلی تلامذہ تسلیم ناز کوئی
مکرم میرے حضرت خواجہ راقم مرتب جو دیوان خواجہ ہوا ہے سخن سے نہ دم پھر مائی ہے اونکو	مکرم میرے حضرت خواجہ راقم مرتب جو دیوان خواجہ ہوا ہے سخن سے نہ دم پھر مائی ہے اونکو

<p>نہ کیونکر ہو قبضہ زمین سخن پر یہ عالم ہے آمد کا دیوان میں دیکھو سراپا غزل ہے ہنیں سلک گوہر سخن وہ کہ جسکو سخن فہم سمجھیں کہا مر حبا خواجہ حافظ نے مائل</p>	<p>الگ ہے زمانہ سے رفتار خواجہ کہ گویا سخن تھا طلب کار خواجہ دُرے بہا میں سب اشعار خواجہ وہ ہے داو جو ہو سزاوار خواجہ نکالی جو تار سچ گفتار۔ خواجہ</p>
---	--

قطعہ تار سچ طوطی شکر زری سخنوری بلبل ترانہ سچ معنی گسٹری  
جناب چاند خان صاحب متخلص معطا ملازم سرکار جیپور

<p>کہوں کیا خوبی دیوان راستم فصاحت سے نہیں خالی کوئی لفظ عجب روشن بیانی ہے کہ ہر شعر بہری ہے طرفہ رنگینی سخن میں غرض اول سے آخر تک ہر ایک جا ندیکھا ہو گل بے خار جس نے عطا تار سچ میں نے بے کم و کاست</p>	<p>وہ ہے ایک ابر گوہر بار معنی بلاغت ہے گل دستار معنی بنا ہے مطلع انوار معنی بجائے کہئے گر گلزار معنی فی صورت پہ ہے اظہار معنی وہ یان دیکھی گل بے خار معنی رقم کی دفت پرستار معنی</p>
---	---

قطعہ تار سچ ترانہ ریزی قلم و نغمہ سخی کلاک عنبرین رقم شاعر  
یکتا محمد ریاض الدین متخلص فدا شاگرد حضرت رنا اکبر آبادی  
میرلسنشی زریدنئی چھپو

<p>بس فدا دیکھ لیا ہنسنے سچے خود یہ راستم نے کہا تھا جسے</p>	<p>ہے ترا دعویٰ الفت بے جا زیر ترتیب ہے دیوان میرا</p>
--	--



<p>تو نے کیا اون سے کیا ہوتا وعدہ ایک تاریخ کا کہتا گویا برہ گیا حد سے تغافل ورنہ دیب ہے جو ہر شکایت تجھ سے سال تریب کا کہہ جلدی اب</p>	<p>حیف اس یاد پر ایسا بھولا ہتا نہ آسان تو مشکل ہی نہ ہتا کم نہ ہتا حوصلہ فکر جس قدر شکوے لئے جائیں مجھ دو دفتر عشق مکمل ہو گا</p>
<p>قطعہ تاریخ بے نقش طرازی خامہ محض بیان دانشا پر داری سخن سحر زبان جناب عشقِ علیم الدین متخلص علیم متوطن سہنہ سرشتہ دار پنجابیت رزیدہ جلیپور</p>	
<p>خواجہ ذبی جاہ متسر الدین خان آنکہ ناش ہست ہاتم در سخن نام ایزد جمع گرد اشعار خود با و دایم در چہان اشعار او اے عظیم نکتہ پرور سحر کار</p>	<p>ہست درد نیا بخش گولے علم دانکہ باشد پر گہ طبعش چویم دو زبان سعد با سے اتم یا آہی تابود لوح و قلم سال او گفتار خواجہ کن قلم</p>
<p>ایضا</p>	
<p>مجموعہ کہ این مجموعہ نظم نوشتبہ اندرین راقم ہما نا علیما از براسے سال و تاریخ</p>	<p>بوقت یک خوش گردیدہ دین ہزاران نکتہ اعجاز رنگین جو شعرا راقم عنبر آگین</p>
<p>قطعہ تاریخ بہ اہنگ دلربا نوای فکر سا جناب شعی چہیرل صاحب متخلص مجبور شاگرد حضرت تسلیم نارنولی</p>	

عجب دلچسپ ہے دیوان راقم ہنی تاریخ اسے مجبور میں نے	کہ دل جبر فدا ہے الجھن کا کہا گلدستہ گلہائے سخن کا
عذب البیان و طبع السامی شاعر نازک خیال رنگین بیان شیرین زبان سید احمد مرزا خان تخلص گاہ خوشہ چین غالب	
مجموعہ خوبی ہے یہ نظم بہ محبوبی ہے ہے لطف معافی میں بس طرح کی داغ چہی ہر شعر گراں پایہ ہے شوقی کا سڑیہ ہے قبضہ قدرت میں اقلیم سخن رانی بخیلہ معافی کا سینہ میں جو تہا پہنان علم ہے لطافت سے ہر لفظ کا انداز کی فکر جو کچھ میں نے تالف نے کہا لکھ	ملے ہوئے غالب ہے شان دل راقم انذار سخن پر ہے احسان دل راقم خوبی میں گراں تر ہے ارزان دل راقم جاری ہے مضامین پر فرمان دل راقم نکلا ہے وہ اب بتکرار مان دل راقم آگاہ فصاحت ہی ہے جان دل راقم تاریخ حسن ہجری فیضان دل راقم
ایضاً	
و او ترتیب چو دیوان راقم سال تاریخ جو بستم ز سہوش	ایضاً مضامین بہر سو باب رمز سخن دلکش گفت
ایضاً	
کرد چون دیوان راقم نازک خیال جست چو آگاہ کرد بدینان مقال	گشت ز فیض سخن سلک گہر تاب علم از سر ایمان ہر دوشی ناپذیر و ناپسند
ایضاً	

عجب دیوان کہا ہے خواجہ مراد الدین رقم نے بے تاریخ محال آگاہ جب کچھ فکر کی تھیں	ز ستر پایا ہے یہ بلع سخن میں تازہ گل چار تو جلدی بول اٹھانا لطف خیال خواجہ کمال چار
:	ایضا
چو راتم با کمال سرمودہ کردیم چو شکر سال تاریخ آگاہ سرودش گفت از من	دیوان خود شنس بہ نظم ارقام یابد تا کار نیک انجام ترتیب کلام لطف انجیام
قطعات سال طبع دیوان بزم زمزمہ گفتار سرخیل نام دران سخنوری ہمسر نظیر و انوری سید ظہیر الدین صاحب متخلص بہ ظہیر دہلوی	
ہوا ترتیب نو دیوان رنگین کہان بین اہل شنس آئین دیکھیں عروسان چمن کی زیب شان ہے حلاوت بخش روح و کام و جان ہے ملاعت ہے فصاحت خیر کتنے بتان شوخ کو کرتا ہے بشخیر یشکان جہان پیکیے میں جس سے ظہیر خستہ جان کی دل سے پوچھو جو دیکھے اس چمن کا حسن طبع	بندہ گلدستہ گزار رستم کہلا ہے دفتر اشعار رستم بیار گلشن بے خار رستم زبان شوخ و شکر بار رستم کہ آسان تر ہے ہر دشوار رستم فنون شوخے گفتار رستم وہ ہے نظم ملاحات بار رستم مذاق طبع گو ہر بار رستم وہ کہد ہے بے خزان گزار رستم
قطعیہ تاریخ طبع دیوان بہ شیر زبانی و فصاحت بیانی نذیر خان خان متخلص نظیر سرشتہ دار نظامت گنگا پور رزلج جیپور	

گرامی لقب خواجہ نامور  
 سخن سنج و دانشور خوش کلام  
 سخنور سخن فہم و عالی نسب  
 جگر گوشہ غالب دہلوی  
 خوشاعر آن خواجہ میرزا  
 تخلص بر اقم پے نظم و نثر  
 ز گفتارش آمد سخنہائے نغز  
 یکی آن فسانہ زبستان حنیال  
 کہ ہر یک پسندیدہ اہل حسد  
 کتاب دوم ہم ز تالیف اوست  
 سوم بحث عنوان و ذکر وفا  
 چارم دل آراے نظم سخن  
 بہر دل عزیزست چون جان عزیز  
 بہ معجز بیانی بہ عیسے دے  
 عجب کرد آراستہ روے نظم  
 چہ نقشے بیداخت بر روے دہر  
 پریشان سخن را نہ راہم نمود  
 رسانید سراپاۂ عمر خویش پ  
 نداد اما لقب بگواستہ لطیف

خود مند فرزانہ رعنا جوان  
 بر نگین بیانی و شیرین زبان  
 زدہلی تراد و ز نسل کیان  
 چراغ شبستان ہندوستان  
 مہین پور دل بند خواجہ مان  
 سزاوار تحسین بہ لطف زبان  
 چو شہوار گوہر بہ ارزگران  
 چنان ترجمہ کرد زان داستان  
 بہ امصار و اکثاف ہندوستان  
 بگذر مظاہر و سامان آن  
 نوشتہ بخوبی بہ عنوان زبان  
 بیارہت مثل عروس انجمن  
 بہ چشم شوق تماشا بیان  
 بیداخت در جسم بے جان جان  
 کہ دل میکشد ہر اداے بیان  
 کہ نامش بود زندہ جاودان  
 شود سر مہ چشم اہل جہان  
 باہل سخن بدیہ وار معانی  
 شدہ طبع دیوان با فردشان

<p>ہاں دم بہ سالش کثودم زبان بگفتیم عاشق - چہ مرغوب جان</p>	<p>ہاں وقت نکم بتا سنج شد گرفتیم حرف از سر طرز او</p>
<p>کہر فشانی خامہ بلا تخت شامہ مرزا ساجد بیگ محمد عدالت ملکہ علاقہ نظام برادر خرد سرور جنگ آغاز را بیگ</p>	
<p>ہر صفحہ انجن ہے ورق بزم دلغیب معشوق پرستیز کی ہے رزم دلغیب تاریخ تو بھی لکھنے کا کمر غزم دلغیب اچھی زبان برقی ہے بالظلم دلغیب</p>	<p>راستم نے وہ کلیات ارستہ کیا والد طرز شوخی دیوان کہتے ہیں طبع روان کا قصد کہ ساجد زبان ہلا باتہ آئے ناگہان مجھے تاریخ طبع ہی</p>
<p>ترانہ گفقا بشیرین زبانی ولغنے بہ ہنچار فصیح بیانی خواجہ مرزا امیر الدین خان متخلص یہ آئم خلف الصدق آئم دہلوی</p>	
<p>گویا گل بار ہے چہر غبزم رہل رہا ہے یو خانہ باغ بزم شع اردو کا یہ سراغ بزم پہر نظارہ شب چہر غبزم تر زبانی سے تر دماغ بزم مے سخن ہے زبان ایلغ بزم گل فشانے پہ ہے چہر غبزم انجن کا چمن ہے باغ بزم ہے دہلا سچا پنچہ بین ایلغ بزم</p>	<p>واہ والظم حضرت راستم ہر سخنور کی سیر کرنے کو خاص دہلی کی انجن کا ہے + واہ دیوان ہے لور کیا دیوان خوش بیانی سے مست ہو محفل رنگ گفقا سے ہویدا ہے دیکھ لین خود نظر سے اہل نظر صفو صفو گل مضامین سے طبع دیوان وہ ہوا آئم</p>

گویا روشن بین سوچانچ نیم	لوزافان ہے حرف حرف اسکا
بہ آہنگ سخن ریز و نوای آسون خیز از خاصان در گاہ الہی و مقبول ایزد خلق پناہی خدا آگاہ مر لقصہ شاہ چشتی دہلوی	
ریختہ بین دتیرہ نادر کل زبان کا ذخیرہ نادر	ہکو آیا پسند راقم کا کیا چاہا ہے یہ واقعی یون
قطعہ تاریخ سال طبع دیوان بہ شوقی زبان شوخی و تیز بیان شوخ حسین خان متخلص ناظر شاگرد راقم دہلوی	
شوخی ادائی میں بنا شاہ گل سوچا داند دیوان ہے بانغمہ اردوچا	طبع استاد کا دیوان ہوا ادیب دیکھ کر اہل نظر اسکو کہیں گے ناظر
قطعہ تاریخ طبع دیوان بہا کینگی زبان و بہ شایستگی طرز بیان عبدالرحمن خان متخلص عشرت شاگرد راقم	
کہ جسکی طرز بالکل فارسی ہے کہ اردوی معلے واقعی ہے بیان با عشق و ذکر عاشقی ہے	ہوا ہے طبع کہنا دیوان استاد زبان ریختہ رنگین وہ ہے پسند دل ہنو کیونکر یہ عشرت
قطعہ تاریخ طبع از فکر گوہر بارشاعر شوخ گفتار محمد عبدالحمید صاحب متخلص اشکر شاگرد آگاہ دہلوی	
نمایان شود عز و تمکین راقم از و شاد شد جان شیرین راقم ز روح القدس نظم شیرین راقم	چہ دیوان کہ اشکر زہر حرف حریف چو در قالب طبع آمد ز خوبی پے عیسوی سال طبعش شنیدم

الضیاء	
چسے اردو کی جان لاریب کہئے	چہا جب حضرت راجم کا دیوان
کہ دیوان یا سان لغیب کہئے	سر بد ظن قلم کر لکھ یہ انکھر
قطعہ تاریخ نیچہ فکر بلند و رسائی طبع ارجمند محمد عبدالرحمن صاحب کو کب شاگرد داخل	
تائبندہ ہے ستارہ یاد رہے شاہوار حادث بیانان بین - پانچویں ہزار	دیوان خوب راجم ہر حرف شوخ جکا جب چہ چکا تو کو کب لکھایہ سال طبع
قطعہ تاریخ بہ گہر باری قلم عنبرین راجم شاعر یکتا محمد ریاض الدین فدا میر منشی زریڈنی بی پور مستوطن اکبر آبادی	
مہر تائبندہ سپہر کمال ہنیں چہینے میں اس کے قبل قال	بے ریا دوست حضرت راجم اونکا دیوان اب مرتب ہے
ہوگا مطبوع بوستان خیال	طبع کا اس کے لکھے سال مسدا
قطعہ تاریخ از فکر ناظم بے مثال شاعر نازک خیال منشی محمود جان صاحب تخلص محمود مترجم دفتر انگریزی کونسل بے پور	
ہر ایک شجر ہے گوہر حسن عشق ہے پیش نظر بیکر حسن عشق ذرا دیکھنا جوہر حسن عشق کہا چپ گیا دفتر حسن عشق	ہے دیوان راجم تین کیا آتب تاب کبھی ہے جو تصویر راز و نیاز جفا و وفا کا یہ آئینہ ہے بے سال محمود نے بر محل
قطعہ یہودہ سرائی راجم صاحب کتاب تاریخ	

<p>راز و نیاز عشق کی تصویر کینچی ہے راقم نے وہ خیال کی تقریر کینچی ہے کلمک سخن سے قدرت تاثیر کینچی ہے عاشق کی نامرادی تقدیر کینچی ہے شعلہ رخون کی حسن کی تصویر کینچی ہے کل شادان ہند کی تصویر کینچی ہے</p>	<p>دیوان ہنیں لکھا ہے یہ گویا فقیر نے صورت گری خیال کی مافی نگر سے ہر لفظ دل فریب ہے ہر حرف دل بیا نغم کا کہین بیان ہے کہین کر عیش کا دیوان ہنیں ہے ایک معجزہ جمیں کل کیا کیا زبان شوخ سے گفتار گرم سے</p>
--	--

### ختم کلیات اتم و ہلوی - زمزمہ نوا

<p>مولد از قدیم دہلی ولد خواجہ بدایین خان فیروزہ نواب پنجم الدولہ و میر الملک نظام خان نیک خوار با عہد دولت قیصر ہند</p>	<p>از نسب خواجہ قمر الدین خان جہان آبادی مترجم بجلد نائے بوستان خیال از اقوام معل</p>
--	---

خاتمہ یا لحن ہوا

جلد حضرات ارباب مطالع و اصحاب اخبار و غیرہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ مذکورہ راقم نے اپنے کلیات موسومہ بغیر اردو کل حقوق تصنیف کے محفوظ کر لئے ہیں اور حسب ضابطہ تحریری ہی کرائی گئی ہے کوئی صاحب بلا اجازت مصنف کے تصدیق و طبع نہ فرمائیں۔ اور شایقین کو خریداری اس گوہر بے بہا کی منظور ہو تو بہار سال نہایت قیمت ایک روپیہ چار آنہ ہر معہ محصول ڈاک و رجسٹری وغیرہ مصنف کے مفاد سے وصول ہوگا۔

صیور و پانچ گنواں یا مطبع الفضل المطابع  
عظیم خان سے منگالین خواجہ زمر الدین خان



